

موسوم

الایات و لایزالہ جود علیہ السلام
بفضل رحمانی و امداد یزدانی کتاب مستطاب

موسوم مرتبہ

پیر شریف غلط

پیر عزیز
قدس

یعنی

محبوب سبحانی قطب ربانی غوث احمدی صاحبانہ الفاضلانی رضی اللہ عنہ
جامع اور مستند حالات

مؤلفہ: مولینا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی محرم،

ابن

حضرت مولانا نور احمد پوری ثم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ



ناشر و طابع ثانی :-

مکتبہ سیرت خاتونہ امجدیہ سعیدہ موسیٰ زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

الإسلام ولنا الله الخوف على من لا يعرفنا
والله اعلم

بفضل رحمتی وادامہ یزدانی کتاب مستطاب

موسومہ ماہ

سیرتِ نغماتِ عظم

سیرتِ لعلی
قدس سر

یعنی

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ احمدی حضرت شیخ عبد الرحمان بن عبد اللہ

جامع اور مستند حالات

مؤلف: مولانا ابوالبلیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی مدنی

ابن

حضرت مولانا نور احمد پیر پوری ثم امرتسری جتاندیہ

ناشر و طابع

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ ریچھہ موسی زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

پچھلے اسی روز کی روایات، حدیث، سیرت، تاریخ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

53451

سیرت غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز	_____	تمام کتاب
حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی	_____	مؤلف
۳۰۴	_____	صفحات
۳۶ × ۲۳	_____	سائز
دارالاشاعت الفیض امرتسر ۱۳۳۵ھ	_____	طابع و ناشر (پہلی بار)
محمد سعید سراجی مرشد بابا بانی مکتبہ سراجیہ	_____	طابع و ناشر پاکستان (پہلی بار)
۱۴۰۳ھ	_____	عکسی اشاعت جدید پاکستان
۱۹۸۳ء	_____	قیمت
۲۱ روپے	_____	

تقسیم کنندگان

- مکتبہ سراجیہ خالقہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
- حضرت مولانا مفتی حافظ محمد سعید صاحب سراجی مجددی مدظلہ، شیخ الحدیث و صدر مدرس جامعہ قادریہ جامع مسجد رحیم یار خان۔
- راجہ برادر زہک سیلز رحیم بازار ڈیرہ اسماعیل خان
- الفیصل بک پلیس ۶۹ آن اینڈ ن سنٹر اسلام آباد
G-8/1
- کتب خانہ شانِ اسلام، راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز - گنج بخش روڈ لاہور
- صدیقی میاں احمد صاحب معرفت قاری حافظ شاہ نواز صاحب خطیب مسجد سیدان والی، پاکستانی چوک - اچھرہ روڈ - اچھرہ لاہور۔
(زراہد پبلیشرز پرائیویٹ لاہور)

عرض نامہ

پیش نظر کتاب "سیرتِ غوثِ اعظم" مکتبہ سراجیہ کے سلسلہ اشاعت کی پانچویں اہم کڑی ہے۔ یہ مبارک کتاب اس برگزیدہ مہستی کے احوال و آثار کو محیط ہے جسکی روحانی عظمت کے حضور علم و عمل کی گردنیں خم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کتاب کے مؤلف و مرتب مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی علمی و تحقیقی دنیا میں جانی پہچانی شخصیت ہے۔ "کتاب ہذا سیرتِ غوثِ اعظم" و سیرتِ امام ربانی مجدد الف ثانی "ان کے بلند پایہ علمی و تحقیقی شاہکار ہیں۔ مولانا ابوالبیان موصوف کے والد بزرگوار مولانا نور احمد نقشبندی مجددی وہ عظیم مہستی میں جنھوں نے پہلے پہل تصوف و معرفت کی دو مشہور و معروف کتابوں "مکتوباتِ امام ربانی مجتہد الف ثانی" و "مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندی" کو متعدد خطی و مطبوعہ نسخوں میں تقابل و توازن کر کے صحیح ترین شکل میں مرتب فرمایا اور ان ہر دو کتابوں پر جامع حواشی تحریر فرما کر اسی مقصد کے لئے قائم کئے ہوئے مطبع مجددی امرت سر سے طبع و نشر فرمایا۔ دینائے علم و تحقیق و جہانِ تصوف و معرفت مولانا نور احمد صاحب کی اس بہترین علمی خدمت کی بدل و جان معترف و مقرب ہے

الغرض ع این خانہ ہمہ آفتاب ست

سیرتِ غوثِ اعظم رقم آپ سے پچاس سال قبل امرت سر سے مولانا داؤد مرحوم اور ان کے پدر بزرگوار مولانا نور احمد سپہری ثم امرت سر نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر نگرانی طبع و اشاعت سے آراستہ ہوئی اور آپ اس کے بعد دوسری مرتبہ مکتبہ سراجیہ کو اس دُرِ نایاب کی اشاعت و طباعت کی سعادت ازیں ہوئی ہے۔ اور ہاں کیوں نہ ہو مکتبہ سراجیہ کا توفیق ہی روشن اور پاکیزہ ادب کے شیوع و فروغ کیلئے ہوا ہے۔ فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شَمُّ الْحَمْدِ لِلّٰہِ

الخلاص: خاکسار محمد سعید سراجی مرشد بابا

جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	سید المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مکاشفہ اور حضرت شیخ امانا	۳	عرض ناشر
۳۰	حسن عسکریؒ کا تفویض سجادہ	۱۱	نسبت حضرت غوث اعظمؒ علیہ السلام
۳۱	تذکرہ ولادت	۱۳	دیباچہ
	اثناے ولادت کے دو واقعات	۱۶	نارہ عقیدت
۳۲	بچہ ولادت کا واقعہ	۱۷	افتتاحیہ
	تعلیم و تربیت	۱۹	کتب سیر
	آپ کے والد ماجد کا انتقال آپ کو آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی کا اپنے کنار عافیت میں لینا		افتتاح حالات
۳۵	آغاز تعلیم اور سفر بغداد	۲۳	آپ کا اسم، کنیت، لقب اور عرف
۳۶	آپ کی والدہ ماجدہ کی نصیحت	۲۴	آپ کا مولد اور تحقیق مولد آپ کا نسب
۳۷	آپ کی حق گوئی اور رہنمائی کی توفیق		آپ کا پدری اور مادری نسب نامہ
۳۸	تحصیل علم شریعت		خاندانی حالات
۳۹	قرآن مجید کا ازبر کرنا، علم فقہ اور اصول کی تحصیل	۲۵	آپ کے نانا کے حالات
	اساتذہ	۲۵	آپ کی بچپن اور آپ کے والد ماجد کے حالات
	تحصیل علوم اور تکالیف کا سامنا ایران	۲۶	آپ کی والدہ ماجدہ کے حالات
۴۰	کسریٰ میں مباحثات کی تلاش		بشارات ولادت
۴۱	ضبط جوع		حضرت شیخ خلیل بلخیؒ کی بشارت اور حضرت شیخ ابو عبداللہ علی کا کشف
۴۱	قحط سالی اور صبر و استقلال	۲۸	حضرت شیخ ابوبکر اعجازی کا فرمان اور حضرت شیخ ابوبکر بن ہواریطیؒ کا ارشاد
۴۳	امداد غیبی	۲۹	حضرت شیخ منصور بھائی کا فرمان حضرت شیخ ابوالحسن عبداللہ کا کشف اور حضرت شیخ عقیل بلخیؒ کی بشارت

۶۵ آپ کا خطبہ وعظ
 ۷۰ آپ کی تقریر قلب بند کرنے کیلئے ہر مجلس عظیم میں سوار دو تیرا ہونا
 ۷۰ مجلس عظیم میں آنحضرت ﷺ سے صلۃ والسلام کی زیارت
 ۷۲/۷۱ آپ کا فتویٰ دینا - مدد وعظ و تدریس اور
 اثر وعظ ہر وعظ میں بہت و نصاریٰ کا قبول اسلام
 اور بیدین و بدعتقاد لوگوں کی توبہ
 آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار بیہود و نصاریٰ کا قبول اسلام
 اور ایک لاکھ فساق و فجار کی توبہ
 آپ کا استغفار اور علائکے کلمہ الحق
 آپ کی سمیت و عظمت
 آپ کا لقب محی الدین ہونے کی وجہ
 آپ کے علمین علامہ ابن جوزی کا رجوع

ایک اہم بحث

حضور غوثیت باب کا فرمان
 قَدَّمِي هَذِهِ عَلَى رُتْبَةِ كُلِّ بَلِيٍّ اَللّٰهُ

روایت اور رواقہ
 اس فرمان کے آگے علاوہ شائع کا تسلیم کرنا
 اویسے وقت اور درجہاں غیب کا آپ کو مبارک
 باد دینا
 تاج غوثیت اور ابدال کا اعتراف
 کیا آپ کا یہ فرمان بامر الہی تھا
 پہلی دوسری تیسری اور چوتھی روایت
 پانچویں روایت
 اس قول کا صحیح مفہوم
 قدم کے معنی
 آپ کے ازواج
 آپ کا چار ازواج کرنا

سوال سے اجتناب
 مصائب اور برداشت
 تکمیل علم

علم طریقت

۲۳ آثار و ولایت
 ۲۵ حصول علم شریعت کی وجہ
 ۲۶ آپ کے معلم طریقت
 ۲۸ آپ کے مجاہدات و ریاضات آپ
 ۲۹ کی پچیس سال عراق کے بیابانوں میں
 سیاحت
 ۵۰ آپ کی شب بیداری اور نفس کشی
 ۵۲ آپ پر وجدانہ کیفیات کا نزول غلبہ
 ۵۳ شیاطین کے ساتھ جنگ اور آپ کا تیرا ہونا
 ۵۶ آپ کا شیطان کے مکر سے محفوظ رہنا
 آپ کا حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ
 علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر خرقہ حاصل کرنا
 ۵۷ آپ کا شجرہ بیعت

وعظ اور تدریس واقفاء

۵۹ روایے صادقہ اور وعظ کی ابتداء
 ۶۰ ہجوم خلق توسیع مدرسہ اور تدریس
 ۶۱ آپ کے اکابر تلامذہ
 ۶۲ آپ کی عالمگیر شہرت
 آپ کے وعظ میں تلاکح جنات اور جہاں غیب
 کا حاضر ہونا اور آپ کے وعظ میں حاضرین کی تعداد
 ۶۳ کیفیت سامعین سے شان وعظ

آپ کے ازواج کی کرامات

وصال پر ملال

تذکرہ وصال

آپ کا پیار ہونا اور حضرت غزالیؒ کی عظیمیہ اسلام

کا شکل اعرابی آپ کے لباس ایک نورانی

مکتوب لے کر آنا

وفات کے وقت کے حیرت انگیز حالات

اور وفات

لوگوں میں اضطراب اور آپ کی تکفین و

ترفین اور تاریخ وفات

آپ کے وصایا اور چند آخری کلمات

مقدمہ

کرامات اور خرق عادات

کرامات کا کتاب اللہ سے ثبوت

کرامات کا احادیث سے ثبوت

کرامات کا واقعات صحابہ سے ثبوت

منکرین خوارق کا عقیدہ

سجود کی تعریف، قدرت اور عادت پر خرق

انعام عادت، منکرین کی غلط فہمی

سجود، کرامت اور استدراج میں فرق

آپ کی کرامات

آپ سے بکثرت کرامات ظاہر ہونے کے

متعلق روایات

ہجرت الاسرار پر بعض ظاہر جینوں کا اعتراض اور

اسکاجواب

ایجاد مجاہد امدامات واجیہائے نسر [۱۱۹]

امامت فار داماتت مقرب

امامت مصفورا سلب امراض، مریض متسا [۱۱۳]

مریض بخار اور غلویں و مجذوم مادر زاد تاجینا ۱۱۲

مریض راکا، اخراج من ۱۱۳

مریضہ مرگی ۱۱۴

پیارا دشمن اور پیار کبوتری ۱۱۵

کجیور کے دو خشک درخت ایسوں میں برکت [۱۱۵]

بارش کا تم جانا اور طفیلی کا رکنا [۱۱۶]

حصا کا نور ہونا بے موسم سب کا آنا [۱۱۷]

خبر موت ۱۱۸

آپ کا پانی پر چلنا ۱۱۹

تقرکشی ۱۲۰

روحانی اثر ۱۲۱

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

آپ کے جسم پر رکھی کا نہ بیٹھنا، عذاب قبر سے
 ۱۵۳ نجات، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
 ۱۵۲) ایک چور کا دل ہو جانا، قبر سے جواب
 ۱۵۴) سر بند کا غائب ہو جانا
 ۱۵۴

آپ کی عبادات

۱۶۰ اتباع سنت، حجابہ اور شب بیداری
 آپ کا ہر وقت با وضو رہنا، آپ کا عجز و
 انکاری، آپ کی انکاری کے متعلق حکایت
 کی ایک حکایت
 ۱۶۱

آپ کے عقائد

آپ کا ترمیدیہ کی رائے کو علمائے اشعریہ کی
 رائے پر ترجیح دینا اور امام شافعی رحمۃ اللہ
 علیہ اور امام احمد بن حنبل کے مذہب پر
 فتوے دینا
 ۱۶۲

آپ کا لباس

علماء کا لباس زیب تن کرنا، عفونت
 اور گندگی سے تنفر، ہر روز لباس کی تبدیلی
 تبدیلی لباس اور نعلین کی وجہ
 ۱۶۲

آپ کی سواری

خچر اور اونٹ کی سواری کرنا
 ۱۶۳

آپ کی خوراک

آپ کی خوراک کا سادہ ہونا، اکثر ترک
 حیوانات فرمانا، دن رات میں ایک دفعہ
 ۱۶۳

۱۳۳ زر نقد کا خون ہو جانا
 ۱۳۴ طی الارض
 ۱۳۴ مشاہدہ نور
 ۱۳۵ خواب پر اطلاع
 ۱۳۵) سانپ اور جن سے بھلائی
 ۱۳۶) دور دراز فاصلہ سے مدد کرنا
 ۱۳۷ انہار مافی الضمیر
 ۱۳۸ رجال غیب
 ۱۳۸ باطنی قوت، خیانت کا انہار
 ۱۳۹) تصدیق ولایت
 ۱۴۰) حضرت امام احمد بن حنبل کا قبر سے نکلنا، آفتاب
 کا رو قبیلہ ہونا
 ۱۴۱) مخفی بات پر اطلاع، اجابت دعا
 ۱۴۲) غیب سے ایک بی کا گرنا، سلب جذبات
 ارادہ
 ۱۴۳) آواز کا کیسا پہنچنا، غیب سے خبر پزیر
 کا نمودار ہونا
 ۱۴۴) ایک پرندہ کا آپ کی استین میں داخل
 ہونا، جوش عجم کی مرجعت
 ۱۴۵) امانت طہر، پوشیدہ بات پر اطلاع، انہار
 مافی الضمیر
 ۱۴۶) ایک مخرف کی توبہ
 ۱۴۷) گم شدہ اونٹوں کا دست باب ہو جانا
 انہار رویا، باطن نبی
 ۱۴۸) اثر دعاء، آپ کی سداقت
 ۱۴۹) قال سے حال کی طرت رجوع
 ۱۵۰) خیر موت
 ۱۵۱) قال سے حال کی طرت رجوع
 ۱۵۲) خیر موت
 ۱۵۳) خیر موت
 ۱۵۴) خیر موت

۱۵۴ کہ کرنا، اور اس کا تسلی بخش جواب
قصیدہ غوثیہ اور اسکا ترجمہ اردو فارسی
اشعار میں۔

۱۵۶ چہل کات

۱۸۱ شرح چہل کات، ہر ایک شعر صحیح عربی
ترکیب صرخی و نحوئی، وزن عروضی، حل

۱۸ لغات اور فارسی اردو شرح ترجمہ کیسا کھٹ

۱۸۸ دیوان حضرت غوث اعظم

مکتوبات حضرت محبوب سبحانی، کیرت نامہ
اسبوع شریف، جلاء الخاطر فی الباطن

۱۸۸ و انظار ہر یوایتی احکم اور دیوان حضرت
غوث اعظم

اصطلاحات صوفیہ

۱۸۸ محبت

توحید، تجرید، معرفت، ہمت، حقیقت

۱۸۹ ذکر، شوق، توکل، انابت، توبہ

۱۹۱ دنیا، تصوف، تعزیر، تکبر، شکر

۱۹۲ صبر، حسن خلق

۱۹۳ صدق، ننا، بقا، وفا، رضا، حجاب، وصل

۱۹۳ خوت، رجاہ و دعا

۱۹۴ حیا، سکر، فقر

۱۹۵ زہد و ورع

۱۹۶ مسامحہ، محو اثبات، علم الیقین، عین الیقین

۱۹۷ حق الیقین، تفرقہ، جمع، وجد، تواجد

۱۹۷ مراقبہ، رویا، محاضرہ، مشاہدہ، مکاشفہ

۱۹۸ تلوین، تمکین، اذوق، شرب، رمی

شہود، غیبت

۱۶۳ کھانا غلہ کا علیحدہ بویا جانا۔
آپ کا حلیہ

۱۶۳ تفصیل علیہ

آپ کے اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ

آپ کا سکوت، آپ کی حق گوئی آپ کا

۱۶۴ دنیا داروں سے اجتناب

آپ کا استغناء، مسکین پر شفقت، بزرگوں

۱۶۵ کا احترام

۱۶۶ مریضوں کی عیادت، آپ کا خیر و انکار

سخاوت و ایثار

۱۶۸ پارہ زر کی تقسیم

اشائے سفر حج میں ایک ضعیف آدمی کی

۱۶۸ مدد فرما دینے کے لئے ایک ملحق کو تیس

دینار دینے آپ کے کھانا کھلانے اور جن

۱۶۹ خلق کے متعلق ایک روایت

آپ کی تصانیف

۱۷۰ غنیۃ الطالبین

غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیکر بعض غیر

مقلدین کا حضرات احسان کرام کو مرجعہ

۱۷۱ کہنا، اور اسکا زنداں شکن جواب

۱۷۲ فتوح الغیب

۱۷۲ فتح ربانی

۱۷۳ قصیدہ غوثیہ

بعض لوگوں کا قصیدہ کو آپ کی طرف منسوب

سلوک قادریہ

- ۲۱۳ اذکار جہریہ ، ذکر اسم ذات
 ۲۱۴ ذکر نفی و اثبات
 ۲۱۵ اذکار خفیہ ، دورہ قادریہ
 ۲۱۶ پاس الفاس
 ۲۱۷ مراقبہ ، طریقہ مراقبہ ، مراقبہ حضور حق تعالیٰ
 ۲۱۸ طریق معیت
 ۲۱۹ اقسام مراقبہ قرآنیہ ، مراقبہ فنا
 ۲۲۰ مراقبہ نیستی ، توحید انفعالی
 ۲۲۱ کشف وقائع آئینہ ، کشف ارجح
 ۲۲۲ حصول امور مشککہ ، انشراح خاطر
 ۲۲۳ دفع امراض

آپ کی اولاد

- ۲۲۰ صاحبزادے اور صاحبزادیاں
 ۲۲۱ حضرت شیخ عبدالوہابؒ کے حالات
 ۲۲۲ حضرت شیخ حافظ عبدالرزاقؒ کے حالات
 ۲۲۳ حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیزؒ کے حالات
 ۲۲۴ حضرت شیخ عیسیٰؒ کے حالات
 ۲۲۵ حضرت شیخ عبدالجبارؒ (۶) حضرت شیخ
 یحییٰؒ کے حالات
 ۲۲۶ حضرت شیخ موسیٰؒ کے حالات
 ۲۲۷ حضرت شیخ ابراہیمؒ (۹) حضرت شیخ محمدؒ
 کے حالات
 ۲۲۸ حضرت شیخ عبدالمتدیؒ کے حالات

آپ کی ادعیہ

آپ کی وہ ادعیہ جو آپ مجالس دعوت
 میں پڑھا کرتے تھے ۔

۱۹۸

آپ کا طریقہ

- آپ کے طریقہ کے متعلق شیخ ابو محمد علی بن
 یعقوبیؒ کا بیان
 ۲۰۰ شیخ عدی بن مسافرؒ کا بیان
 ۲۰۱ شیخ خلیل بن احمد مصریؒ اور شیخ ابوسعید
 تیلویؒ کا بیان
 ۲۰۲ نقیہ صالح ابو محمد حسنؒ اور شیخ الاسلام علامہ
 شہاب الدین کا بیان

مقامات صوفیاء

تعداد مقامات صوفیاء

آپ کی تعلیمات و ارشادات

- ۲۰۳ تعلیم التوحید
 ۲۰۴ تعلیم الشریعت
 ۲۰۵ تعلیم المعارف تعلیم الطریقت
 ۲۰۶ تعلیم النصوف
 ۲۰۷ ولی کے بارہ خصائل ، اہل مجاہدہ کے دس
 خصائل
 ۲۰۸ ترتیب اشغال
 ۲۰۹ عمل اور نیت ، خطرات قلب
 ۲۱۰ اسم اعظم اللہ ہی ہے
 ۲۱۱ ضرورت علم

مشائیر خلفاء

فقداد مشائیر خلفاء

۲۳۱

بعض اکابر مشائخ کا تذکرہ

اکابر مشائخ کی تعیین

۲۳۵

(۱) شیخ ابو بکر بن ہوار کے حالات

۲۳۵

(۲) شیخ ابو محمد شنبکی کے حالات

۲۳۹

(۳) شیخ عزاز بن مستودعی بطائنی کے حالات

۲۴۲

(۴) شیخ منصور بطائنی کے حالات

۲۴۳

(۵) تاج العارفین شیخ ابو الوفا کے حالات

۲۴۷

(۶) شیخ حماد بن مسلم دبائس کے حالات

۲۵۱

(۷) شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی

کے حالات

۲۵۴

(۸) شیخ عقیل ہنہی کے حالات

۲۵۶

(۹) شیخ ابو یعزى مغربی کے حالات

۲۵۸

(۱۰) شیخ عدوی بن مسافر اموی کے حالات

۲۶۱

(۱۱) شیخ علی بن الہیتی کے حالات

۲۶۵

(۱۲) شیخ عبدالرحمن طفسونبی کے حالات

۲۶۸

(۱۳) شیخ بقا بن بطو کے حالات

۲۷۰

(۱۴) شیخ ابو سعد قیلوی کے حالات

۲۷۱

(۱۵) شیخ سطر ابازرانی کے حالات

۲۷۲

(۱۶) شیخ ماجد الکردی کے حالات

۲۷۴

(۱۷) شیخ جاگیر الکردی کے حالات

۲۷۵

(۱۸) شیخ ابو محمد القاسم بن عبد البصری کے

۲۷۶

حالات

(۱۹) شیخ ابو عمرو عثمان بن مردوق قرشی کے

۲۸۰

حالات

(۲۰) شیخ سوید بخاری کے حالات

۲۸۱

(۲۱) شیخ حیات بن قیس حرانی کے حالات

۲۸۴

(۲۲) شیخ رسلان دشتی کے حالات

۲۸۵

(۲۳) شیخ شہاب الدین عمر السہروردی کے حالات

۲۸۷

(۲۴) شیخ ابو محمد عبدالستہ جہانی کے حالات

۲۸۸

(۲۵) شیخ ابو الجیب عبدالقاسم سہروردی کے حالات

۲۸۹

(۲۶) شیخ ابو اسحق براہیم ملقب بہ مغرب کے حالات

۲۹۱

(۲۷) شیخ ابو الحسن علی بن ادیس یعقوبی کے حالات

۲۹۲

(۲۸) شیخ قضیب ابن موصی کے حالات

۲۹۳

(۲۹) شیخ نکارم بن ادیس انہر خالصی کے حالات

۲۹۵

(۳۰) شیخ خلیفہ بن سوسی ہنر ملکی کے حالات

۲۹۶

فیضانِ خوشب

آپ کا ایک شعر اور اسکی شرح حضرت

مجدد دلف شانی کے کلک جوہر سلک

۲۹۷

مناقب

۲۹۹

نغمہ محبت ترانہ نقیدت

نقبت

۳۰۰

زمرزمرہ شوق

۳۰۱

قطعہ تاریخ

تت

منقبت

محبوبِ سجانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

(از بندۂ ابوالبکیان محمد داؤد لیسروری مصنف سیرت)

بصد او بچلے قلم بنا کے فرق کو قدم نہ دیر کر نہ رک نہ تھم کر انکی منقبت تم

ملک بھی جن کے ہیں خدام جو ہیں ولی محرم وہ عبد کمال و اسم نبی کے ابن ابن علم

نکو صفات و خوش شیم جلیل قدر و محتشم

وہ مقتدائے عارفاں وہ پیشوائے زوہاں وہ رہنمائے گمراہاں وہ چارہ ساز بے کساں

وہ سرگردہ کا ملاں وہ تاجدارِ عاشقان وہ راہِ حق کے راہراں وہ رازدانِ گمنان

وہ شاہ بازارِ لامکاں وہ صدرِ محفلِ قدم

وہ سپہ نگہر بلند شاں نجستہ فر وہ قہر مان بحر و بر امین سہر سہر

وہ نکتہ سنج باخبر سپہر شرح کے قمر وہ حق نبوت و حق نگر نہالِ صنغ کے قمر

وہ عارف بزرگتر وہ دین کے حاملِ علم

وہ افتخارِ اولیں وہ نازگاہِ آخریں وہ رازِ قدس کے امین وہ زیبِ سندرہ یقیں

جنابِ شیخِ محیِ دین امامِ جزعِ برفیں کلام ان کا دل نشیں جمالِ آیتِ مبیں

بہشت بن گئی زمین جہاں جہاں رکھا قدم

مزارِ پاک ہے جہاں زمین ہے شکِ آسماں وہ روضہ روضہ جہاں ورود گاہِ قدسیاں

و فور نور سے وہاں ہے صبحِ شام سے یہاں سحرِ نفس ہیں آواں ملائکہ ہیں پاسباں

ہے بے گناں وہ آستانِ زمین پہ آسماں ہشتم

جو مرتبہ ہے آپ کا، وہ ہے غیبان پر بلا نہیں ہے اس میں مطلقاً کچھ احجاب و اختفا
یہ خود حضور نے کہا ہے صابہؓ میں لکھا ہے بے گماں قدم مرا، بہ رقبہ ٹٹے اولیا،

کسے ملایہ اختلا ہے کون ایسا محتشم
زہے وقار و منزلت، مقام و مرتب
بیان ہو کس طرح صفت کیم ہو کیسے نسبت
شعار لطف و عاطفت خصال جو در منزلت
سخن طابع و موخفت کلام علم و معرفت

جو سینہ گنج معدلت، تو دل خزانہ کرم
نیکات دیں جتا گئے، رُوزِ حق جتا گئے
وہ معرفت سکھا گئے، سب سونٹھا گئے
دوئی کو یوں مٹا گئے، کہ مٹھ سبک گئے
جو ان سے فیض پائے وہ ہو گئے نکو شمیم

یہ بوالیبان بے نوا ہے اک عقیدت انتہا
ننگاہِ دروآشنا، ادھر بھی کیجئے شہا
گنہگار و پر خطا، امید و ارفط کا
قبول ہو جو التجا، تو ہو ہر ایک عقدہ وا
جو التفات ہو ذرا، غلط ہوں دو جہاں کے عم



۱۵ یعنی حضور غوثیت باب حمد اللہ علیہ نے امت محمدیہ کے قلوب و صدور سے کینے، بغض، حسد، عناد

اور عداوتیں نکال کر ان میں اتحاد و اتفاق کی لہر ڈرا دی، ۱۲ مندرجہ

دیباچہ

سیرت امام ربانی کے طبع ہونے کے بعد جب اس کا غلغلہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ اور چپے چپے میں گونج اٹھا، اور عوام و خواص میں اس کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی تو میرے دل میں کسی اور مشیوائے طریقت کے حالات قلبند کرنے کا اشتیاق مالا یطاق پیدا ہوا،

چنانچہ میں نے ابدان و انخوات اور اقطاب و اوتاد عالم پر نظر دوڑائی، اچانک میری نظر اس بہادر و پاکباز جماعت میں سے محبوبِ جانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی، فوراً قلب نے تسلیم کر لیا کہ فی الحقیقت اس سرپار و حابیت، اس مجسمہ ولایت، اس قائمِ عرفان اور اس قطبِ عالم کے مفصل جامع و ملغ حالات اُردو زبان میں آج تک قلبند نہیں ہوئے، اور اب عقیدتِ حلقہ بگوشان اور تشنگانِ ہدایت از حد تمنیٰ خواہشمند اور طلبگار ہیں، کہ اس پیلے ولی کی زندگی کے پاکیزہ حالات و واقعات، اس کے اخلاق و عادات، اس کی عبادات و ریاضات، اس کے شبانہ روز کے اعمال، اس کا زہد و تقویٰ، اس کا علم و عفو، اس کا عزم و ثبات، اس کا ایثار و لطف، اس کی عصمت و عفاف اور اس کی غیرت و استغناء وغیرہ معلوم کر کے

اپنے آپ کو اس کے نقش قدم پر چلائیں، اس کے اسوہ حسنہ پر عامل ہوں، اور اس کی ہدایات کو پیش نظر رکھ کر منازل سلوک طے کریں۔

یہ خیال میرے دل میں راسخ ہو گیا، اور طبیعت نے مجبور کیا، کہ یوں نہ ایسی پاک تقدس اور مطہر ہستی کی خدمت سرانجام دیکر سعادت ابدی حاصل کی جائے، کہ جس نے سید الانبیاء کی پھیلائی ہوئی شریعت کو زندہ اور روشن کر کے آپ کی نیابت کا پورا حق ادا کیا، جس نے اپنی کارگزاری کا عملی ثبوت دیکر اپنے ہادی، اپنے راہبر، اپنے آقا اپنے سردار اپنے امام اپنے بادشاہ، اپنے افسر، اپنے معلم، اپنے محبوب اپنے محسن سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کیں، جس نے اپنی روحانی قوت، اپنی ہمت، اپنی شجاعت اپنی طاقت، اپنے زور، اپنے استقلال اور اپنے قلب کی نورانیت کو سراپردہ شرب میں آرام فرمانے والے محبوب رب العالمین کے دین کی توسیع اور اشاعت میں صرف کر دیا، جس نے راتیں اور دن بیداری میں گزار کر نخلستان محمدی کو سرسبز و شاداب کیا، جس نے اپنے ارشادات و فیوضات سے مخلوق کے قلوب کی ظلمتوں کو مبذل بنور و ضیاء کر کے اپنے آپ کو سرور کونین کا خلف سعید ثابت کیا۔

اس خیال کے راسخ ہوتے ہی میں نے اللہ کا نام لے سب امور کو خیر باد کہ اس بار کے اٹھانے اور اس خدمت کو سرانجام دینے کا عزم مصمم کر لیا، چنانچہ اس مقصد کے ہم پہنچانے کے لئے میں نے مختلف ممالک اور اصرار و دیار سے پچاس کے قریب عربی فارسی، اردو و ہندو مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب فراہم کیں، اور تواتر کئی ماہ کی مساعی اور کوششوں کے بعد الحمد للہ آج مسرت بھرے قلب سے اپنی جالک گاہ محنت کا ثمرہ خود اپنے ہاتھوں ارباب عقیدت کی نذر کر رہا ہوں، اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہوں، کہ ارباب عقیدت کے علاوہ نئی روشنی کے مسلمانوں کے قلوب میں اس آفتاب طریقت و شریعت کی نورانی شعاؤں سے منور و متجلی ہوں،

آخر میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ اس کے نیکھے وقت میں نے اس امر کی نیابت کوشش کی ہے، کہ کوئی صحیح واقعہ بھی تھوڑے کے نظر انداز نہ ہونے پائے حقیق و تدقیق میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا، رطب و یابس، محالات و مستبعدات

اور عوام الناس کے اضافوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے صرف صحیح صحیح واقعات ہی پیش
کرنے کی کوشش کی ہے۔

اب میں ایزد متعال کی درگاہ میں دست بردعا ہوں، کہ وہ اپنے محبوب کے طفیل
اس کتاب کو قبول فرمائے، اور اس کے مصنف، اس کے کاتب، اس کے اعوان و انصار
اس کے سامعین و ناظرین کو روحانیت قادریہ سے بہرہ مند فرما کر اپنی محبت، اپنی طاعت
اپنی عبادت، اپنے قرب، اپنے دیدار، اپنے الطاف، اپنی عنایات اور اپنے انعامات
بے پایاں سے نوازے، آمین یا رب العالمین

کیا مانگیں تیرے در سے کہ داتا ہمیں کیا دے

یارب ہمیں پھر جیسے تھے ویسا ہی بنا دے

عبد المذنب
ابوالسپان
امرتہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ

نامہ عقیدت

ایک عشق و محبت میں نمر شاہ
 پروانہ اشتیاق و بیابانی کے ساتھ
 تبسع غوثیت کی لو
 پر اپنے تن من کو بشار کرنے آیا ہے

غوثِ اعظم بمن بے سرو سامان مددے
 قبلہ دین مددے، کعبۂ ایمان مددے

ابوالبنیا
 شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اقتاجیہ

بِسْمِ اللّٰهِ کِتْمِ اَعَاذِ مَدِحِ شَاہِ جِیْلَانِ
کہ برقدش درست آید قبائے اعظم الشانی
عالم اسلامی میں اہمیت محمدیہ کے اندر محبوب سبحانی، قطب ربانی، عارف حقانی حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جو علو مرتبت اور امتیازی شان حاصل
سے وہ مسلمانوں کے عقیدت مندانہ تسلیم و اعتراف کا دم بھرنے والے قلوب سے
ظہر من الشمس سے ہے۔

نقش ہے ہر لک نگین دل پہ اسم مٹی دین
نوح جاں پر کیا منقش ہو گیا نام آپ کا
آپ نے اپنے اندر جذب و کشش کی جو مقناطیسی تاثیریں پیدا کی ہیں، ان کا تاثر
نگر و یکساں ہو، تو ان تن جلے عشاق اور سوختہ سامانوں کی محفل میں جا کر دیکھو، جو غوث
اعظم کا نام ہی شکر بتیابانہ وجد میں آکر کپڑے پھاڑنے اور رقص میں آکر شور و غوغا کرنے
لگ جاتے ہیں،

ہاں! ہاں! نخلستانِ محمدی کے باغیانوں، روحانیت کا دم بھرنے والے ولیوں
درجاتِ الہیہ سے نوازے ہوئے قطبوں اور دنیا بھر کے مشہور آبادیوں کو بغور و

تعمق دیکھو، کہ اسی آستانہ پر سر جھکائے ہوئے ہیں،

وَبِی السَّرِّقِ بَرِّقٍ مِّنْ مَّحَابِرِنِ نُورٍ

وَبِی الْعَرِیْبِ مِّنْ ذِکْرِی جَلَالَتِہِزَعْدِ

پھر ذرا اور آنکھ اٹھا کر دیکھو، کہ آسمانِ ولایت پر یہ مقدس وجود ابدال و قطاب
اوتاد و انجباب اور اصفیاء و تقیّیاء کے ستاروں کے درمیان کس طرح شمس نصف النہار
کی طرح شعائیں مار رہا ہے،

برج شرف کے آپ ہیں اک نیر کمال

دیج کمال فضل کے اک گوہر جمال

خوزید آسمان ولایت میں بے زوال

گلزار دین پاک کے اک تازہ نو بہال

اس پیکر حق کے اگر کارناموں کو دیکھنا ہو، تو تاریخ و سیر کی ضخیم کتابوں کو الٹ

کر دیکھو، کہ سنہری جلی حروف سے کئے ہوئے نظر آتے ہیں پھر غور سے پڑھو، کہ

کتے بھٹکے ہوؤں کو اپنے راہ بتلائی، کتنے شراب دیندے میں مخمور متوالوں کو آپ ہوش

میں لائے، کتنے سوئے ہوؤں کو اپنے جگایا، کتنے خواب غفلت کے یخیزوں کو بیدار

کیا، کتنے جہلاء کو علماء، اور کتنے علماء کو صاحبانِ عمل بنایا، کتنے بگڑے ہوئے قلوب

کو سنوارا، کتنے بیمارین قلب کا علاج کیا، کتنے مردہ دلوں کو زندہ کیا، کتنے مخالفین

پرستوں کو توحید پرستی سکھائی، کتنے بدعت سے دُور اُفتادوں کو دائرہ وحدت میں بیٹھا

کتنے نفس و شیطان کے مجبوس قیدیوں کو ان کے خونخوار پنجوں سے چھڑایا، کتنے مغالطہ

کے ناپید مندر میں ڈکیاں کھانے والوں کو عرفانی اور حقیقت کے جہاز پر سوار

کر کے کنارے لگایا، کتنے زہرِ بلا بل پینے والوں کو امرت کا گھونٹ پلایا، کتنے

گمراہان حقیقت کو خضر راہ بن کر منزل مقصود تک پہنچایا، اور کتنے دنیا داروں کو

دیندار بنایا، الغرض

زندہ کر ڈالے ہزاروں مردہ دل ایک آن میں

جلوہ گر جہدم ہوئے روئے جہاں پر مٹی دین

اگر بس بے مثل مستی کی مجاس کا کیف مشاہدہ کرنا ہو، تو کتابوں کے ورق کے

ورق الٹ کر دیکھ لو، کہ کس شوق اور جذبہ کے ساتھ اس شمع پر کیا امراء اور کیا فقراء، کیا
ضعفاء اور کیا اقویا، کیا علماء، اور کیا صلحاء، کیا شعراء اور کیا فصحاء، کیا مشائخ اور کیا
مُریدین، کیا زاہدین و کیا عابدین، کیا وزراء اور کیا سلاطین، کیا اہل سیف و کیا اہل
قلم، کیا دنیا دار و کیا دیندار سب کے سب کس طرح پر دانوں کی طرح فدا ہوتے
تھے، اور پھر آپ کی اک نظر کس طرح سب کو سیلاب وار تڑپاتی تھی، اور پھر کتنے
مے معرفت کے متوالوں اور شہدائے عشق کے جوازے اٹھتے تھے،

الغرض اس شہدائے اسلام اور اس فدائے مذہب نے اپنی زندگی میں اللہ
کی اس کے رسول کی اور اس کے دین پاک کی وہ وہ خدمات سر انجام دیں، اور
روحانیت کا وہ فیض جاری کیا، کہ آج تک تمام دنیا گواہ ہے، اور سینکڑوں تاریخی
کتابیں شاہد ہیں، اس

آسماں والوں میں شہرت تیری ہر خصالت کی ہے
اور زمین والوں میں عزت تیری ہر سیرت کی ہے

کتاب سیر

آپ کے نبی کارناموں، آپ کی دینی خدمات، آپ کے روحانی فیوضات اور
آپ کی زندگی کے مقدس حالات کے متعلق فارسی، اردو، عربی، ترکی، پنجابی وغیرہ
مختلف زبانوں میں بیشمار کتابیں معرض تحریر میں آچکی ہیں، ان میں سے چند عربی کتب
جو خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، وہ درج ذیل کی جاتی ہیں،

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۱) بیحۃ الاسرار	نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن	۳۱۳ھ	یہ کتاب مصنف نے ۶۶۰ھ میں تحریر کی تھی، مصنف کو علم نحو، تفسیر اور قرأت میں خاص بلکہ

یہ کتاب کشف الغیبوں کا ملاحظہ ہو، ۱۲۱۰ھ میں منبہ۔

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۲) قلائد الجواہر	شیخ محمود بن یحییٰ التادفی الخنبلی	۹۶۳ھ	اور دسترس حاصل تھی، جامع ازہر قاہرہ میں قرأت استاد تھے یہ مصر کے ایک شہر شطونوف میں پیدا ہوئے تھے جو قاہرہ سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے مصنف نے دیباچہ میں اس کتاب کی وجہ تصنیف یہ لکھی ہے کہ کتاب التاریخ المعتبر فی انباء من غیر جو قاضی القضاة مجیر الدین عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، میری نظر سے گذری، میں نے اس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مختصر یا کردیگر بہت سی کتب کی مدد سے یہ جامع کتاب لکھی،
(۳) مناقب الشیخ عبدالقادر	قطب الدین موسیٰ بن محمد ایوبی الخنبلی	۷۲۶ھ	مصنف نے اس کتاب کی وجہ تالیف یہ بتلائی ہے، کہ جب میں نے سبط ابن الجوزی کی کتاب مرآة الزمان فی تاریخ الایمان کا اختصار کیا، تو اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جمیلانی رحمۃ اللہ حالات بہت ہی مختصر یا کر لی

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۴) انوار الناظر	ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ التیمی ابکری الصدیقی البغدادی	*	کتابوں سے اخذ کیے گئے یہ کتاب آپ کے مناقب میں لکھی ہے مصنف مفتی عراق تھے انہوں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کے بعد خرقہ حاصل کیا تھا
(۵) اسنی المفاخر	امام عبداللہ بن اسعد ایبانی الشافعی	۳۶۸ھ	مصنف کو حضرات مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے حالات سے ایک خاص دلچسپی تھی اور خود بھی بہت ہی بزرگ متقی صالح اور متدین تھے
(۶) خلاصۃ المفاخر	امام عبداللہ بن اسعد ایبانی الشافعی	۳۶۸ھ	یہ کتاب اسنی المفاخر کا عمدہ خلاصہ ہے
(۷) درر الجواہر	سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن الملحق الشافعی	۳۸۲ھ	اس کے مصنف فقہائے مصر میں سے تھے ان کی بہت سی تصنیفات مشہور ہیں مثلاً شرح بخاری شرح عمدہ شرح منہاج شرح تیبہ استنباح و نظائر وغیرہ
(۸) روضۃ الناظر	مجد الدین ابو الطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم ایشیرازی	۳۸۷ھ	مصنف لغت کے مشہور و معروف علماء میں سے ہیں، کتب لغت میں قاموس آپ ہی کی تصنیف ہے

یہ کتب انصاری جامعہ ۱۲۰۹ھ سے ۱۲۱۰ھ تک لکھی گئی تھیں۔
 مکتبہ دارالعلوم دیوبند سے ۱۲۱۰ھ تک لکھی گئی تھیں۔

نام کتاب	نام مصنف	تقریبات	حالات
(۹) الروض الزاہر	ابوالعباس احمد بن محمد القسطلانی	۱۲۳ھ	مواہب لدنیہ آپ ہی کی تصنیف ہے،
(۱۰) نزہتہ الخاطر الفاتر	ملا علی بن سلطان محمد تقاری الحنفی الملکی	۱۰۴ھ	مصنف حنفی للذہب میں آپ کی بہت سی تصانیف مشہور ہیں مشکوٰۃ کی سب سے بڑی شرح ہرقات آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے،

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتابوں میں آپ کے حالات ملتے ہیں، مثلاً (۱) زبدۃ الآثار (۲) مناقب غوثیہ (۳) اذکار الابرار (۴) اسرار المعانی (۵) ترغیب الناظر (۶) منازل الاصفیاء (۷) لطائف القادریہ (۸) لطائف اللطیفہ (۹) مجمع الفضائل (۱۰) جواہر الاسرار (۱۱) منازل الایوبیاء (۱۲) حقیقۃ الحقائق (۱۳) اخبار الاحیاء (۱۴) تاریخ علامہ ذہبی (۱۵) اعجاز غوثیہ (۱۶) غوث الاعظم (۱۷) تحفہ قادریہ (۱۸) انیس القادریہ (۱۹) گلہ ستہ کرامات (۲۰) حیات الحیوۃ (۲۱) پیارا ولی وغیرہ مگر ان سب کا ماخذ صرف مذکورہ عربی کتب میں مذکورہ عربی کتب میں سب سے قبل میدان تصنیف میں جو کتاب نکلی، وہ انوار الناظر تھی، اس کے بعد ہیجہ الاسرار لکھی گئی، کیونکہ صاحب ہیجہ الاسرار نے تصنیف سے قبل اس کا مطالعہ کرنا تسلیم کیا ہے، بعد کے مصنفین کی تصانیف کا سب سے بڑا ماخذ یہی ہیجہ الاسرار معلوم ہوتی ہے،

۱۲ مندرجہ ذیل دیکھو

اقتراح حالات

اکم، کنیت، لقب اور عرف | اس مجتہد روحانیت، اس پیکرِ سنت
اس سوید باشد، اس قاسم عرفان،

اور اس آفتاب ولایت کا نام نامی اور اہم گرامی عبد القادر لقب محی الدین کنیت
ابو محمد اور عرف غوث اعظم تھا،

مولد | اس آفتاب کا طلوع ایک چھوٹے سے زرخیز قصبہ گیلان میں ہوا، مگر
اس کی منور شعاعیں چار دانگ عالم میں یک لخت پھیل گئیں، یہ شمیم گل
بستان گیلان سے اُٹھی، مگر اس کی بظرفِ ثنائی اقطاب و اطراف میں مہلک اُٹھی
یہ ابر رحمت گیلان سے اُٹھا، مگر اس نے دنیا کے صد ہا ریگستانوں کو سبزہ زار بنا
دیا، یہ نور کی شعاع گیلان سے نمودار ہوئی، مگر اس کی ضور پاشی نے صد ہا سیاہ رنگ
آلود قلوب کو آنا فائیاں روشن کر دیا،

تحقیق مولد | آپ کے گیلانی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں، البتہ اس موضع
اور قصبہ میں اختلاف ہے، جہاں آپ تولد ہوئے، شیخ
شطنونی اس کا نام نیف بتلاتے ہیں، مگر امام یاقوت حموی نے بشیئر کتھا ہے
مکن ہے، کہ نیف اور بشیئر ایک ہی مقام کے دو نام ہوں، یا ایک مقام
میں آپ کا تولد ہوا ہو، اور دوسرے میں آپ نے پرورش پائی ہو، بہر حال آپ
کا گیلانی ہونا تو قطعی اور یقینی ہے،

نسب

علاوہ روحانی تعلق کے آپ کو جسمانی حیثیت سے بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کی آل میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہے، وہ اس طبع کہ آپ کے والد
باجد سید ابو صالح موسیٰ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؑ سے اور آپ کی والدہ ماجدہ
بی بی ام الخیر امۃ الجبار قاطمہ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسینؑ سے ملتا ہے۔ اور
کلاستان شہادت کے یہ دونوں نونہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہر شہ

لے گیلان کو سید ہی کہتے ہیں، دونوں طرح جاننا ہے، مگر مردیٰ بخاری کے موصوفہ سے اس کا تیسرا نام کہیں بھی بتلایا ہے، سند ۷
تہ بیخ الاسرار ص ۱۱۲، سند ۱۱۲، حانرۃ العارفہ فیستانی ۱۱۲، سند ۷

نواسے اور آپ کی صاحبزادی سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے
 ہیں، اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی، کہ حضرت خوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
 نسبا حسنی و حسینی ہیں، واللہ ذو من قالہ

شاہ حسن کے اک گل رعنا جناب میں
 حضرت حسین کے درزیبا جناب ہیں

آپ کے دونوں نسب نامے تفصیلاً ملاحظہ ہوں،

پدری نسب نامہ | والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب یوں ہے،

سیدنا محی الدین ابو محمد عبد القادر حیدرانی بن سید ابو صالح موسیٰ بن علی ہوسنی
 بن سید ابی عبد اللہ بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد بن سید ابو ذر بن سید
 موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن سید موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ
 المحض بن سید حسن المشنی بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسن بن سیدنا
 امیر المؤمنین اسد اللہ العاقب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

مادری نسب نامہ | والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یوں ہے

سیدتنا ام الخیر امہ الجبارہ فاطمہ بنت سید عبد اللہ الصومعی الزاہد بن سید
 ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو العطاء عبد اللہ بن سید
 کمال الدین عسی بن سید ابو علاء الدین محمد ابو اذین بن سید علی الرضا بن
 سید موسیٰ الکاظم بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما بن سیدنا
 امام زین العابدین بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسین بن اسد اللہ العاقب
 امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

نہ ملاحظہ فرمائیے کہ حافظ ابن عرب نے ابو صالح عبد اللہ بن علی دوست کہا ہے، اگر یہ خلاف مواہبت ہے، تو یہ وہی ہے جو ابو ذر بن
 چکایا ہے، ہاں یہ کہ جو حضرت موسیٰ کا لقب ہے، عربی میں اس کا اطلاق یہاں سفید دونوں پر ہوتا ہے، چونکہ حضرت موسیٰ کندی کے
 اس کے آپ کا یہ لقب ہو گیا تھا، اور یہ کہ ان کو سید عبد اللہ بن علی کہتے تھے، اور سید حسن کے بیٹے کے تھے، چونکہ حضرت موسیٰ کا
 ہے پاک تھا، اور اس کا لقب ہے، اور وہ دونوں کی طرف سے ماضی اس کے، اس کا یہ لقب ہو گیا تھا، اور یہ کہ سیدنا امی بن ثانی ۱۱۷
 ظاہر ہے کہ یہ جو جلال قرین سید محمد بن علی آیا ہے، اگر اس طرح سے ہے، تو یہ وہی ہے جو کہ وہ شخص ہے جو کہ سیدنا امی بن ثانی کے
 ۱۱۷

خاندانی حالات

آپ کے نانا آپ کے نانا پیدہ عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جبیلان کے مشہور مشائخ اور رؤسا میں سے تھے، بڑے زاہد، متقی، مجاہد الدعوات، قائم اللیل، صائم، التہار، صابر، شاکر، منکسر المزاج اور صاحب کرامات ولی تھے، ضعیف و نحیف اور مُسْتَقِی ہونے کے باوجود کثیر النوافل اور دائم الذکر تھے، عجم کے مشہور مشائخ سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے ہوئے تھے،

آپ کی کرامات مشہور اور زبان زدِ خلائق تھیں، چنانچہ شیخ ابو عبد اللہ محمد قزوینی کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ ہمارے بعض اصحاب تجارت کا مال لیکر ایک قافلہ کے ساتھ سمرقند کی طرف گئے، جب وہاں ایک صحرا میں پہنچے، تو بہت سے سواروں نے انہیں آگھیرا، حیرانی و استعجاب کے عالم میں انہوں نے باواز بند شیخ عبد اللہ صومعی کو پکارا، معاف پکارتے ہی کیا دیکھتے ہیں، کہ شیخ عبد اللہ ان کے درمیان گھڑے فرما رہے ہیں

يَا حَيْلُ عَنَّا
سے سوار و اہم سے دور ہو جاؤ

اس کا سننا ہی تھا، کہ گھوڑے اپنے سواروں کو پہاڑوں کی چوٹیوں، جنگلوں اور بیابانوں کی طرف لے بھاگے، اور پھر واپس نہ آسکے، وہ سب ان کی دست برد اور غارتگری سے بالکل محفوظ و محفوظ رہے، اس کے بعد انہوں نے شیخ صاحب کی جستجو کی، مگر کہیں نظر نہ آئے، اور نہ ہی پتہ لگا، کہ کدھر تشریف لے گئے ہیں،

جب یہ لوگ جبیلان واپس آئے تو انہوں نے لوگوں سے یہ ماجرا کہہ سنایا، لوگوں نے کہا، واللہ شیخ تو اس وقت یہاں موجود تھے،

الغرض اسی قسم کی ہزارا کہانتیں آپ کی مشہور ہیں،
آپ کی پھوپھی کا نام یتدہ عالستہ اور کنیت ام محمد تھی، بڑی
آپ کی پھوپھی | پارسا، نیکبخت اور صالحہ تھیں،

ایک دفعہ جبیلان میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط سالی واقع ہوئی، لوگوں

یہ شیخ علیہ الرحمۃ کی مثال شکل تھی، وہی علامہ کے اہل خانہ ہوتے ہیں جن سے یہ ایک خاصہ و خصوصیت ہے، بلکہ حاضر ہوتے ہیں

نے ہر چند دعائیں مانگیں، نماز استسقاء بھی پڑھی، مگر بارش بالکل نہ ہوئی، آخر صیغہ ہا کر
 لوگوں نے آپکی پھوپھی صاحبہ سے دعائے استسقاء کی درخواست کی، یہ سکر آپ کھر کے
 صحن میں گئیں، اور زمین کو جھاڑو دیا، پھر بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کی، کہ اے میرے
 مولا! جھاڑو تو میں نے دیدیا ہے، چھتر کاؤ تو کر دے، یہ کہنا ہی تھا، کہ آسمان
 سے موسلا دھار مینہ برسا شروع ہو گیا، آنا فائز میں اتنا پانی جمع ہو گیا، کہ لوگ سیلاب
 باراں کو چیرتے بمشکل گھروں میں پہنچے،
 آپ کی وفات بھی جیلان میں ہوئی،

آپ کے والد ماجد مشہور ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
 علیہ کے والد ماجد سید ابوصالح رحمہ کو جنگ سے بہت
 افس تھا، جیسی آپ کا لقب بھی جنگی دوست ہو گیا تھا،
 جنگی دوست فارسی لفظ ہے، جس کے معنی جنگ سے افس رکھنے والا ہیں
 آپ اپنے زمانہ کے بلند مرتبہ متقی و پرہیزگار اور رموز و حقیقت سے واقفکار لوگوں
 میں سے تھے،

کہتے ہیں، کہ ریاضات و مجاہدات کے دوران میں ایک دفعہ آپ کو تیسرا فاقہ تھا،
 آپ دریا کے کنارہ پر بیٹھے تھے، کہ دریا میں ایک سیب بہتا ہوا آپکو دکھائی دیا، جسے آپ
 نے پکڑ کر تناول فرمایا، بعد میں آپکے دل میں یہ خطرہ گذرا، کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا
 ہے؟ اور میرے لئے اس کا کھالینا کیونکر حلال ہو سکتا ہے؟
 یہ خیال پیدا ہوتے ہی آپ اپنا قصور معاف کرانے کے لئے مالک سیب کی
 جستجو میں دریا کے کنارے کنارے چلے،

غرض اس دریا کے کنارے کئی روز کے متواتر سفر کے بعد آپ کو آپ روناں
 کے قریب ایک نہایت عظیم الشان عمارت ملی، جس میں ایک بہت وسیع باغ تھا،
 اس باغ میں سیب کا ایک بہت بڑا درخت بھی نظر آیا، جس کی شاخیں میوہ سے لدی
 ہوئی سطح آب پر پھیلی ہوئی تھیں، ان شاخوں سے پختہ سیب ٹوٹ ٹوٹ کر پانی
 میں گر رہے تھے،

آپ کو یقین ہو گیا، کہ جو سیب آپ نے تناول فرمایا تھا، وہ اسی درخت کا ہے، چنانچہ

آپنے مالک باغ کے متعلق دریافت کیا، حقیقات کے بعد معلوم ہوا، کہ اس باغ و محل کے مالک حضرت یس عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ انکی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجری عرض کر کے معافی کی درخواست کی

حضرت عبد اللہؒ مار گئے، کہ یہ شخص زندگان خدا میں سے ہے، فرمایا، بارہ برس ہماری خدمت میں رہو، تب وہ معاف ہوگا، آپ نے بسر و چشم منظور فرمایا، بارہ سال کی مدت ختم ہوئی تو حضرت عبد اللہ صومعی نے فرمایا، کہ ایک خدمت اور ہے، اُسے بھی انجام دے لو، تب سبب معاف کروں گا، وہ یہ کہ بیری ایک لڑکی ہے، جس میں چار عیب ہیں، آنکھوں سے اندھ ہی ہے، کانوں سے بہری ہے، ہاتھوں سے لٹھی ہے، اور پاؤں سے تگڑی ہے، اُس عاجزہ کو نکاح میں قبول کرو، اور بعد نکاح دو سال اور ہماری خدمت میں رہو، تاکہ اس نکاح کا نتیجہ میں ایک فرزند کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، اسکے بعد جہاں جی چاہے، چلے جانا، آپ نے اسے بھی قبول فرمایا،

جب نکاح کے بعد صاحبزادی کا سامنا ہوا، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ اس کے تمام اعضاء صبح و سالم ہیں، اور اُس کے خُسن و جمال کے آگے چودہویں رات کا چاند بھی ٹھہرانا ہے، آپنے اس کو خلاف حلیہ پا کر تمام شب اُس سے کنارہ کشی اختیار کی، دوسرے دن صبح کو حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فراست سے سارا حال دریافت فرما کر ابو صالحؒ کو کہا، کہ میں نے اپنی لڑکی کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں، وہ سب من عن بیح میں، نامحرم کے لئے اُس کی آنکھیں اندھی ہیں، غیر حق بات سننے کے لئے اُسکے کان بہرے ہیں، اُس نامحرم کے لئے اُس کے ہاتھ لٹھے ہیں، اور تمہارے حکم کے خلاف قدم اٹھانے کیلئے اُسکے پاؤں تگڑے ہیں،

اس توجیہ کو سن کر حضرت ابی صالحؒ کے قلب میں اپنی بیوی کی بڑی قدر و منزلت ہوئی اور دونوں بخوشی رہنے بہنے لگے،

حضرت ابو صالحؒ ابتدا سے بیکرا وسط عمر تک بالکل لا اولدر ہے، آخر عمر میں آکر اولاد

پیدا ہوئی،

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُم الخیر اور
آپ کی والدہ ماجدہ لقب اُمّہ الجبار اور نام فاطمہ تھا، بیتنا

عبداللہ صومعی کی دختر تھیں، ساٹھ سال کی عمر میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کے بطن سے تولد ہوئے،

بشارات ولادت

چمنستان اسلامی کی ٹیلوں میں اس گل کے کھلنے کا قبل ہی سے شور و غوغا مچ گیا ہوا تھا، افق عالم پر کفرین چمکنے سے پہلے ہی اس آفتاب ولایت کے طلوع ہونے کا شہرہ ہو گیا ہوا تھا، سینکڑوں بیمار ان قلب اس روحانی طبیب اور اس سیما کی آمد کی خبر سنکر اپنے بقیار دلوں کو تسکین دے رہے تھے، لاکھوں پروانے اس شمع کے روشن ہونے کی اطلاع پا کر اس پر فدا ہونے اور مر مٹنے کے لئے تیار تھے، اس مظہر روحانیت اور اس عارف اعظم کے ظہور کے متعلق جن جن اولیائے کرام نے جو بشارات دی تھیں، وہ درج ذیل کی جاتی ہیں،

حضرت خلیل بلخی کی بشارت | سید ابن ادریس کا بیان ہے، کہ

حضرت شیخ خلیل بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کی بنا پر سیدنا غوث اعظم کے ظہور سے قبل سالکین کو بشارت دی تھی، کہ بھری پانچویں صدی کے آخر میں محی الدین لقب اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ عراق میں ظاہر ہوگا، جو اپنے وقت کا غوث ہوگا، اوتاد و انجاب اور اولیاء و اقطاب کا صدر نشین ہوگا، مخلوق الہی اس کی اقتدا کرے گی، اس کا تصرف حیات کی مانند وفات کے بعد بھی جاری رہے گا،

حضرت شیخ ابو عبداللہ علی کا کشف | امام یعقوب ہمدانی بیان کرتے ہیں، کہ میرے شیخ

نے ایک دفعہ فرمایا، کہ مجھے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے چند سال پیشتر شیخ المشائخ ابو عبداللہ علی نے فرمایا تھا، کہ عنقریب زمین عراق میں ایک

لے ملاحظہ ہو کتابتہ جلالہ سرحد دارالابراہیم ۱۳۱۲ھ ۲۲۱۲ھ ۲۲۱۲ھ ۲۲۱۲ھ

بزرگ ظاہر ہونگے، ان کا نام عبدالقادر ہوگا، وہ تمام اولیاء اللہ کے سر تاج ہونگے،
حضرت شیخ ابو بکر حرار کا فرمان شیخ ابو محمد بطاحی کہتے ہیں، کہ حضرت
 غوث الثقلین کی ولادت سے پہلے

حضرت شیخ ابو بکر حرار رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ رمضان المبارک ۳۲۸ھ ہجری میں ایک
 مجلس کے درمیان فرمایا، کہ لوگو! عنقریب عراق میں ایک ولی اللہ پیدا ہوگا، جس کا
 نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، وہ بامر الہی فرمائے گا، کہ
 قَدِّمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ
 یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن
 وَوَلِيَّ اللَّهِ
 پر ہے،

حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار بطاحی کا ارشاد شیخ ابو محمد شنبلی کا
 بیان ہے، کہ میں
 نے سیدنا شیخ ابو بکر بن ہوار بطاحی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا، کہ عراق کے
 اوتاد آٹھ ہیں،

(۱) معروف کرمی (۲) احمد بن حنبل (۳) بشر حافی (۴) منصور بن عمار (۵)
 جنید (۶) ستری (۷) سہل بن عبداللہ تستری (۸) عبدالقادر جیلانی
 میں نے آپ سے دریافت کیا، کہ حضور! عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا
 مجھی شریف ہیں، جن کا مسکن بغداد اور ظہور پانچویں صدی میں ہوگا، وہ اپنے زمانہ
 کے انطاب کے سردار ہوں گے،

حضرت شیخ منصور بطاحی کا فرمان شیخ منصور بطاحی رحمۃ اللہ
 علیہ نے ایک دن بیٹھے
 بیٹھے اپنی مجلس میں فرمایا، کہ عنقریب ایک شخص عبدالقادر نام ظاہر ہوگا، اس کا مرتبہ
 عارفین میں بلند ہوگا، اس کی وفات اس حال میں ہوگی، کہ وہ روئے زمین پر اللہ اور

ملے یہ روایت اذکار الابرار میں موجود ہے ۱۲ منہ ۲۷۰ یہ واقعہ صحت بخیر الاسرار نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ۲۰ منہ
 شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرا چہرہ میں سے تھے۔ حضرت ۱۱۰۰ھ کے دین حافظ بطاحی میں رہتے
 تھے، وہیں آپ کا مرتبہ بادک بھی ہے، ۱۰ منہ ۲۰۰ کہ آپ عراق کے اکابر متلع میں سے تھے، صاحب کتابات نے
 آپ کی بزرگی بچپن ہی سے مشہور تھی ۱۲ منہ ۲۷۰ میں ملاحظہ ہو۔

اس کے رسول کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوگا، اگر کوئی تم میں سے اس وقت تک زندہ رہے، تو حرمت کو ملحوظ رکھ کر اس کی تعظیم کرنا،

حضرت شیخ ابوالاحمد عبداللہ کاشف شیخ ابوالاحمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

نے ۲۶۶ ہجری میں کوہِ حرہ پر بیٹھے بیٹھے فرمایا، کہ سرزمینِ عجم میں عنقریب ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو کثرتِ کرامات کے سبب تمام عالم میں مشہور ہوگا، تمام اولیاء اللہ میں اس کو قبولیتِ عامہ و خاصہ ہوگی، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے،

حضرت شیخ عقیل زبجی کی بشارت حضرت شیخ عقیل زبجی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے

دریافت کیا، کہ اس وقت کا قطب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کہ عنقریب عراق سے ایک عجمی جوان ظاہر ہوگا، جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کریگا، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، اولیاء اللہ اپنی گردنیں اس کے آگے جھکا دیں گے، اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا، تو اپنا سر اس کے آگے جھکا دیتا، جو اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ نفع دے گا۔

سید المشائخ جنید بغدادی کا مکاشفہ شیخ موسیٰ ہروردی مکاشفات اولیاء میں فرماتے ہیں، کہ ایک

مرتبہ جمعہ کے روز حضرت سید المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حالتِ مکاشفہ میں تھے کہ اپنے فرمایا

قَدِّمُهُ عَلَى رَقَبَتِي، قَدِّمُهُ
یعنی ان کا قدم میری گردن پر، ان کا قدم
عَلَى رَقَبَتِي
میری گردن پر

لے یہ واقعہ ہجرتِ الاسرار میں لکھا ہے، ملاحظہ ہو، سن ۱۷۱۱ھ میں آپ ملکِ تمام کے مشائخ سے تمام شیخ میں جو طلب سے اس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، پانچاس سالہ ہے، اور دینِ تعالیٰ فرمایا، آپ کو حیا بھی کہتے ہیں، کہونکہ اپنے شیخ سے بلا مشرتق کو ہانکا ارادہ کیا، تو اس کے سینارہ پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا، وہ اپنی طرف آئے تو آپ ہوا میں اٹھے، آپ کو غم میں بھی کہتے ہیں، کہونکہ ایک دفعہ دریائے فرات کو اپنے اپنے تباہہ پر ٹھیکر عبور کیا تھا، اور کچھ جوتہ الاسرار سن ۱۲۱۱ھ میں لکھا ہے، ملاحظہ ہو، تزیین الناطر، اور سن ۱۲۱۱ھ میں لکھا ہے

پھر سر جھکا لیا، جب حالت استغراق سے فارغ ہوئے، تو خدام نے اس کی حقیقت دریافت کی، فرمایا، کہ حالت مکاشفہ میں مجھ پر ظاہر ہوا ہے، کہ پانچویں صدی کے آخر میں ایک بزرگ پیدا ہونگے، جبکہ نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، انکا مولد گیلان ہوگا، اور مسکن بغداد، وہ بامر الہی کہیں گے، کہ قَدِمِيْ هٰذِهِ عَلٰی رَقِيْبَةٍ كَلْبٍ دَلِيٍّ اَللّٰهُ

اس مکاشفہ پر مجھ کو خیال ہوا، کہ کیوں نہ اس عارف اعظم کا قدم میری گردن پر بھی ہو، چنانچہ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی بے اختیار میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ
قَدِمِيْ هٰذِهِ عَلٰی رَقِيْبَةٍ

تفویض سجادہ حضرت شیخ ابو محمد بطاحی فرماتے ہیں، کہ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کے وقت اپنا سجادہ ایک معتد بزرگ کے حوالے کر کے وصیت فرمائی تھی، کہ بجز پانچویں صدی کے آخر میں ایک بزرگ سید عبدالقادر نام پیدا ہونگے، یہ سجادہ ان کے لئے ہے، ان کے ظہور تک ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا ان کے پاس پہنچنا چاہیے، چنانچہ وہ سجادہ حضرت غوثیت مآب کے ظہور تک امانتاً منتقل ہوتا رہا، آخر ماہ شوال ۴۹۷ ہجری میں ایک عارف نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا، علاوہ انہیں اور بھی بہت سے پیغمبر اللہ نے آپ کے ظہور کے متعلق بشارات دی تھیں، انہوں نے اللہ سے انکو نظر انداز کیا جاتا ہے،

ولادت

کسی مست کے آنے کی آرزو ہے
کہ ساتی لئے ساغر مشک و بو ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی، کہ آپ پشت پدر سے رحم مادر میں داخل ہوئے، البتہ کے نزدیک اس عمر میں اولاد کا ہونا محال اور غیر ممکن ہے، لیکن یہ بھی آپ کی کرامت تھی، کہ رب العزت جل مجدہ نے اپنی قدرت کاملہ سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا،

۱۷ یعنی ان کا قدم میری گردن پر ۱۱ سطور ۱۵ عزن القادریہ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے ۱۲ سطور

آخرتِ محل کی میعاد گزرنے کے بعد وہ مبارک مقدس اور مسعود دن بھی آگیا،
 جسکے نئے فضا نے روحانی بے چین و بے قرار تھی، یہ وہی مولود تھا، جس کا خیر مقدم کرنے
 کے لئے عزم و ثبات، توکل و رضا، طاعت و عبادت، صبر و قناعت اور تواضع و انکساری
 پریشان و مضطرب تھی، اور انتظار میں بے اختیار پکار رہی تھی کہ
 وعدہ کیا تھا یا رنے آنے کا دن ڈھلے
 سوچ خدا کے واسطے ہو جاتے تھے

آج کی شب وہی شب جاں نواز تھی! جبکہ تمام روحانی دنیا میں سرسبزی و شادابی
 کا اعلان عام ہو گیا تھا، یہ ساعت وہی ساعت بایوں تھی، جبکہ سعادتوں، یا منتوں،
 عبادتوں اور نعمتوں کا افتتاح ہو گیا تھا، یہ وقت وہی مبارک و مسعود وقت تھا جب
 کہ آنشکدہ کفر، و آذکدہ کفری سر دہو کر رہ گئے تھے،
 آنے والا ہے چین میں لے مبارک مست ناز
 ہر کلی مینا بنے ہر پھول بیچا نہ رہے

یعنی سلسلہٴ ہجری کیم رمضان المبارک کو بوقت شب آپ حُسن
تاریخ ولادت یوسف، اخلاقِ محمدی، صدقِ صدیق اکبر، عدلِ عدلِ عمر،
 علمِ شام، اور شجاعتِ حیدری کے ساتھ عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرما
 ہوئے۔

غوثِ دین بھر کر امت کے گہر پیدا ہوئے
 واہ کیا چرخِ نبوت پر قمر پیدا ہوئے
 میں ثنا خواں جن کے سائے وحشِ طیرانس و جاں
 کیا ہی ذیشاں یہ شہ جن و بشر پیدا ہوئے
 حُسنِ یوسف، خلاقِ احمد اور شجاعتِ حیدری
 وصف تھے جتنے سوائے نہیں سر بسر پیدا ہوئے
 تھے شہِ موان علی المرتضیٰ شیرِ خدا
 غوثِ اعظم نبی دین جن کے پسر پیدا ہوئے

لے بعض روایتوں میں سلسلہٴ ہجری بھی آیا ہے، واللہ اعلم بالصواب، ۱۲ منہ ۷

لوگوں نے آپ کی ولادت، عمر اور وفات کی بہت سی تاریخیں لکھی ہیں، مگر ایک شخص نے تو کمال ہی کر دیا ہے، آپ کی یہ تینوں تاریخیں ایک ہی شعر میں قلمبند کر دی یہاں اس نے تاریخ ولادت عاشق، تاریخ وفات معشوق الہی اور تاریخ عمر کامل کتابیں، چنانچہ شعر ملاحظہ ہو۔

جناب غوثِ اعظم قطبِ عالم
 کہ نورش تافت از مہ تابا، ہی
 سینش کامل و عاشق تو نہ
 وفاتش داں ز معشوقِ الہی
 ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ ولادت وفات یوں لکھی ہے، یہ
 شاہ شاہاں شیخ عبد القادر است
 و نشین و دلربا و دلبر است
 سید عالی نسب در اولیاء است
 نورہم مصطفیٰ و مرتضیٰ است
 سال مولودش ز اورج کبریا
 گفت ہاتف زیب تاج اولیاء
 عقل ساں نقل آں عالی شیم
 صاحب فردوسِ اعلیٰ ز درقم
 ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ ولادت یوں کہی ہے یہ
 بادشاہ ہے کہ اولیاء اللہ
 زیر پائش نہاد جملہ رقاب
 زان ولی مالک الزقاب آمد
 سال تاریخ مولودش بہ حساب

واقعاتِ شاہانے ولادت

آپ کی ولادت کے وقت بہت سے واقعات ظہور میں آئے،

پہلا واقعہ چنانچہ پہلا واقعہ ولادت کی شب کو پیش آیا، کہ آپ کے والد ماجد ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام و اولیائے عظام تشریف لائے ہیں، اور فرما رہے ہیں کہ
 يَا أَبَا صَالِحٍ اعْطَاكَ اللَّهُ تَعَالَى
 لِي أَبَا صَالِحٍ عَطَا فَرِيًّا بِي
 وَحَبِيبٌ تَعَالَى سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
 شَانَهُ وَسَيَكُونُ لَهُ شَانٌ عَالِيٌّ
 فِي الْأَوْلِيَاءِ وَالْأَقْطَابِ
 عالی ہے . . .

شہرہ کسی کے حسن کا نز دیک دور تھا

روح رواں یہاں تو وہاں اشک حور تھا

دوسرا واقعہ دوسرا واقعہ حقیقت میں حیرت انگیز ہے، وہ یہ کہ آپ کی ولادت کی شب تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی،

سب کے سب لڑکے ہی تولد ہوئے، جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی،

پھر لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب پیدا ہوئے، سب کے سب ولی کامل نکلے، یہ بھی آپ کی ولادت کی عین برکت تھی،

واقعات بعد ولادت

علاوہ ازیں ولادت کے بعد بھی بہت سے حیران کن، عجیب و غریب حیرت انگیز واقعات پیش آئے،

پہلا واقعہ چنانچہ ولادت کے بعد سب سے پہلا واقعہ یہ پیش آیا، جیسا کہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں، کہ جب میرے ماں عبد القادر پیدا ہوئے

تو رمضان المبارک شروع تھا، اس ماہ مقدس میں یہ میری چھاتی سے کبھی دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے،

نکاح جو کتاب مناقب غوثیہ اور تزیین المناظر، ص ۱۰۰، مناقب غوثیہ، ص ۱۰۰
 مناقب غوثیہ، ص ۱۰۰، مناقب غوثیہ، ص ۱۰۰

اتفاقاً ایک دفعہ بادل کے سبب ہلال رمضان میں شبہ پڑ گیا، قرب و جوار کے چند آدمیوں نے مجھ سے دریافت کیا، کہ سیدہ! کیا تم کو رویت ہلال کی کوئی صحیح اطلاع ملی ہے میں نے کہا، کہ آج میرے عبدالقادر نے دن کو دودھ نہیں پیایا ہے، اس لئے میں سمجھتی ہوں، کہ آج رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہے،

کچھ عرصہ کے بعد معتبر شہادتوں سے تصدیق ہو گئی، کہ ہلال رمضان نظر آ گیا ہے۔ پھر تو یہ بات شہر کے اطراف و اکناف میں شہور ہو گئی، کہ سادات شرق میں ایک مبارک بچہ پیدا ہوا ہے، جو رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا،

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے یہ

بَدَابَةُ أَمْرِي ذِكْرٌ مَلَأَ الْفَضَا

وَصَوْبِي فِي هِنْدِي يَهْ كَان

یعنی میرے ابتدائی حالات کے ذکر سے تمام عالم پُر ہے، اور میرا گہوارہ میں روزہ رکھنا مشہور ہے،

تعلیم و تربیت

.. اسی اپنے ہوش نہیں نبھالاتا، کہ اچانک آپکے والد ماجد اس دار فانی کو خیر باد کہہ کر دار ابدی لی جانب کوچ کر گئے، اور آپ سایہ عاطفتِ پدری سے بالکل محروم ہو گئے۔ چونکہ اس وقت آپکے نانا حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے، اس لئے انہوں نے آپ کو اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیا،

آپ بچوں کے ساتھ بالکل نہ کھیلا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا، تو غیب سے ایک قائل کو یہ کہتے ہوئے سنتا لائی یا مبارک لے خدا کے برکت دینے ہوئے میری طرف آ، میں نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے، لہو و لعب کے لئے نہیں پیدا کیا، یہ

چند سوئے دگراں سے روی لئے باعث جان سوئے من آ کہ ترا یار و فادار منہ میں یہ آواز شکر ڈر جانا، اور بھاگ کر اپنی ماں کی گود میں جا بیٹھتا

۱۰ اجازت لایا ۱۰۱۰

آغازِ تعلیم | یہ تو صحیح طور پر معلوم نہیں، کہ آپ کی تعلیم کا آغاز کب سے ہوا، مگر
آغازِ ضرورت پتہ چلتا ہے، کہ آپ دس برس کی عمر میں اپنے شہر
کے مکتب کے اندر پڑھنے جایا کرتے تھے، کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا، کہ
آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا، تو آپ نے فرمایا، کہ جب میں دس برس کا تھا
تو اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتا تھا، راستہ میں ملا بلکہ میرے پیچھے پیچھے
چلتے دکھائی دیتے تھے، جب میں مدرسے پہنچتا تو ان کو بار بار یہ کہتے ہوئے
سنا، کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو، اللہ کے ولی کو
بیٹھنے کے لئے جگہ دو،

سفر بغداد | جب آپ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی، تو آپ نے تحصیل کے لئے بغداد
کا عزم منقسم کیا، اس کی وجہ اپنے خودیوں بیان فرمائی ہے، کہ
اداہلِ ریمان میں ایک دفعہ میں عرفہ کے دن شہر سے باہر نکلا، اتفاقاً راستہ میں کسی منڈار
کا بیل چلا جاتا تھا، میں اس کے پیچھے پیچھے ہولیا، بیل نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور
مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا، کہ

مَا لِهَذَا خَلَقْتَ دَاكِبَهُذَا
اُمِرْتَ
(اے عبدالقادر) تو اس واسطے پیدا نہیں کیا
گیا، اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے،

یہ سن کر میرے دل میں محبتِ الہی کے جذبہ اور ذوق و شوق نے جوش مارا، میدھا گھر کو
گیا، اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا، کہ اگر اجازت ہو، تو تحصیلِ علوم
شریعت و طریقت کیلئے بغداد جاؤں، اور بیل کا ماجری بھی کہ سنایا،

محترمہ یہ سن کر انھیں ماورا تھی دیتا، جو میرے والد بزرگوار کے ترکہ سے انہیں
ملے تھے، میرے پاس لائیں، میں نے اس میں سے چالیس اپنے بھائی کے لئے
چھوڑ دیئے، باقی چالیس ماں نے بیل کے پیچھے میری گڈری میں ہی دیئے، پھر دہلا
فرمائی،

یہ سچا کلام اور قاطع الجواب کا خطبہ، روایتِ مستفیضہ سے منقول ہے، کہ یہ واقعہ بغداد

موجودہ کاخاندانی نے حضرت شیخ عبدالقادر سیستانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، اور انہیں نے آپ سے یہ روایت کی ہے، ۱۱۴۲ھ

محلِ کثرت کے ساتھ ہمارے دوست و شیوخ و چرند و پرند اور نباتات و جمادات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں

کرنا ثابت ہے، یہ بات بھی اور ادا، کہ کہ باتیں میں ہوا، ۱۱۴۲ھ

پھر مجھ سے کہا کہ اے عبد القادر! میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، کہ ہمیشہ سچ بولنا، اور جھوٹ بات کہی ہی منہ سے نہ نکالنا، اس کے بعد مجھے رخصت کر نیکی لئے باہر آئیں، اور ایک سرد سانس کھینچ کر کہا، کہ بیٹا! میں تجھ کو اپنے اللہ کے سپرد کرتی ہوں، وہی تیرا حافظ و نگہبان ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والدہ سے رخصت ہو کر میں بغداد جانے والے ایک قافلہ کے ساتھ ہو گیا، جب ان کے قافلہ آگے بڑھا، تو اچانک ساٹھ قزاق ہم پر ٹوٹ پڑے، اور قافلہ کے تمام مال و اسباب کو ٹوٹ لیا، مگر مجھ سے کسی نے تعرض نہ کیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک قزاق مجھے دیکھ کر واپس ٹوٹا، اور کہنے لگا، کیوں تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے سچ سچ کہہ دیا، کہ ماں میرے پاس چالیس دینار ہیں، وہ اس بات کو سنسی سمجھ کر چلا گیا، پھر ایک دوسرے قزاق نے دریافت کیا، اس سے بھی میں نے سچ سچ کہہ دیا، وہ بھی مسخر سمجھ کر چلا گیا، جب وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے، تو یہ سب ماجری اسے کہہ سنایا، اُس نے کہا، کہ اچھا! اُسے میرے پاس پکڑ لاؤ، وہ دونوں بھاگے بھاگے آئے، اور مجھے اس کے پاس پکڑ کر لیگئے، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ ٹیلے پر بیٹھے آپس میں مال تقسیم کر رہے ہیں، آتے ہی اُس سردار نے مجھ سے پوچھا، کہ سچ بتلا، تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا، چالیس دینار، اُس نے کہا، کہاں ہیں؟ میں نے کہا، بغل کے نیچے گڈڑی میں سٹے ہوئے ہیں، اُس نے گڈڑی کو اُدھیر کر دیکھا، تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہوئے،

یہ دیکھ کر سردار نے حیرانی و استعجاب سے کہا، کہ اے لڑکے! تم جانتے ہو، کہ ہم قزاق ہیں، جو مال ملتا ہے، اُسے ٹوٹ لیتے ہیں، پھر تم نے ہم لٹیروں کا خوف کر کے اس دیناروں کے بھید کو مخفی کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا، کہ میری والدہ نے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی، کہ بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا، کبھی جھوٹ کے پاس تک بھی نہ پھٹکنا، میں کیونکر والدہ کی نصیحت کو چھوڑ کر چالیس دیناروں کی خاطر جھوٹ بولتا، یہ شکر وہ سردار اس قدر متاثر ہوا، کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے، اور ایک حسرت بھر اسانس کھینچ کر کہا، کہ آہ! تم نے تو اپنی ماں کا عہد

نہیں توڑا، اور میں اتنے سالوں سے اپنے رب کا عہد توڑ رہا ہوں
یہ کہہ کر وہ میرے قدموں پر گر پڑا، اور میرے ہاتھ پر توبہ کی اس کے ساتھیوں
نے یہ حالت دیکھ کر کہا، کہ تو رہزنی میں ہمارا پیشرو تھا، اب تو یہ میں بھی ہمارا
پیشرو ہے،

ان سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، اور قافلہ کا تمام مال واپس کر دیا، یہ پہلی دفعہ تھی
کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، کہتے ہیں، کہ قزاقوں کے سردار کا نام احمد بروی
تھا، **بَلَّغِ دَرْمَنَ قَالٍ**

کر دیا تم نے دینی فساق اور فجار کو
توڑ بخشا اپنے چشم ادنی الابصار کو
جب برس جاسے کہیں ابر سخاوت آپکا
سبز کر دیں سر بسر شکل گلستاں خار کو
سینکڑوں بھرم، ہونے میں محرم درگاہ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرہ کفار کو

علم شریعت

استفادہ الغرض جب آپ چار سو میل سے زائد اور تکلیف دہ اور خطرناک سفر طے
کر کے ۴۸۸ ہجری میں شہر بغداد میں پہنچے، تو عطاء کے کرام و ائمہ عظام
سے استفادہ فرمانے لگے،

قرآن مجید تو اپنے پہلے ہی سے حفظ کر لیا ہوا تھا، اب اس کو روایت و درایت
اور قرأت سے پڑھا،

علم فقہ اور اصول کے اساتذہ پھر علم فقہ اور اصول کی طرف متوجہ ہوئے
اور عرصہ دراز تک ابو الوفا علی بن عقیل

ضلی، ابو الخطاب محفوظ الکلوزانی الجنبلی، ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یعلیٰ، محمد بن

لہ علامہ جو قاضی الجواہر اور بیچہ الامراء ۱۲۱۲ھ

حسین بن محمد فرما، ضبلی اور قاضی ابو سعید مبارک بن علی محرمی ضبلی رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھتے رہے، مگر ان کے بعض اصولی و فروری مسائل میں مخالف تھے،

علم حدیث کے اساتذہ | علم حدیث تو اپنے بہت سے مشائخ سے پڑھا، ان میں چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کئے جاتے ہیں،

ابو غالب محمد بن حسن الباقطانی، ابو سعید محمد بن عبدالکریم بن خنیس، ابو الغنم محمد بن علی بن میمون الفرسی، ابو بکر احمد بن المنظر، ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج، ابو القاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی، ابو عثمان اسمعیل بن محمد الاصبہانی، ابو طالب عبد القادر بن محمد بن یوسف، ابو طاہر عبد الرحمن بن احمد، ابو البرکات، ہبنتہ ثقفی بن المبارک، ابو العز محمد بن مختار الباشمی، ابو نصر محمد، ابو غالب احمد، ابو عبد اللہ یحییٰ اولاد علی النبا، ابو الحسن بن المبارک المعروف بہ ابن الطیوری، ابو منصور عبد الرحمن القزاز، ابو البرکات طلحہ العاقولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

علم ادب کے استاد | علم ادب اپنے علامہ ابو زکریا یحییٰ بن علی التہری سے حاصل کیا،

علامہ تبریزی بڑے پایہ کے ادیب تھے، بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں علم ادب کے مدرس اعلیٰ تھے، بہت سی کتابوں کے مصنف تھے،

علامہ محرم بغداد کے ایک مولانا ہے جو محرم بن زید بن شریک کی طرف منسوب ہے ۱۲ مندرجہ جیسا کہ مصنف قلائد الجواہر نے لکھا ہے، ۱۲ مندرجہ قلائد الجواہر ۱۲ مندرجہ، قلائد الجواہر اندھجہ لاسرار ملاحظہ ہو، ۱۵ مندرجہ شرح التعمیر العشر تفسیر القرآن و الاحزاب، شرح الحج، الکافی فی علی العروض، القوانی، شرح دیوان فارس، شرح دیوان متنبی، شرح دیوان ابی تمام، شرح الدرریدہ، شرح الفضلیات، تہذیب الاصطلاح وغیرہ آپ ہی کی تصانیف ہیں ۱۲ مندرجہ

تحصیل علوم

اور تکالیف کا سامنا

مباحات کی تلاش | تحصیل علوم میں آپ کو قسم قسم کی تکالیف و مصائب طرح طرح کی آفات و بلیات و رگوناگوں صعوبتوں اور کلفتوں

کا سامنا کرنا پڑا، والدہ نے چالیس دینار جو دیئے تھے، وہ تو غالباً راستہ میں ہی صرف ہو گئے تھے، بغداد پہنچتے ہی فقر و فاقہ نے آن دیا،

چنانچہ آپ فرماتے ہیں، کہ پہلے پہل جب میں بغداد گیا، تو وہاں میں روز تک مجھے نہ تو کوئی کھانے کی چیز ملی، اور نہ ہی کوئی مباح شے ملتی تھی، آخر تنگ آکر میں ایوان کسری کے ویرانے کی طرف نکلا، تاکہ کوئی مباح چیز دستیاب ہو، مگر جب وہاں پہنچا، تو اپنی طرح شراویا، کو پیٹ کیلئے مباحات کی تلاش میں پھرتے پایا، میں نے دل میں خیال کیا، کہ ان میں مزاحم ہونا بالکل خلاف مروت ہے، اس لئے میں بغداد کی طرف لوٹ آیا،

راستہ میں مجھے اپنے وطن کا ایک شخص بلا، جس کو میں اچھی طرح پہچانتا تھا، اُس نے مجھے سونے کا ایک ٹکڑا دیا، اور کہا کہ یہ تیری والدہ نے تیرے واسطے بھیجا ہے، میں اُسے لیکر فوراً ویرانے کی طرف واپس گیا، ایسے سے تھوڑا سا اپنے واسطے رکھ کر باقی سب اُن شروبیوں میں جو میری طرح قوت لایئوت تلاش کر رہے تھے، تقسیم کر دیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا، یہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے کہا، میری والدہ نے یہ میرے لئے بھیجا ہے، میں نے یہ نامناسب سمجھا، کہ میں اپنے اس حصہ سے آپ لوگوں کو محروم رکھوں، پھر میں بغداد لوٹ آیا، اور باقی پارہ زرے کھانا خریدا، اور فقراء کو آواز دی، چنانچہ ہم سب نے ملکر کھایا،

۱۲ مندرجہ بالا سراسر مطبوعہ مفسر مسکنہ و طائر الجواہر ۱۲ مندرجہ

۱۲ مندرجہ بالا سراسر مطبوعہ مفسر مسکنہ و طائر الجواہر ۱۲ مندرجہ

۱۲ مندرجہ بالا سراسر مطبوعہ مفسر مسکنہ و طائر الجواہر ۱۲ مندرجہ

شیخ عبداللہ سلمیٰ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر
 جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے

ضبط جموع

کہ ایک دفعہ مجھے کئی روز تک کھانا نہ ملا، اتفاق سے میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں چلا
 گیا، وہاں ایک شخص نے ایک ملفوف کاغذ میرے ہاتھ میں دیا، میں اسے لیکر ایک
 بقال کی دکان پر آیا، اور اس کے عوض میدہ کی روٹی اور خبیض لیکر اپنی اس نسیان
 مسجد میں گیا، جہاں میں تنہا بیٹھ کر اپنے اسباق کو دہرایا کرتا تھا، اس کھانے کو میں
 نے اپنے سامنے رکھ لیا، اور سوچنے لگا، کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں، اتنے میں ایک
 ملفوف کاغذ پر میری نظر پڑی، جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا، میں نے اس کاغذ
 کو اٹھایا، کیا دیکھتا ہوں، کہ اس میں لکھا ہوا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ
 میں سے کسی ایک کتاب میں فرمایا ہے، کہ "خدا کے پیروں کو لذات و
 خواہشات سے کیا سروکار، خواہشات اور لذات تو صرف
 ضعیف اور کمزور لوگوں کے لئے ہیں، تاکہ وہ ان کے ذریعہ
 سے طاعت و عبادت الہی پر قادر ہوں، یہ پڑھتے ہی میرے بدن کے
 رونگٹے کھڑے ہو گئے، جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، خشیت الہی سے ہر ہر عضو ہنر ہنر
 کانپنے لگ گیا، فوراً رومال اٹھا، روٹی کو دو میں چھوڑا، الگ ہو کر مسجد کے ایک گوشے میں
 دو رکعت نماز ادا کی، اور وہاں سے چلا آیا،

اسی طرح ابو بکر تمیمی کا بیان ہے، کہ میں
 نے حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

قحط سالی اور صبر و استقلال

سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا، جس کی وجہ سے مجھے نہایت
 تنگدستی اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، کئی روز تک میں نے کھانا مطلق نہیں کھایا، بلکہ گری
 پڑی چیز تلاش کر کے کھا لیتا تھا، اور اسی پر گزارا کرتا تھا،
 ایک روز بھوک کی شدت اور مٹیابی کی وجہ سے میں دریائے دجلہ کی طرف دوڑتا
 ہوا گیا، تاکہ کاہو کے پتے یا بنری وغیرہ جو کچھ ملے، کھا لوں، مگر جہاں جاتا، وہاں پہلے

لے خبیص ایک قسم کے طواکانا ہے، جس میں کئی تعریفیں کی جاتی ہیں، لکھنیکہ از روغن و خرماسازند ہندوچ
 علیہ یہ تھا ابو بکر تمیمی پر لکھا ہے، ۱۱۱

ہی لوگ موجود ہوتے، اگر کوئی چیز ملتی بھی، تو اس پر فقرا کا ہجوم ہوتا، میں ان سے مزاحمت کرنا پسند نہ کرتا، آخر میں شہر میں نوٹ آیا، مگر یہاں بھی مجھے کوئی گرنی ٹری چیز دستیاب نہ ہوئی،

غرض بھوک سے بے چین گلی کوچوں میں قوتِ لایموت کیلئے مار مارا پھر تار مارا آخر پھرتے پھرتے سوقِ الریحانین کی مسجد کے قریب پہنچا، تو اس وقت بھوک سے بالکل تیار ہو گیا، دماغ چکرانے لگ گیا، جو اس لم اور اوسان خطا ہو گئے، بے ہوشی طاری ہو گئی، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا، اسی پریشانی کے عالم میں دوڑ کر مسجد کے گوشہ میں جا بیٹھا،

اسی اثنا میں ایک عجمی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لیکر آیا، اور کھانے لگا، غلبہ بھوک کی وجہ سے میری کیفیت تھی، کہ جب وہ کھانے کے لئے لقمہ اٹھاتا، تو بے اختیار میں اپنا منہ کھول دیتا جتنی کہ میں نے اپنے نفس کو اس نازیبا حرکت پر مات کی اور کہا، کہ اے نفس! بھروسا اور توکل بھی آخر کوئی شے ہے، اتنی بے سببری کے کیا معنی؟

اتنے میں اچانک اس عجمی جوان کی بھیر نظر پڑی، مجھے دیکھتے ہی اس نے کہا بھائی آئیے، بسم اللہ کیجئے، میں نے انکار کیا، لیکن اس کے بے حد اصرار نے مجھے کھانے پر مجبور کر دیا، ابھی میں نے قنوطا سا ہی کھا یا تھا، کہ وہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا، کہ آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں، اور کیا شغل رکھتے ہیں، میں نے کہا، کہ میں جیلان کار بننے والا ہوں، علم فقہ پڑھتا ہوں، یہ سنکر اس نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا، کہ الحمد للہ میں بھی جیلان کار بننے والا ہوں، اس کے بعد اس نے کہا، اچھا کیا آپ ایک جیلانی نو جوان عبد القادر نام کو جانتے ہیں، میں نے کہا، وہ تو میں ہی ہوں، پھر وہ گھبرا یا، اس کے چہرہ کارنگ متغیر ہو گیا، اور ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اور بے چینی و اضطراب میں کہنے لگا، کہ بھائی! خدا کی قسم میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں، جب میں بغداد میں پہنچا، تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا، مگر بے نیسے تمہاری تلاش اور جستجو کی، تو کسی سے تمہارا سراغ نہ لگا، پتہ

لہ بغداد کی ایک شہور منڈی سے ۱۲ سند ۲

نہ چلا، یہاں تک کہ میرا نطقہ ختم ہو گیا، ختم ہونے کے بعد متواتر تین دن میں اس حالت میں رہا
 کہ آپ کی امانت کے سوا میرے پاس کھانا خریدنے کے لئے اور کچھ نہ تھا،
 جب میں نے دیکھا کہ مجھے تیسرا فاقہ گزرنے کو ہے، اور شارع علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے پے درپے فاقہ ہونے کی حالت میں تیسرے روز مردار کے کھانے تک اجازت
 دیدی ہے، اس لئے میں آج تمہاری امانت سے ایک وقت کے کھانے کے دامن نکال
 کر یہ کھانا خرید لایا ہوں، اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے، یہ آپ ہی کا کھانا ہے
 اور میں آپ کا ہمان ہوں، گو پہلے بظاہر یہ میرا تھا، لیکن اب آپ اس کے مالک ہیں،
 میں نے حیرانی و استعجاب سے پوچھا، یہ کیا معاملہ ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ آپکی
 والدہ تھے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بیچے تھے، جن میں سے بوجہ شدت فاقہ
 میں نے یہ کھانا خرید لیا ہے، یہ میں نے آپ کی امانت میں ایک زبردست خیانت کی
 ہے، جس کے ارتکاب پر میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں، اُس کا یہ جواب سنکر
 میں نے اُسے تسلی، تسکین اور اطمینان دلایا، پھر ہم دونوں سے جو کچھ کھانا بچا تھا،
 وہ بھی اور کچھ دینار بھی اُسے دیکر رخصت کر دیا،
 اللہ اکبر کیسا صبر و تحمل تھا، کتنی نفس کشی تھی، کس قدر استغنا اور بے پرواہی تھی،
 کہ بل گیا، تو کھایا، نہ بلا تو کوئی گلہ اور شکوہ نہیں سے

بل گیا جو، اُسے انعام خدا جانتے تھے

نہ بُرا جانتے تھے اور نہ بھلا جانتے تھے

حاجتیں لے کے کسی در پہ گئے تھے نہ کبھو

نہ زمیں بوس کی عادت تھی نہ تسلیم کی خو

اسی طرح شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت
امداد غیبی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں

شیخ عبداللہ جیلانی صاحب کرامات ولی اور اپنے زمانہ کے اکابر مشائخ سے تھے، ملک شام میں پیدا ہوئے تھے آپ

کا والد نصرانی تھا، جو آپ کے زمانہ طفولیت ہی میں مر گیا تھا، گیارہ سال کی عمر میں آپ طلقاً سلام میں داخل ہوئے

اور ۱۲۵۰ھ میں بغداد میں تحصیل علم کیلئے آئے، اور عمر کا بہت سا حصہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارا

حضرت طبریزی کے انتقال کے بعد منہن پل گئے اور وہیں ۱۳۰۰ھ میں انتقال فرمایا، ۱۲۱۰ھ میں مدینہ منورہ میں تھے، یہ واقعہ بغداد میں
 بطور سزا کے بیان کیا گیا ہے، ۱۱۰۰ھ

مصر میں ایک جگہ میٹھانفہ کا سبق یاد کر رہا تھا، اور افلاس و غربت، فاقہ و تنگدستی کے
 ہاتھ سے تالاں تھا، کہ ناگاہ ہاتھ غیبی نے آواز دی، کہ اے عبد القادر! جا قوت لایموت
 کے لئے قرض لے لے، تاکہ تحصیل علوم میں تجھے دقت پیش نہ آئے، میں نے جواب
 میں کہا، کہ میں کس منہ سے قرض لوں، میں تو ایک مفلس اور فاقہ کش آدمی ہوں،
 میرے پاس تو ایک جنتہ تک نہیں، کس طرح ادا کروں گا، ہاتھ غیبی نے کہا، مطمئن
 رہو، ادا کرنا ہمارا ذمہ ہے،

یہ سنکر میں ایک نابھانی کے پاس آیا، اور اس سے کہا، کہ تو مجھے اس شہ پر ہر روز
 بطور قرض ڈیڑھ روٹی دیدیا کر، کہ اگر مجھے کہیں سے کچھ دستیاب ہو گیا، تو تجھے ادا کر
 دوں گا، اور اگر میں مر گیا، تو مجھے معاف کر دینا، نابھانی نے جب یہ الفاظ سنے، تو بے اختیار
 رو پڑا، اور کہنے لگا، کہ حضرت میں نے آپ کو اجازت دی، جو آپ کا جی چاہے، مجھ سے
 لے جایا کریں، چنانچہ میں اس سے ہر روز ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتا تھا،

جب مجھے روزانہ روٹی لاتے ایک مدت گزر گئی، تو ایک دن مجھے یہ معاملہ
 بہت ناگوار گذرا، کہ کھائے تو جانا ہوں، مگر ابھی تک ادا کچھ بھی نہ کر سکا، اتنا خیال آتا تھا
 کہ ناگاہ ایک ہاتھ نے آواز دی، کہ اے عبد القادر! فلاں دکان پر جا، اور جو کچھ وہاں نظر
 پڑے، اٹھا کر اس بھری فروش کو دیدے، جب میں اس دکان پر آیا، تو وہاں ایک
 بارہ زر پڑا دیکھا، میں نے اٹھا کر بھری فروش کو دیدیا،

سوال سے اجتناب | شیخ ابو محمد عبد اللہ جبانی کا بیان ہے، کہ مجھ سے
 حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی

فرمایا، کہ اہل بغداد کی ایک جماعت علم فقہ میں مشغول تھی، جب غلہ کے دن آتے، تو یہ
 لوگ بعقوبیا نام ایک گاؤں میں انانج مانگنے چلے جاتے، اور وہاں سے کچھ غلہ وصول
 کر لاتے،

ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے کہا، کہ آؤ، تم بھی ہمارے ساتھ چلو، چونکہ میں اس وقت
 کم سن تھا، اس لئے میں بھی ان کے ہمراہ ہویا، اس وقت بعقوبیا میں ایک
 نہایت ہی متقی پرہیزگار اور متدین شخص تھا، جسے شریف بعقوبی کے نام سے پکارتے

تھے ہمیں اس کی زیارت کے لئے گیا، اس نے مجھے اثنائے گفتگو میں کہا کہ طالبان
حق کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے،

پھر اس نے خصوصیت کے ساتھ مجھے سوال کرنے سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد
نہیں کسی جگہ گیا، اور نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا،

علاوہ ازیں شیخ ابو عبد اللہ نجار کا بیان ہے کہ
مجموعہ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
مصائب اور برداشت

علیہ نے فرمایا کہ مجھ پر بڑی بڑی ناقابل برداشت سختیاں گزرا کرتی تھیں، اگر وہ
سختیاں پہاڑ پر گزرتیں، تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا، یہ
صَبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا
صَبَّتْ عَلَيَّ الْآيَاتُ مِثْرًا يَلِيًّا

جب مصائب تکالیف، سختیاں اور صعوبتیں چاروں طرف سے مجھے احاطہ
کر لیتیں، تو میں تنگ اگر زمین پر لیٹ جاتا، اور بار بار یہ آیت کترمہ پڑھتا،
فَاتَّعَ مَعَ الْعُسْرِ يُبْرًا، اِنَّ
مَعَ الْعُسْرِ يُبْرًا
یشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے،
تنگی کے ساتھ آسانی ہے،

پھر میں زمین سے سر اٹھاتا، تو میری سب کی سب کلفتیں دور ہو جاتیں،
اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ جب میں طالب علمی کے زمانہ میں مشائخ
و اساتذہ سے علم فقہ پڑھا کرتا تھا، تو سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا، اور بغداد
میں نہ راکرتا تھا، صرف جنگلوں، بیابانوں کے ویران اور خراب مقامات میں دن ہو
یا رات، آندھی ہو یا بھگڑا، موسلا دھارینہ ہو یا اولوں کی بارش، اپنی زندگی بسر کیا
کرتا تھا، اس وقت میں سہر پر ایک چھوٹا سا غمامہ باندھتا، اور صوف کا جہنہ پہنا کرتا
تھا، ہر ہند یا کانٹوں اور تھپڑوں پر گھومتا رہتا تھا، اکا ہو ساگ، اور دیگر
ترکاریوں کی کونپلیں جو مجھے دریائے دجلہ کے کنارے ملجایا کرتی تھیں، کھایا کرتا
تھا، الغرض کوئی نصیبت مجھ پر ایسی نہ گذرتی تھی جس کو میں نبھانہ دیتا تھا،

یہ کذافی قلابد الجواب ۱۲ منہ دم

تکمیل علم | باوجود ان جانکاه مصائب اور تکالیف کے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علاوہ دیگر علوم کے علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، علم لغت، علم ادب، علم نحو، علم عروض، علم مناظرہ، علم تاریخ، علم انساب، علم فرائض وغیرہ علوم میں خصوصیت کے ساتھ وہ شہرت اور ناموری حاصل کی، کہ علمائے بغداد کیا بلکہ علمائے زمانہ سے بیعت لے گئے، ان علوم کی سند تکمیل اپنے ماہ ذی الحجہ ۳۹۶ھ ہجری میں حاصل کی۔

علم طریقت

آثار ولایت | بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے آثار تقدس و بزرگی، علامات افتاء و پرہیزگاری نمایاں اور انوار معرفت و ولایت تاباں تھے جو بڑے زور سے اس امر کی شہادت دیتے تھے، کہ یہ بلال عنقریب اقطاب عالم پر بدر ہو کر چلے گا،

چنانچہ آپ اپنے عین عالم شباب کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ جب میں پہلی دفعہ حج بیت اللہ کو گیا، اس وقت میں عین عالم شباب میں تھا، جب میں منارہ ام القرون کے قریب پہنچا، تو یہاں پر شیخ عدی بن مسافر سے میری ملاقات ہوئی، آپ بھی اس وقت عین عالم شباب میں تھے، آپ نے مجھ سے پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا، کہ مظلومہ جا رہا ہوں، پھر آپ نے پوچھا، کیا میرا اور آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے، میں نے کہا، کیوں نہیں، ہزار مرتبہ،

غرض ہم دونوں چل پڑے، اثنائے راہ میں ہمیں ایک برقعہ پوش نجیف البدن نو عمر حبشیہ لڑکی ملی، یہ لڑکی میرے بالمقابل کھڑی ہو گئی، اور میرے چہرہ کی طرف یترنگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی، کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا، کہ میں

لے ملاحظہ فرمائیے، انکارا بلور ۱۲ منہ ۱۱۷۷ھ یہ منارہ مکر مظلومہ کے راستہ میں واقع ہے، سلطان جلال الدولہ ملک شاہ بن ابی ارسلان (سنہ ۵۸۵ھ) ایک سال بطور ستائیت حاجیوں کے ساتھ نکلا، واپس آتے ہوئے اس نے شکار کے واسطے ایک طبقہ بنایا، اور بہت سے جانور شکار کئے، چیران کے سینگوں اور کھروں سے ایک منارہ بنایا، جو منارہ القرون، یعنی سینگوں کا منارہ کے نام سے مشہور ہوا، امام یا قوت حموی لکھتے ہیں، کہ یہ منارہ اب تک

بغداد کا رہنے والا ہوں، پھر کہنے لگی کہ آپ نے آج مجھے بہت تھکایا ہے، میں نے کہا، وہ کس طرح؟ بولی ابھی میں بلادِ حبشہ میں تھی، مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی، اور آپ پر اپنا وہ فضل و کرم عطا کیا، جو زمانہ حال میں کسی پر نہیں کیا، اس لئے بے اختیار ہو کر میرے دل نے چاہا کہ میں آپ سے ملاقات کروں، پھر اس نے کہا، کہ میرا ارادہ ہے کہ آج دن بھر میں آپ دونوں صاحبوں کے ہمراہ رہوں، اور آپ ہی کے ساتھ روزانہ افطار کروں، میں نے کہا، ہر آنکھوں پر،

اس کے بعد وہ وادی کے ایک طرف چلنے لگی، اور ہم دونوں دوسری طرف جب مغرب کا وقت آیا، اور افطار کا وقت ہو چکا، تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اُترا، جس میں روٹیں، سرکہ اور کچھ ترکاری تھی، یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا،

الحمد لله الذي ماكر بيني والرم
ضيفي انته لذلک اهل
في كل ليلة ينزل على عيافي
والليلة ستة اراما اضياني
اتحادا هزار ہزار شکر ہے کہ اس نے میری
اور میرے بہانوں کی عزت کی، کیونکہ ہر
رات میرے لئے دو روٹیاں اُترا کرتی
تھیں، آج چھ اُتریں۔

پھر ہم تینوں نے دو دو روٹیں کھائیں، اس کے بعد پانی کے کوزے اترے، ان میں سے ہم نے پانی پیا، یہ پانی حلاوت اور لذت میں دنیا کے پانی سے مشابہ نہ تھا، پھر وہ حبشیہ ہم سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مسافت طے کرنے کے بعد مکہ معظمہ پہنچ گئے،

ایک روز ہم طواف کر رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے افاضہ انوار سے شیخ عدی پر احسان کیا، شیخ عدی پر غشی طاری ہو گئی، اور وہ ایسے بے ہوش ہوئے، کہ دیکھنے والا خیال کرتا تھا، کہ ان کا انتقال ہو گیا، اس وقت پھر میں نے اس لڑکی کو ان کے

بقیہ ماجہ منو گذشتہ موجود ہے کذاتی مجھ البلد ان ۲۰۲۰ء سے آپ فائدہ عدویہ کے شیخ ہیں دمشق کے مغرب میں قریہ بیت نار کے اندر تولد ہوئے، بغداد میں حضرت غوثیت مآب، شیخ حماد عباس اور شیخ عقیل بنی و غیرہ اولیاء اللہ کی صحبت سے شرف ہوئے، اور پھر کوہ ہیکار میں گوشہ نشین ہوئے، اور وہیں نوے سال کی عمر میں ۱۰۰۰ھ ہجری میں سال فرمایا، دیکھو

فائدہ صحیح و بیہ منہا ۱۰۰۰ھ

سرمانے کھڑے دیکھا، یہ ان کو الٹ پلٹ کر کہنے لگی کہ تمہیں وہی زندہ کریگا، جس نے تمہیں مار ڈالا ہے، پاک ہے وہ ذات کہ حادث اشیا اس کے جلالی نور کی تجلی کے آگے بجز اس کے برقرار رکھنے کے قائم نہیں رہ سکتیں، اور کائنات اس کی صفات کے ظہور کے آگے بجز اس کی تائید کے برقرار نہیں رہ سکتی، بلکہ اس کے جلال کے انوار اور اس کی تقدیس کی شعاؤں نے عقلمندوں کی آنکھیں چند ہیادی ہیں،

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مجھ پر الطاف و کرم کی نظر کی، اور باطن میں میں نے دیکھا، کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے، کہ اے عبدالقادر! ظاہری پتھر پید چھوڑ دے اور تضرید توجید اور تضرید تضرید اختیار کر، ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں سے سجا بات، کمائیں گے، تو اپنی مراد کو ہماری مراد سے خلط ملط نہ کر، تاکہ تو ہمارے سامنے ثابت قدم رہے، تو وجود میں ہمارے سوا کسی کا تضرع نہ ہونے دے، تاکہ تو ہمیشہ ہمارے مشاہدہ میں رہے، اور لوگوں کو نفع پہنچانے کیلئے ایک جگہ بیٹھ جا کیونکہ ہمارے بہت سے بندے ہیں، جن کو ہم تیری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے،

اس وقت اس جشیہ نے مجھ سے کہا کہ اے جوان میں نہیں جاتی، کہ آج تیرا کیا رتبہ ہے، تجھ پر ایک نورانی خیمہ لگا ہوا ہے، اور آسمان تک فرشتوں نے تجھے گھیرا ہوا ہے، اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقاموں پر تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور منتہی ہیں، کہ تجھ سے انکو فیوض و برکات پہنچیں،

یہ کہہ کر وہ چلی گئی، پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا،

یہ واقعات بتلاتے ہیں، کہ اوائل ریغان ہی سے آپ علم طریقت میں قدم رکھتے تھے اب علم شریعت سے فارغ ہونے کے بعد آپ باقاعدہ علم طریقت کی طرف ہمہ تن مشغول ہو گئے،

حصول علم شریعت کی وجہ حاصل کیا تھا، کہ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض

ہے، بلکہ اس لئے بھی کہ یہ نفوس مرضیہ کیلئے شفا ہے، اتقار اور پرہیزگاری کا میدان اور ستقیم راستہ ہے، تقویٰ و طہارت کی ایک قوی حجت اور واضح دلیل ہے، صلحا اور نیک لوگوں کا مایہ فخر و ناز ہے، علم طریقت کے عروج اور ترقی کا باعث اور

سبب ہے،

معلم طریقت | علم طریقت آپ نے زیادہ تر حضرت ابوالخیر حماد بن اسلم دباس سے حاصل کیا،

شیخ عبد اللہ جہانی کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ بغداد میں کثرتِ فتنہ و فساد کی وجہ سے میں نے قصد کیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں، چنانچہ قرآن شریف بغل میں دبا میں بابِ حلیمہ کی طرف چلا، تاکہ جنگل کی طرف نکل جاؤں، اچانک ہاتفِ غیبی نے مجھے آواز دی کہ کہاں جاتے ہو، اور زور سے ایک دھکا دیا، جس سے میں گر پڑا، پھر اُس نے کہا، نوٹ جاؤ تمہارا ذریعہ سے خلق کو نفع پہنچا، میں نے کہا، مجھے خلق سے کیا سروکار، میں تو اپنے دین کی حفاظت کرنے کیلئے جاتا ہوں، اس نے کہا، نہیں تم یہیں رہو، تمہارا دین سلا رہے گا،

اس کے بعد مجھ پر چند ایسے حالات وارد ہوئے جن میں کچھ القباس تھا، میں نے ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے آرزو کی، اے ہولاء! مجھے کوئی ایسا بند ملائے جو ازالہ القباس کر دے،

جب دوسرا دن ہوا، تو میں مظفریہ میں سے گزرا، ایک شخص نے دروازہ کھول کر مجھ سے کہا، کہ کیوں عبد القادر تم نے خدائے تعالیٰ سے کل کیا مانگا تھا، یہ سن کر میں خاموش رہا، اور کچھ نہ بول سکا، پھر اس شخص نے سخت غضبناک ہو کر اس زور سے دروازہ بند کیا، کہ اطراف دروازہ سے گرد و غبار اڑ کر میرے چہرہ پر پڑی، میں پریشانی کے عالم میں واپس آیا، جب کچھ دُور نکل گیا، تو مجھے رات کا سوال یاد آ گیا اور خیال گزرا، کہ ضرور بالضرور یہ شخص عاملین یا اولیاء اللہ سے ہے، اس لئے میں اُس دروازہ کو ڈھونڈنے کے لئے نوتا، مگر باوجود تلاش کے نہ پایا، مجھے سخت قلق ہوا،

میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت شیخ عبد اللہ جہانی کے لئے علم و حقائق میں علم زنجین میں سے لیا گیا تھا، ہر مومن کی تعلیم تو میرے ہی ان سے ہوئی ہے، شیخ نہ تھا، بغداد کے اکثر شیعہ و سنیوں کے فیس یافتہ تھے، آپ ان میں دشمن سے یہ میل کے فاصلہ پر جب نام کا فاضل میں پیدا ہوئے تھے، جب ان کے علم حضرت

پھر مدت کے بعد میں نے انہیں پہچانا، اور انکی خدمت میں آمد و رفت کرتا رہا ان
 سے اپنے اسکاں چل کر نئے علم طریقت حاصل کیا،
 یہ بزرگ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ تھے،

مجاہدات و ریاضات

طریقت میں قدم رکھتے ہی جب آپ کو مجاہدہ اور ریاضت کی طرف بے حد
 رغبت پیدا ہوئی، تو مراتب قرب و خلوت نشینی میں آپ اتنے بڑھے کہ آپ نے
 آبادی کو چھوڑ کر بیابانوں میں معموروں کو چھوڑ کر ویرانوں میں رہنا شروع کر دیا،

پچیس سال تک عراق کے
 بیابانوں میں سیاحت
 شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حری کا بیان
 ہے کہ مجھ سے ایک دفعہ شیخ عبد القادر
 میلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ

میں پچیس سال تک تنہا عراق کے بیابانوں، ویرانوں اور خراب مقامات میں
 چھرتا رہا، نہ میں لوگوں کو جانتا تھا، اور نہ ہی لوگ مجھے پہچانتے تھے، البتہ اس وقت
 میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے جنکو میں علم طریقت اور وصول
 الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا،

جب میں پہلے پہل عراق میں داخل ہوا، تو حضرت خضر علیہ السلام نے میرا
 ساتھ دیا، مگر میں ان کو پہچان نہیں سکتا تھا، سب سے قبل آپ نے مجھ سے ہمہ لیا
 کہ میں ہرگز آپکی مخالفت نہ کروں گا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے تک
 بیس ٹھیرو، میں حسب وعدہ تین سال تک متواتر اسی جگہ بیٹھا رہا، جہاں آپ نے
 ٹھیرنے کا حکم دے گئے تھے۔

اس عرصہ میں دنیا اور اس کی خواہشات مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں، مگر

بقیہ مآثرہ... میں نے یاد کرتے تھے، انکو دیکھا گیا کہ شہرہ فرزندت کیا کہتے تھے، اسی واسطے آپ کو دباس کہتے ہیں،
 آپ کے شہر پر ہنر یا کھی نہ بیٹھا کرتی تھی، سند عری میں آپ کا انتقال ہوا، اور بقدرہ شونیز میں دفن ہوئے

لائسنس نمبر ۱۳۳۲

۵۵ دکانہ کاسٹری

اللہ تعالیٰ مجھے انکی طرف التفات کرنے سے بچا لیتا تھا، شیاطین مختلف بھیانک ڈراونی
 شکلوں اور صورتوں میں میرے پاس آتے، اور مجھ سے لڑتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ
 مجھے ان پر غالب رکھتا تھا، میرا نفس متشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کبھی تو مجھ سے
 عاجزی کرتا، اور کبھی میرے ساتھ لڑائی کرتا، مگر ایزد متعال مجھے اسپر غلبہ دیتا،
 ابتدا میں میرا نفس اگر مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا، تو اس پر ہمیشہ قائم رہتا،
 مدت دراز تک میں شہروں کے خیر ویران، غیر آباد اور خراب مقامات میں پھرتا، اور نفس
 کو طرح طرح کی ریاضتوں مجاہدوں اور مشقتوں میں ڈالتا رہتا، چنانچہ ایک سال سنہری
 یاگری پڑی چیز کھاتا، اور پانی نہ پیتا، اور ایک سال پانی پیتا، اور سنہری یاگری پڑی
 کوئی چیز نہ کھاتا، اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا، اور نہ سوتا،

ایک رات شدت سردی کی وجہ سے میں ایوان کسری میں جا سویا، وہاں مجھے
 احتلام ہو گیا، میں اسی وقت اٹھا، اور دریائے دجلہ کے کنارے پر جا کر غسل کیا،
 پھر سو گیا، پھر احتلام ہو گیا، پھر غسل کیا، اسی طرح چالیس بار احتلام ہوا، اور چالیس
 مرتبہ میں نے غسل کیا، پھر میں نیندا جانے کے خوف سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا،
 برسوں تک میں بغداد کے محلہ کرخ کے ویران وغیر آباد مکانوں میں بھی رہا ہوں
 اس اثنا میں سوائے کوندوش کے میں کچھ نہ کھاتا تھا، ہر سال کے شروع میں ایک
 شخص مجھے صوف کا جبتہ لاکر دیتا، جسے میں پہن لیتا،
 میں نے ایک ہزار تک علوم و فنون محض اس لئے حاصل کئے، کہ دنیا کے
 جھگڑوں اور مخصوص سے نجات حاصل کروں، اور حقیقی راحت میسر ہو،
 لوگ مجھے مجنون بتاتے، میں جنگلوں اور سیابانوں میں نکل جاتا، برہنہ جسم
 کانٹوں پر لوٹتا، شور و غوغا کرتا، تمام بدن سے خون جاری ہو جاتا، لوگ مجھے
 شفا خانے میں لے جاتے، مگر میری حالت اور بھی اتر ہو جاتی،

لے کوندل ایک بونی کا نام ہے، جو پانی میں بکثرت آگتی ہے، یہ پیاز کے پتوں کی طرح گول گھرانے بڑی اور
 ٹھوس ہوتی ہے، اسے عربی میں بردی اور فارسی میں لُح کہتے ہیں، قحط میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے، کہ
 بردی باغ گیا بیست کہ از شاخ و برگ آن بوری باغند، و از انباری لُح گویند الخ یہ ملک مالوہ اور مصر میں بکثرت ہوتی ہے
 چونکہ اس کے پتلے حصے میں کسی قدر شفا ہوتی ہے، اس لئے دیہات کے بچے اسے لگے کی طرح چوستے ہیں ۱۲۰ سندھ

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یہاں تک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی، لوگ کفن لے آتے، اور غسل
کو بلوا کر مجھے ہلانے کے لئے تختہ پر رکھ دیتے، مگر معامیری حالت درست ہو جاتی
شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ بغدادی معروف بہ ابن
شب بیداری | الیہ منقہ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی سے سنا، آپ فرماتے تھے، کہ میں چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح
کی نماز پڑھتا رہا، اور پندرہ سال ساری ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح
تک فی شب ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا،

چنانچہ ایک رات میں ایک بیٹری پر چڑھ رہا تھا، کہ میرے نفس نے کہا، کاش!
تو ایک کھڑی سو جائے، پھر تہوڑی دیر آرام کرنے کے بعد اٹھ کر عبادت کرے، جو نہی
یہ خطرہ میرے دل میں آیا، میں وہیں ٹھیر گیا، اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا، اور قرآن
شریف شروع کیا، یہاں تک کہ اسی حالت میں ختم کر دیا،

نفس کشی | شیخ ابو العباس ہی کا بیان ہے، کہ میں نے آپ سے سنا، آپ

فرماتے تھے، کہ میں برج عجمی میں گیارہ برس رہا، میں نے اس میں خدا سے عہد کیا،
کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائیگا، اس وقت تک میں کھانا
نہ کھاؤنگا، اور جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائیگا، تب تک نہ پیوں گا، چنانچہ متواتر
چالیس روز تک نہ میں نے کچھ کھایا نہ پیا، اس کے بعد ایک شخص کھانا لایا، اور
میرے آگے رکھ کر چلا گیا، بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے ہی کو تھا، کہ میں
نے کہا، واللہ! میں ہرگز اس عہد کو نہ توڑؤنگا، یہ خیال کرتے ہی میں نے اپنے باطن
سے ایک چلانے والے کی آواز سنی، کہ ماے بھوک! ماے بھوک!! میں نے
اس کی کچھ پرواہ نہ کی،

اسی اثناء میں شیخ ابو سعید مخرمی رحمۃ اللہ علیہ مجھ پر گزے، انہوں نے جو چلانے
کی آواز سنی، تو میرے پاس آ کر کہا، کہ عبد القادر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا، یہ نفس
نے ملاحظہ ہو، جو مطبوعہ مصر ص ۱۲۱ مندرجہ ہے، اس برج کا نام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
سے حوالہ پیام کی وجہ سے برج عجمی ہو گیا تھا، ملاحظہ ہو جو ص ۱۲۱ مندرجہ

کا قلق و اضطراب ہے، روح تو اپنے سونے کے خیال میں مشغول حالت سکون
 و قرار میں ہے، آپ مجھے اپنے گھر سے گئے، اور کھانا کھلانے لگے، یہاں تک
 کہ میں خوب سیر ہو گیا،

ایک خاص حالت | شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود کہتے ہیں، کہ میں
 نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سے سنا، آپ نے فرمایا، کہ ابتدائے سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے
 تھے، میں ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا، اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم
 میں دوڑا کرتا تھا، جب وہ حالت مجھ سے اٹھ جاتی، تو میں اپنے آپ کو ایک دور
 دراز مقام میں پاتا،

چنانچہ ایک دفعہ بغداد کے ویرانے میں یہی حالت مجھ پر طاری ہوئی، میں قریباً ایک
 گھنٹہ بے ہوشی کے عالم میں پھرتا رہا، پھر وہ حالت مجھ سے دور ہو گئی، کیا دیکھتا
 ہوں، کہ میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر بلا شستیریں کھڑا ہوں، میں اپنی اسی
 حالت پر غور کر رہا تھا، کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا، کہ تم شیخ عبدالقادر ہو کر
 اپنی اس حالت پر تعجب کر رہے رہو،

وجدانہ کیفیت | اسی طرح شیخ ابو محمد عبداللہ جیلانی کہتے ہیں، کہ مجھ سے
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان

کیا، کہ ایک رات مجھ پر ایک خاص وجدانہ کیفیت طاری ہوئی، اس وقت بیاختہ
 میں نے زور کے ساتھ ایک بیخ ماری، جس سے دکھتی لوگ گھبرا اٹھے، انہوں
 نے جانا، کہ شاید پولیس آن پہنچی، یہ لوگ نکلے، اور میرے پاس آئے، مجھے زمین
 پر بے ہوش پڑا دیکھ کر کہنے لگے، کہ یہ تو عبدالقادر مجنون ہے، اس بھلے آدمی نے
 ہمیں ڈرا دیا،

شبیا طین کے ساتھ جنگ | شیخ عثمان صیبرنی کا بیان ہے، کہ میں
 اور حیرت انگیز غلبہ | نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ
 اللہ علیہ سے سنا، آپ نے فرمایا، کہ

میں رات دن بھر، ویران اور خراب مقامات میں رہا کرتا تھا، بغداد کی طرف بالکل نہیں آتا تھا، شیاطین میرے پاس مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بصف آتے، بھپراگ پھینکتے، اور مجھ سے لڑا کرتے تھے، مگر میں اپنے دل وہ تہمت، استغلال، شجاعت، الوالعزیز اور ثابت قدمی پاتا، جو بان سے باہر ہے اور ماتف غیبی کو یہ کہتے ہوئے سنا، کہ اے عبدالقادر! اُٹھو، میدان میں نکل کر ان کا مقابلہ کرو، ہم تمہاری مدد کریں گے، اور تم کو ثابت قدم رکھیں گے،

پھر جب میں اُنکے مقابلہ کے لئے اُٹھا، تو وہ سب کے سب رنچوچکر ہو جاتے گاہے گاہے ان میں سے صرف ایک شیطان کھڑا رہتا، اور مجھے طرح طرح سے ڈرا کر کہتا، کہ یہاں سے چلے جاؤ، میں جرأت کر کے اُس کے منہ پر ایک طمانچہ مارتا تو وہ اُٹے پاؤں بھاگ جاتا، پھر میں لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھتا تو وہ جل کر خاک بستم ہو جاتا،

ایک دفعہ میرے پاس ایک بد شکل بھونڈی صورت، کریم منظر، بد بودار شخص آیا، اور کہنے لگا، کہ میں ابلیس ہوں، مجھے اور میرے گروہ کو اپنے عاجز کر دیا ہے، اس لئے میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں، میں نے کہا، جہاں سے دور ہو جا، مجھے تجھ پر اطمینان نہیں ہے، میرا یہ کہنا تھا، کہ غیب سے کسی نے اس زور سے ایک ہاتھ اس کے دماغ پر مارا، کہ یہ زمین میں دھنس گیا، اس کے بعد یہ میرے پاس پھر دوبارہ آیا، اور آگ کے شعلوں سے میرے ساتھ لڑنے لگا، اچانک سبزہ گھوڑے پر سوار ایک شخص نے آن کر مجھے ایک تلوار دنی، جس کے دیکھتے ہی ابلیس اُٹے پاؤں بھاگ گیا،

تیسری دفعہ میں نے اس کو پھر دیکھا، اُس وقت یہ مجھ سے دُور بیٹھا گریہ وزاری میں مشغول، سر پر خاک ڈال رہا تھا، اور حسرت بھر اسانس لیکر کہہ رہا تھا کہ لے عبدالقادر! اب میں تجھ سے بالکل مایوس و نا اُمید ہو چکا ہوں، میں نے کہا، اے ملعون! دُور ہو جا، میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا ہوں، تیرے یہ الفاظ بھی تیری

لے گھوڑوں کی ایک ایسی ہی قسم ہے، جس کو سبزہ کہتے ہیں، اس قسم کے گھوڑے سفید رنگ مگر کسی قدر سبز یا سیاہی مال ہوتے ہیں، یہاں یہی مراد ہے، ۱۲۱ نمبر ۷۔

شیطنیت اور مکاری پر دلالت کرتے ہیں، پھر اُس نے میرے گرد اگر دہت سے
 جال بچھا دیئے ہیں نے کہا، یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا، کہ یہ دنیاوی وسوس
 کے وہ جال ہیں، جن سے ہم تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتے ہیں، تب میں نے
 ایک سال تک اُن کے بارہ میں توجہ کی، یہاں تک کہ وہ سب کے سب
 ٹوٹ گئے،

پھر اُس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے، جو چاروں طرف سے مجھے
 احاطہ کئے ہوئے تھے، میں نے پوچھا، کہ یہ اسباب کیسے ہیں؟ اُس نے جواب دیا
 کہ یہ خلق کے اسباب ہیں، جو تم سے بے ہوئے ہیں، میں سال بھر تک ان کی طرف
 متوجہ رہا، یہاں تک کہ یہ اسباب مجھ سے بالکل منقطع ہو گئے۔

اس کے بعد مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا، تو میں نے اپنے قلب کو
 بہت سے علائق سے ٹوٹ دیکھا، میں نے دریافت کیا، کہ یہ علائق کیا ہیں؟ تو مجھے
 بتلایا گیا، کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں، پھر ایک سال تک میں انکی
 طرف توجہ کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ سب علائق منقطع ہو کر میرے دل کو اُن سے
 خلاصی ہوئی،

اس کے بعد مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا، میں نے دیکھا، کہ ابھی اس کے
 امراض باقی ہیں، اس کی خواہشات زندہ ہیں، اس کا شیطان سرکش ہے۔ میں
 نے سال بھر تک اس کی طرف توجہ کی، یہاں تک کہ نفس کے کُل امراض جڑت
 جاتے رہے، اس کی خواہشات مردہ ہو گئیں، اس کا شیطان سمان ہو گیا، اور تمام
 امر اللہ کے لئے ہو گئے، میں اپنی ہستی سے جدا ہو گیا، مگر پھر بھی اپنے مقصود کو نہیں
 پہنچا،

پھر میں توکل کے دروازہ پر آیا، تاکہ مقصد حاصل ہو، عقدہ حل ہو، مطلب
 پورا ہو، لیکن کیا دیکھتا ہوں، کہ توکل کے دروازہ پر بہت بڑا نجوم ہے، میں اس
 نجوم کو چاڑھ کر نکل گیا،
 پھر میں تسکیر کے دروازہ پر آیا، مجھے اس دروازے پر بھی ایک بڑا نجوم ملا،
 میں اس کو بھی چھاڑ کر اندر چلا گیا،

اس کے بعد میں غنا کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی بہت بڑا ہجوم ملا، جس میں
پیر تپا پھاڑتا ہوا اندر چلا گیا،

پھر میں مشاہدہ کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی ہجوم کو پھاڑ کر اندر داخل ہو گیا
پھر میں فقر کے دروازہ پر آیا، تو اس کو میں نے خالی پایا، میں اس میں داخل ہوا،
جب اندر گیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا، وہ سب
کی سب یہاں موجود ہیں، یہاں سبھی ایک بہت بڑے روحانی خزانہ کی فتوحات
مستور ہوئی، روحانی عزت، حقیقی غنا اور سچی آزادی ملی، یہاں آکر میں نے اپنی
زیست کو بٹا دیا، اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا، جس سے میری ہستی میں ایک دوسری
مالت پیدا ہو گئی،

آپ کا شیطان کے
مکر سے محفوظ رہنا

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ضیاء الدین
ابوالنصر مومنے رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ
میں نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ میں
دورانِ سیاحت میں کسی ایسے جنگل کی طرف نکلا، جہاں آب و دانہ کا نام و نشان
تک نہ تھا، مجھے کئی روز تک پانی نہ ملا، جس سے پیاس کا از حد غلبہ ہوا، چنانچہ
میرے سر پر ایک بدلی کا ٹکڑا آیا، اس سے کچھ بوندیں بھیر پڑیں، میں ان سے
سیراب ہو گیا،

پھر میں نے ایک نور دیکھا، جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا، اس میں
سے ایک صورت نمودار ہوئی، جس نے مجھے یوں پکارا، اے عبد القادر! میں
تیرا پروردگار ہوں، میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال
کر دی ہیں، میں نے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اُسے دھتکارا
تو اس کی روشنی معدوم ہو گئی، اور وہ صورت دہوئیں کے شبیہ دکھائی دینے لگی،
پھر اس صورت سے یہ آواز سنی، کہ اے عبد القادر! تم نے حکم الہی اپنے علم
سے میرے مکر سے نجات پائی، اور نہ میں اپنے اس مکر سے ستر صاحبِ طریقت

لہ غلط ہو، ہجرت ۱۲ منہ ۲-

ولیوں کو گمراہ کر چکا ہوں، میں نے کہا، بیشک میرے مولا کا فضل و کرم
میرے شامل حال ہے،

شیخ ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ آپ سے دریافت کیا گیا، کہ آپ نے کس
طرح جان لیا، کہ وہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا، کہ اُس کے اس قول سے، کہ
اے عبد القادر! میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں،
کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں دیتا،

بیعت

بغرض جب آپ نے عبادات، ریاضات اور مجاہدات شاقہ کے بعد پورا
پورا تزکیہ نفس حاصل کر لیا، تو حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخرمی رحمۃ
اللہ علیہ سے بیعت کی، اور اُن کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے،

شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو اپنے ہاتھ سے کھانا
کھلایا، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، کہ جو لقمہ

نفویض خرقہ

اُن کے ہاتھ سے میرے شکم میں جاتا تھا، وہ میرے باطن میں ایک نور بھردیتا تھا،
پھر انہوں نے آپ کو خرقہ ولایت عطا کیا، اور فرمایا، کہ اے عبد القادر!
یہ وہ خرقہ ہے، جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا، اور اُن سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
کو ملا تھا، اور اُن سے دست بدست مجھ تک پہنچا ہے،

اس خرقہ کے پہنتے ہی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اور بھی برکات
و تجلیات الہیہ نے ظہور کیا،

شیخ ابو سعید موصوف الصدر لکھتے ہیں، کہ ایک دوسرے سے تبرک
حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو اور انہوں نے مجھ کو
خرقمہ پہنایا،

شیوخ طریقت

بنی شجرہ بیعت

بیدناحی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت حضرت
ابوسعید مبارک نخزنیؒ اور ان کے شیخ ابواحسن علی بن محمد قرشیؒ، ان کے شیخ ابوالفرج طریقیؒ
ان کے ابوالفضل عبدواحد تمیمیؒ، ان کے شیخ ابوبکر شبلیؒ، ان کے شیخ ابوالقاسم عینید
بغدادیؒ، ان کے شیخ بصری سغلیؒ، ان کے شیخ معروف کرخیؒ، ان کے شیخ ذہود طائیؒ
ان کے شیخ حبیب عجمیؒ، ان کے شیخ حسن بصریؒ، ان کے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
اور ان کے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

وعظ

اور

تدریس و افتاء

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، طبعا مخلوق
متوحش، ویرانہ پسند، احتیاط سے دل برداشتہ، زاویہ خمبول و گوشہ گنہامی کے شائق
اور اپنی عاشقانہ و مستانہ دار متوکلمانہ گزران کے شہید تھے، مگر چونکہ قطبیت کاتاج
آپ کے سر پر رکھا گیا تھا، کہ بھٹکے ہوؤں کو راہ بتلائیں، مبتلائے معصیت مُردہ دیوں
کو طاعت حق جل و علا کی حیات بخشیں، بیماران قلب کا علاج کریں، پابند و اسیر
ہوس و طمع لوگوں کو ربانی، رحمانی اور اللہ والا بنا کر اپنے سولا کے سامنے پیش
کریں، اور اپنے ارشادات و فیوضات سے مختلف الطبائع اشخاص کے قلوب
کی ظلمتوں کو نور سے تبدیل کر دیں اس لئے آپ کو مخلوق میں رہنے کی سخت
ترین صعوبت میں مبتلا کیا گیا، اور تقدیر کے ہاتھوں نے سر پر ردہ خمبول سے باہر

نکا لکھنا اور تشریح و تربیت خلق کے لئے بغداد کے محلہ باب الازج کے مدرسہ میں لا
 بٹھایا،

اس وقت بغداد میں خلفائے عباسیہ کا دور دورہ تھا، اہل زمانہ دنیا
 طلبی میں منہمک، امراء حکومت میں بدست اور نشہ امارت میں سرشار تھے،
 معتزلہ اور مبتدعین کا رنگ جڑا تھا، طالب دنیا علماء نے اپنی اور دوسروں کی
 سٹی جدا خراب کر رکھی تھی، جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ
 اور آزاد پھیر رکھا تھا،

چنانچہ اس سے متاثر ہو کر آپ نے علاوہ تفریس و انما کے وعظ و نصیحت و علائے
 کلمۃ الحق، اصلاح خلق، اشاعت اسلام اور تجدید دین کا بیڑا اٹھایا۔

ابھی اس کا عزم کیا ہی تھا، کہ ۶ شوال ۳۲۵ھ ہجری
 ۱۹ شنبہ کے روز آپ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ
 وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ

روپائے صادقہ
اور وعظ کی ابتداء
 والسلام نے فرمایا، اے عبد القادر! تم اللہ کی مخلوق کو گمراہی سے
 بچانے کے لئے وعظ و نصیحت اور نڈ و موعظت کیوں نہیں
 کرتے؟ آپ نے عرض کیا، کہ حضور! میں ایک عجمی شخص ہوں، فصحاء عرب کے
 سامنے کس طرح زبان کھولوں، سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
 اپنا منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات بار تعاب
 دہن آپ کے منہ میں ڈالا، اور فرمایا، جاؤ! تم وعظ و نصیحت کرو، اور حکمت و موعظت
 حسنہ سے لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ،

چنانچہ ظہر کی نماز پڑھ کر آپ بیٹھے، تو خلقت آپ کے گرد اکبر جمع ہو گئی، آپ
 کچھ مرعوب سے ہو گئے، اس اثنا میں آپ نے شہر خدایا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کو مجلس میں اپنے آگے کھڑا دیکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے عبد القادر! وعظ

یہ مدرسہ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی نے حضرت عوث، عظیم رحمہ اللہ سے کتب تالیف کیا تھا اور اس کا

تلاذ ابو سعید ہی لکھا ہے، ۱۰۰ سنہ ۲

۱۰۰ ماہنامہ ہونے پر ۱۰۰ سنہ ۲۰۰۰ قلم اور تزیین الفاظ ۱۰۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰۰۰ ہے ۱۲ سنہ ۲

کیوں نہیں کرتے، آپ نے کہا، اباجان! میں گھبرا گیا ہوں، حضرت علیؑ نے فرمایا، اپنا منہ کھولو، آپ نے کھولا، حضرت علیؑ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا، آپ نے عرض کیا، پورے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالتے؟ شیر خدا نے فرمایا رسول خدا ﷺ عَلِيُّ اللَّهِ عَلَيْكَ وَسَلَامٌ کے پاس ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا اس کے بعد حضرت علیؑ آپ سے پوشید ہو گئے، اور پھر آپ کا غواص فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے اور ساحل سینہ پر لالا کر ڈالنے لگا، اور ترجمان زبان کا دلال آپر یونی دینے لگا، لوگ آکر طاعت و عبادت کی گراںمایہ اور بے بہا قیمتیں گزاران کر انہیں خریدتے، خدا کے گھروں کو ذکر الہی سے آباد کرتے اور بزبان حال یہ شعر پڑھتے،

عَلِيٌّ مِثْلِي لَيْلِي يُقْتَلُ الْمُرَادُ نَفْسُهُ
وَيَحْلُو لَهُ مَرَامُنَا يَا وَالْعَدْبُ

ہجوم خلق | تھوڑے عرصہ بعد اطراف و اکناف بغداد میں آپ کی بہت شہرت ہو گئی، آپ کی مجلس و عظیمیں اس کثرت سے لوگ آنے لگے، کہ مدرسہ کی جگہ ان کے لئے کافی نہ ہوتی، اور تنگی کی وجہ سے لوگ مدرسہ کے باہر نترک پر بیٹھ جاتے،

توسیع مدرسہ | ہجوم کی کثرت کی وجہ سے امرائے شہر نے قرب و جوار کے مکانات کو شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا، الغرض ۲۵ھ ہجری میں یہ مدرسہ ایک عالیشان عمارت کی صورت میں بنکر تیار ہو گیا، آپ نے نہایت جدوجہد کے ساتھ وعظ و تدریس اور افتاء کا کام شروع کر دیا، دور دراز ممالک کے لوگ آپ سے علوم شریعت و طریقت کے حصول کے لئے جوق در جوق آنے شروع ہو گئے، تھوڑے ہی عرصہ میں علماء و صلحا، کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس تیار ہو گئی، آپ سے علوم حاصل کر کے بہت سے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے، اور تمام

لہ (ترجمہ) یعنی یسویٰ جیسے معشوق پر انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے، اور اس کی ساری نعمتیں عبادت سے بدل کر شیریں ہو جاتی ہیں - ۱۷ منہ ۲۱

عراق میں آپ کے مرید اور تلامذہ کثیر تعداد میں پھیل گئے،

یوں تو آپ کے لائق و ہمتا تلامذہ تھے جنہوں
آپ کے اکابر تلامذہ نے آپ سے باقاعدہ علوم شریعت و طریقت کی

تحصیل کی تھی، لیکن یہاں صرف ان چند مشاہیر کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے
ہیں، جنکو علم و فنسئل کی وجہ سے قبولیت عامہ نصیب ہوئی، اور عوام انہیں ان کو ان
سے دینی فوائد پہنچے۔



- (۱) محمد بن احمد بن بختیار (۲) ابو محمد عبد اللہ بن ابو الحسن الجبلی (۳) فرزند عباس المصری (۴) عبد المتعم بن علی الحمرانی (۵) ابراہیم الخدابی
- (۶) عبد اللہ الاسد الیمینی (۷) عطیف بن زیاد الیمینی (۸) محمد بن احمد البین الجبری (۹) مدافع بن احمد (۱۰) ابراہیم بن یثارة العدنی
- (۱۱) عمر بن مسعود البزاز (۱۲) اسناہ میر محمد الجبلی (۱۳) عبد اللہ بطاحی
- نزین بعلبک (۱۴) علی بن ابی عثمان السعدی (۱۵) ابان بن عبد الرحمن
- وسلح ابو عثمان السعدی (۱۶) عبد اللہ بن الحسین بن العکبری (۱۷)
- ابو القاسم بن ابو بکر احمد (۱۸) احمد (۱۹) عقیق بن ابوالقاسم (۲۰) عبدالعزیز
- بن ابونصر الجنادی (۲۱) محمد بن ابوالکارم الحجۃ البعتوبی (۲۲) عبدالملک
- بن دیان (۲۳) ابوالاحمد الفضیلہ (۲۴) عبد الرحمن بن نجم الخزرجی (۲۵)
- یحییٰ الشکری (۲۶) بلال بن امیہ العدنی (۲۷) یوسف بن سظفر
- العاقلی (۲۸) احمد بن اسمعیل حمزہ (۲۹) عبد اللہ بن المنصوری
- سد ذہ الصیر یقینی (۳۰) عثمان الیاسری (۳۱) محمد الواعظ الجمانی
- (۳۲) تاج الدین بن بطر (۳۳) عمر بن المدائنی (۳۴) عبد الرحمن
- بن بقا (۳۵) محمد النحال (۳۶) عبدالعزیز بن کلف (۳۷) عبد المتعم
- بن محمد المصیری (۳۸) عبد اللہ بن محمد بن الویذ (۳۹) عبد الرحمن
- بن دؤیرہ (۴۰) محمد بن ابو الحسین (۴۱) دلف الحمیری (۴۲) احمد
- بن الیقینی (۴۳) محمد بن احمد المودن (۴۴) یوسف بن عبد اللہ المشقی

۱۰ تلامذہ جنہوں میں ان کے اسمائے گرامی درج ہیں، ۱۲ تلامذہ

(۴۵) احمد بن مطیع^۴ ۴۶۱، علی بن النقیس المامونی^۳ (۴۷) محمد بن اللیث
الضریح^۵ (۴۸) شریف احمد بن منصور^۶ (۴۹) علی بن ابوبکر بن ادیس^۷
(۵۰) محمد بن نصرہ^۸ (۵۱) عبد اللطیف محمد الحزانی^۹ وغیرہم رحمہ اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین ۵

آپ کی عالمگیر شہرت

کچھ عرصہ بعد آپ کی شہرت وسیع اور عالمگیر ہو گئی
آپ کی عظمت و محبوبیت مخلوق کے قلوب میں

رچ گئی، دُور دراز سے کٹھن اور جانکاہ منزلیں طے کر کے لوگ آپ سے فیوض
و برکات حاصل کرنے، اور آپ کی مجلس و عظ میں شامل ہونے کے لئے آتے ۵

گرم بے مصر کا بازار تیرے کوچے میں

آتے جاتے ہیں خریدار تیرے کوچے میں

لوگوں کے ہجوم اکثر کی وجہ سے باوجود توسیع عمارت کے مدرسہ میں گنجائش نہ

رہی لہذا آپ کی مجلس و عظ کیلئے شہر کے باہر عید گاہ مقرر ہوئی،

حاضرین مجلس

کہتے ہیں، کہ حاضرین مجلس کی تعداد باعموم ستر ہزار سے
زائد ہوا کرتی تھی، جن میں اکابر مشائخ عراق، علمائے

کرام و مفتیان عظام کے علاوہ ملائکہ جن اور رجال نبیب و غیرہ بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے

باہر مشائخ اور علماء کے متعلق شیخ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ

عبد القاد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا، علمائے کرام اور مشائخ

عظام میں حضرات ذیل باعموم موجود ہوا کرتے تھے،

۱: شیخ فقیہہ ابو الفتح^{۱۰} (۲) شیخ ابو محمد محمود^{۱۱} (۳) امام ابو حفص عمر^{۱۲} شیخ

ابو محمد الحسن الفارسی^{۱۳} (۵) شیخ عبد اللہ بن احمد الحشاب^{۱۴} (۶) امام ابو عمرو

عثمان الملقب بشافعی زمانہ^{۱۵}، شیخ بن الیکزانی^{۱۶} (۸) شیخ فقیہ رسلان

عبد اللہ بن شعبان^{۱۷} (۹) شیخ محمد بن قائد الاوانی (۱۰) شیخ عبد اللہ بن

۱: ملاحظہ ہو جگہ الاسرار ص ۹۲۔ ۲: جیسا کہ شیخ ابو سعد قسری کا روایت سے روایت ہے شیخ صاحب خوارق
و کرامات شیخ میں ظاہر ہے اپنے مجلس و عظ میں نورانی من آنکھوں سے جنات ملائکہ، ارواح انبیاء، رجال نبیب
اور صرف ائمہ علمائے کرام کو دیکھا ہے ملاحظہ ہو جگہ ۱۲ ص ۹۲

سان الرديني (۱۱) شيخ حسن بن عبد الله رافع الانصاري (۱۲) شيخ طلحة
 (۱۳) شيخ احمد بن سعد (۱۴) شيخ محمد بن اذهر الصيرفي (۱۵) شيخ يحيى بن البركة
 محفوظ اليربوعي (۱۵) شيخ علي بن احمد بن واسب الدرجمي (۱۶) قاضي القضاة
 عبد الملك بن عيسى (۱۷) شيخ عثمان (۱۸) شيخ عبد الرحمن بن عثمان (۱۹)
 شيخ عبد الله بن نصر بن حمزه البكري (۲۰) شيخ عبد الجبتي بن ابوالفضل
 القفصي (۲۱) شيخ علي بن ابوظاهر الانصاري (۲۲) شيخ عبد الغني بن
 عبد الواحد المقدس الحافظ (۲۳) امام موفق الدين عبد الله بن احمد
 بن قدامة المقدسي الحنبلي (۲۴) شيخ ابراهيم بن عبد الواحد المقدسي الحنبلي
 آپ کی مجلس وعظ میں دور دراز مقامات سے جال الغیب
 بکثرت آیا کرتے تھے۔

رجال الغیب

چنانچہ حافظ ابو ذر عہ ظاہر بن محمد بن ظاہر المقدس الداری کا بیان ہے کہ میں
 ایک وقت حضرت غوثیت ماب کی مجلس عظیم میں حاضر تھا، اس وقت آپ فرما رہے
 تھے کہ میرا کلام رجال غیب سے ہوتا ہے جو کوہ قاف کے درہ سے میری مجلس
 میں آتے ہیں، اور جن کے قدم ہو میں اور دل حضرت القدس میں ہوتے ہیں اپنے
 پروردگار کا انہیں اس درجہ اشتیاق ہوتا ہے کہ آتش شوق سے انکی نوپیاں انکے
 سروں پر چل جاتی ہیں، آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاق بھی اسی مجلس میں موجود
 تھے، اپنے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا، اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے اتنے
 میں آپ کے سر پر ٹوپی جلنے لگی، اپنے وہ ٹوپی پھاڑ ڈالی، اسی آسمان میں اپنے تخت
 سے اتر کر اُسے بچھا دیا، اور فرمایا کہ عبدالرزاق تمہارے قلب میں ہی وہ آگ
 شعلہ زن ہے۔

حافظ ابو ذر عہ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں میں نے آپ کے صاحبزادہ شیخ
 عبدالرزاق سے اس وقت کا حال دریافت کیا، تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے جب
 اوپر نظر اٹھا کر دیکھا، تو مجھے ہوا میں رجال غیب کی صفیں کی صفیں نظر آئیں تمام
 انقذان سے بھرا ہوا تھا، یہ لوگ سر جھکائے نہایت خاموشی سے آپ کا کلام سن
 رہے تھے، بعض اسی سے توجہ اٹھتے، اور بعض ہوا میں دوڑنے لگتے بعض

زمین پر گر جاتے، اور بعض لڑتے رستے میں نے فور سے دیکھا، تو انکے لباس میں آگ لگی ہوئی تھی۔

آپ کا وعظ جو ربانی فتوحات، یزدانی الہامات اور سجانی ارشادات و ہدایات کا بحر ذخار ہوتا

کیفیت سامعین

تھا، جسوقت جوش میں آتا، تو سامعین کیا امراء اور کیا فقراء، کیا علماء اور کیا صلحاء، کیا نصحاء اور کیا جہلاء، کیا ضعفاء اور کیا اقویاء، کیا شلخ اور کیا مریدین، کیا عوام اور کیا خواص سب کے سب بیتاب ہو جاتے، جب حکمت و دانش کے بزمیان کی موسلا دھار بارش برسی شروع ہوتی، تو کسی پر وجد طاری ہوتا، اور کسی پر گریہ بکا، کوئی محو حیرت و استغراقی کیفیت میں ششدر بیٹھا رہ جاتا، اور کوئی مضطرب و بے اختیار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیخا چلاتا، کس کے قلب پر ایسی ناقابل ضبط چوٹ لگتی، جس سے اس کا جگر شق ہو جاتا، اور وہ شمشیرِ محبت کا گھائل ہو کر شہادت لقا محبوب کا شربت پی لیتا، اور موت کی نیند سو جاتا۔

وعظ کے ختم ہونے پر جب حاضرین منتشر ہوتے، تو پتہ چلتا، کہ آج اتنے شہدائے عشق اور مے معرفت کے متوانوں کے جنازے اٹھانے کی نوبت آئی ہے،

مردہ کوئی کشتہ کوئی بسمل کوئی زخمی

کوچہ بھی نمونہ ہے ترا روز جزا کا

آپ کے وعظ کی شان حکیمانہ اور جلال کا رنگ لے ہوئے

شان وعظ

تھی، آپ بلا رورعبایت کھرے اور صاف الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتے تھے، اعلائے کلمۃ الحق میں بے باک تھے، حرّ الضمیر اور آزاد گوشتھے، خاص مرید کو کبھی آپ خطاب فرماتے، تو یا غلام کے عنوان سے پکارتے، مجمع کو مخاطب بناتے، تو یا قوم کہہ کر وعظ فرمایا کرتے تھے، وعظ کے وقت آپ کے منہ سے موتی جھرتے تھے، آپ کا کلام رشتہ ڈریا تک گوبر تھا، جو سلسل دریا

۱۔ یہ ایک نصرتِ موتی، اعظم جزا ہے جس کے عاجز، حضرت شیخ ابو سعید خدری نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے اس وقت تک کلام نہیں سنا کہ اس قدر دل سے اور دل سے ہونے لگا۔ ۲۔ اس وقت تک کہ اس کی روایت کا ہے کہ آپ کی ہر مجلس میں دریاؤں کا سر در جایا کرتے تھے اور کبھی یہ ہونے لگا کہ اس وقت تک کہ اس کی روایت کا ہے کہ آپ کی ہر مجلس میں دریاؤں کا سر در جایا کرتے تھے اور کبھی یہ ہونے لگا۔

کی طرح رواں چلا جاتا تھا، آپ کے کلام میں ذرا سہمت تھی، جب آپ کرسی پر رونق افروز ہوتے، تو آپ کی ہیبت سے کوئی شخص نہ لعاب دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا، اور نہ اٹھکر وسط مجلس میں جانا یہ آپ کی کرامت تھی، کہ آپ کی مجلس میں دور و نزدیک بیٹھنے والے آپ کی آواز یکساں سنتے تھے نیز آپ اہل مجلس کے خطرات قلبی کے موافق کلام فرماتے تھے،

چنانچہ علامہ ابوالحسن سعد الخیر انصاری اندلسی کا بیان ہے، کہ میں ۵۲۹ ہجری میں سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا، میں اخیر کی صفوں میں تھا، آپ زہد پر تقریر فرما رہے تھے، میں نے دل میں کہا، کہ کاش آپ معرفت پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے زہد کو چھوڑ کر معرفت پر وہ تقریر فرمائی، جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی، پھر میرے دل میں آیا، کاش آپ شوق پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے معرفت کو چھوڑ کر شوق پر وہ تقریر فرمائی، جو کبھی میرے سننے میں نہیں آئی تھی، پھر میرے دل میں خیال آیا، کاش آپ علم فنا و بقا پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے شوق کو چھوڑ کر فنا و بقا پر وہ تقریر کی، جو میرے کانوں نے آج تک نہیں سنی تھی، پھر میرے جی میں آیا، کہ کاش آپ علم غیب و حضور پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے فنا و بقا کو چھوڑ کر علم غیب و حضور میں ایسی تقریر کی، جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی، پھر آپ نے فرمایا، ابوالحسن! یہ تجھے کافی ہے، یہ سنکر مجھ سے آپے میں نہ رہا گیا، میں نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے، ایک وجدانہ کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی، اور میں نے چیخا چلانا اور دھاڑیں مارنا شروع کر دیا،

آپ کا خطبہ و عظ

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں، کہ میرے والد ماجد و عظ سے قبل خطبہ یوں شروع کیا کرتے تھے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اِس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

پھر آپ خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پھر آپ خاموش ہو جاتے پھر فرماتے،

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں اس کی تمام مخلوقات، اس کے عرش اس کے کلمات، اس کے مقہلب علم سب کے برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے، وہ ظاہر و باطن عرض تمام چیزوں کا جاننے والا ہے، نہایت مہربان اور رحیم ہے، ہر چیز کا مالک اور پاک و بے عیب ہے، اس سے غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے میں شہادت دیتا ہوں، کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، ملک بھی اسی کا ہے، اور تمام تعریفیں بھی اسی کو زیبا ہیں وہی سب کو زندہ کرتا ہے، اور وہی مارتا ہے اور وہ خود مابدالاً باذن زندہ رہیگا، اسے کبھی بھی موت نہیں، ہر طرح کی بھلائی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، اور وہ ہر بات پر قادر ہے، نہ اس کا کوئی ہمسرہ ہے، اور نہ ہی کوئی شریک، نہ اس کا کوئی وزیر ہے، ہوشی کوئی معاون و مددگار، ایک اکیلا تنہا اور پاک و بے نیاز ہے، نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا، کوئی اسکی برابری کا نہیں، نہ وہ جسم ہے، کہ کم و بیش ہو سکے، اور نہ جوہر ہے، کہ جس میں آئے اور نہ وہ عرض ہے، کہ نقصان قبول کر

عَدَدَ خَلْقِهِ وَ زِينَةَ عَرْشِهِ
وَرِضَانِ نَفْسِهِ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ
وَمُنْتَهَى عَلَيْهِ وَ جَمِيعَ مَا شَاءَ
وَ خَلْقَ وَ ذُرَاةَ وَ بَرَاءَةَ عَالَمِهِ
الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةَ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ
الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ وَ اشْهَدُ اَنْ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَمْ
يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اِنَّ
الْمَلِكُ وَلَهُ الْحُكْمُ يُحْيِي وَيُمِيتُ
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ سَيِّدُ الْمَعَالَمِ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ لَا
يَدُلُّهُ دَلَالٌ وَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ لَا
ذَرِيرٌ وَ لَا عَوْنٌ وَ ظَلَمِيْرًا
الْوَّاحِدُ الْاَحَدُ الْقَرُّ الْقَمَّةُ
الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اِنَّ
لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدًا
لَيْسَ بِمِثْمِثٍ فَيَسْتَمِثُّ مِنْهُ وَ لَا جَوْهَرٍ
فِيْهِ سٌ وَ لَا عَرْضٌ يَتَكَوَّنُ
مِنْ قِصَابٍ اَعْنَالِكَ دَلَالٌ وَ زَيْرٌ
لَهُ وَ لَا مُشَارِكٌ جَلَّ اَنْ
يَشْبَهَهُ بِمَا صَنَعَهُ اَوْ يَصَافَ
لِمَا اَخْتَرَعَهُ لَيْسَ بِمِثْلِهِ شَيْءٌ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيْرُ وَ اشْهَدُ

أَنَّ مُحَمَّدًا أَصْلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 سَلَّمَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ
 حَبِيبُهُ وَخَلِيلُهُ وَصَفِيَّتُهُ
 وَبَيْتُهُ وَخَيْرَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ
 أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ
 لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ
 لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ اللَّهُمَّ
 ارْضُ عَنِ الرَّفِيعِ الْعِمَادِ الطَّوْبِ
 النَّجَادِ الْمُؤَيَّدِ بِالتَّحْقِيقِ الْمَلَكِيِّ
 بِالْعَتِيقِ الْخَلِيفَةِ الشَّفِيقِ
 الْمُسْتَحْرَجِ مِنْ أَطْهَرِ أَصْلِ
 عَرَبِيٍّ الَّذِي اسْمُهُ بِاسْمِهِ
 مَقْرُونٌ وَجِسْمُهُ مَعَ جِسْمِهِ
 مَدْفُونٌ أَلِإِمَامٍ إِلَى بَكْرٍ
 الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَعَنِ الْقَصِيرِ الْأَمَلِ الْكَبِيرِ
 الْعَمَلِ الَّذِي لَا خَامِرَهُ وَجَلَّ
 وَلَا غَارِضَهُ زُلْكَ وَلَا دَاخِلَهُ
 مَلَكٌ الْمُؤَيَّدِ بِالصَّوَابِ
 الْمُهَيَّبِ الْفَضْلِ الْخَطَّابِ
 حَبِيبِي الْحَرَابِ الَّذِي وَفَّقَ
 حُكْمَهُ نَصَّ الْكِتَابِ الْأَمَامِ
 أَبِي حَفْصِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
 جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَعَائِشَةَ الْعُسْرَةَ

کے ، وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے ،
 کہ اُس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اُسے
 تشبیہ یا اُس کے اختراعات میں سے
 کسی کے ساتھ بھی اُسے نسبت دیجائے
 بلکہ اُس جیسی کوئی بھی شے نہیں ، وہ سب
 کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے میں اس
 امر کی بھی شہادت دیتا ہوں ، کہ محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم اُس کے بندے اُس کے رسول ،
 اُس کے حبیب ، اُس کے خلیل اور اُسکی کل
 مخلوقات میں بہترین خلاق ہیں ، اُسے
 آپکو (دنیا میں) ہدایت کامل اور دین حق
 دیکر بھیجا ، تاکہ تمام ادیان پر اُس کو غالب
 کر دے ، گو مشرکین اس بات کو پسند نہ
 کریں ، اے اللہ تو راضی ہو ، اور اپنی جنتیں
 نازل کر ، اپنی جو کہ اُوپے گھرانے کے اور
 بڑے پرتلوں والے تھے ، حق جنکا موید
 تھا ، جنگی کنیت عتیق تھی ، جو کہ خلیفہ مہربان
 تھے ، جنگی اصل بہت پاک تھی ، جنکا نام
 سرور کائنات کے نام پاک کے ساتھ مقرون
 اور جنکا جسم حضور کے جسم اطہر کے ہم پیلو
 مدنون ہے ، یعنی امام عادل امیر المؤمنین
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر
 اور ان پر جو کو تاہ حرم اور کثیر العمل تھے
 جنہیں کہ نہ کسی کا خوف لاحق ہونا تھا نہ لغزش
 اُن سے سرزد ہوتی ، اور نہ راہ حق میں وہ

مَنْ شَيْدَا الْإِيمَانِ وَدَتَلِ
 الْقُرْآنَ دَشَّتِ الْقُرْآنِ
 وَضَعَضَمَ الطُّنْيَانَ مُزَيْنِ
 الْحُرَابِ بِأَمَامَتِهِ وَالْقُرْآنِ
 بِتَلَادَتِهِ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ
 وَالْكَرِيمِ السُّعْدَاءِ الْمُسْتَحْيِ مِنْهُ
 مَلِكَةُ الرَّحْمَنِ ذِي النُّورَيْنِ
 إِلَى عَمِيرِ وَعُتْمَانَ ابْنِ عَفَانَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعْنِ الْبَطْلِ
 الْبَهْلُولِ وَزَوْجِ الْبِتُولِ
 وَابْنِ عَمِيرِ الرَّسُولِ وَسَيْفِ
 اللَّهِ لِلْسُّلُولِ قَانِعِ الْبَابِ
 دَهَائِمِ الْآخِرِ أَبِي مَامِ الدِّينِ
 وَوَالِيهِ وَقَاضِي الشَّرْعِ
 دَحَالِمِهِ دَالْتَصِدِّقِي فِي
 الصَّلَاةِ بِمَنَامِهِ مُفِدِي
 رَسُولِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ دَمُظْهِرِ
 الْجَانِبِ الْإِمَامِ أَبِي الْحُسَيْنِ
 عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ السَّبْطِيِّ
 الشَّهِيدِ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ
 دَعْنِ الْعَمِينَ الشَّرِيفَيْنِ الْحَمِيمَيْنِ
 وَالْعَبَّاسِ دَعْنِ الْأَنْصَارِ دِ
 الْمَهَاجِرِينَ دَعْنِ التَّابِعِينَ
 لِقَوْمِ بَاحْسَانِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
 يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ يَا اللَّهُمَّ أَصْلِحْ

کسی طرح تھک سکتے تھے، حق جنگی تارید
 پر تھا، جنہیں فیصلے و تصفیہ کرنا البام ہو چکا
 تھا، جو راہ حق پر تھے، وہ کہ جنکا حکم کئی مرتبہ
 وحی اور آیات قرآنی کے موافق اُترتا یعنی
 امام عادل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ پر اور ان پر جو کہ اسلامی لشکر
 کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے، جو کہ
 عشرہ مبشرہ سے تھے، جنہوں نے کہ ایمان
 کی جڑ کو مضبوط کر دیا، جنہوں نے لشکر
 پھیلانا کفار کی سرکشی مٹادی، جنہوں نے
 کہ بجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے
 اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے
 مزین کیا، جو کہ افضل الشہداء اور اکرم السعداء
 ہیں، جنگی شرم و جیا کا یہ حال تھا، کہ اُن سے
 فرشتے بھی جا کرتے تھے، جنکا لقب ذوالنورین
 تھا یعنی امیر المؤمنین حضرت ابو عمر عثمان بن
 عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور ان پر جو کہ شیر خرا
 زوج بتول اور حضور سرور دعو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے چہرے بھائی تھے، جو کہ گویا
 باری تعالیٰ کی نکلی ہوئی تلوار تھے جنہوں
 نے دروازہ خیبر کو اکھاڑ پھینکا تھا، جو دشمن
 کے لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے
 تھے، جو کہ دین کے امام و عالم اور نماز کا
 پورا حق ادا کر نیوالے شرع کے قاضی و
 حاکم تھے، جو کہ اپنی روح پر فتوح کو حضور

اَلرَّمَامُ وَالْاُمَّةُ وَالرَّحْمٰى وَالرَّعِيَّةُ
 وَالْفَبِّ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ
 وَارْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ
 اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِسِرِّ اَرْوَاْنَا
 فَاَصْلِحْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ
 بِعِيُوْنِنَا فَاَسْتُرْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ
 بِحَوَاِجِنَا فَاَقْضِهَا لَا تَسْرَاْنَا
 حَيْثُ نَهَيْتَنَا وَلَا تَقْضُنَا
 حَيْثُ اَمَرْتَنَا وَاَعِزَّنَا بِالطَّاعَةِ
 وَلَا تَذَلَّنَا بِالْمَعْصِيَةِ وَاَسْغِرْنَا
 بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاَقْطَعْ
 عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا عَنْكَ
 وَاَلْهَمْنَا ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَ
 دَحْنَ عِبَادَتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
 مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءَ
 لَمْ يَكُنْ مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ
 اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
 اَللّٰهُمَّ لَا تَجْنُبْنَا فِى غَفْلَةٍ
 وَلَا تَاْخُذْنَا عَلٰى غَيْرَةِ رَبِّنَا
 لَا تَوَاْخِذْنَا اِنْ تَسِيْنَا اَوْ
 اَخْطَاْنَا اَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
 عَلَيْنَا اِصْرًا لِمَا حَمَلْتَهُ
 عَلٰى الدِّيْنِ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا
 وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
 بِهٖ وَاَعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کرتے
 تھے یعنی منظر العجائب امام عادل امیر المؤمنین
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضور سرور
 کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے
 بسطین الشہیدین الامام الحسن والحسین
 اور آپ کے علم بزرگ حضرت حمزہ اور
 حضرت عباس اور کل مہاجرین و انصار پر
 اور ان پر بھی جو کہ قیامت تک ان کی پیروی
 کرتے رہیں اے پروردگار! امام اور
 امت، حاکم اور محکوم دونوں کو صلاحیت
 نصیب کر، ان کے دلوں میں ایک دوسرے
 کی محبت ڈال، انہیں نیکی کی توفیق دے
 اور ایک دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ
 اے مولا! تو ہمارے مخفی رازوں سے
 مطلع ہے، تو انکی اصلاح کر، تجھے ہمارے
 گناہوں کی خبر ہے، تو انہیں معاف کر،
 تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے، انہیں
 چھپا، تو ہماری ضروری باتوں کو جانتا ہے
 انکو پورا کر، جن باتوں سے تو نے ہمیں منع
 کیا انکے کرنے کا ہمیں موقع نہ دے، اور
 ہمیں توفیق دے، کہ ہم تیرے احکام کے
 پابند رہیں، ہمیں اپنی طاعت و عبادت کی
 عزت نصیب کر، اور گناہوں کی ذلت
 میں ہمیں نہ ڈال، اپنے ماسواے سے
 ہمیں اپنی طرف کھینچنے سے، جو تجھ سے

وَإِذْ حَمَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا
فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكَافِرِينَ -

ہمیں دور کرے، اُسے ہم سے دور کرے
ہمیں اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھلا اور
صبر و شکر کی توفیق دے، اور اطاعت اور

عبادت کرنے میں ہمیں خلوص و یقین نصیب کر، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو کچھ
کہ وہ چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے، اور جو نہیں چاہتا، وہ نہیں ہوتا، کسی کو کچھ طاقت
و قوت نہیں، مگر اُسی کی اعانت سے جو کہ عظمت و بزرگی والا ہے، اُسے پروردگار
ہماری زندگی غفلت کی زندگی نہ کر، اور نہ ہمارے دہوکا میں پڑ جانے سے تو ہم سے
مواخذہ کر، اُسے پروردگار ہم بھول جائیں، یا قصداً ہم سے کوئی خطا ہو جانے، تو ہم
سے تو درگزر فرما، اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال، جتنا کہ تو نے اگلی امتوں پر ڈالا تھا، اُسے
مولا! جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو، اس میں تو ہمیں مجبور نہ کر، ہم سے تو نرمی فرما
اور ہمارے گناہوں کو تو بخشدے، اور اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھے، تو
ہی ہمارا مالک و حقیقی مددگار ہے، تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد کر،

تقریر رکھنے کیلئے ہر مجلس
میں چار سو دو واٹیں ہونا

آپ کی مجلس بو عظام میں دو شخص بغیر
الحان کے بلند آواز سے قرآن شریف
پڑھا کرتے تھے، اور شریف ابو الفتح

ہاشمیؒ بھی آپ کی مجلس کے قاری تھے،

مجلس میں آپ کی تقریر قلب بند کرنے کے لئے چار سو دو واٹیں ہوا کرتی تھیں
اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اٹھ کر لوگوں کے سروں پر کئی قدم ہوا میں چل کر
جاتے، اور پھر اپنے تخت پر واپس آجاتے،

مجلس و عطا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ایک روز حضور غوثیت مآبؒ
کی مجلس میں دس ہزار کے
قریب آدمی جمع تھے، شیخ

علی بن ابی نصر البیہقیؒ بھی آپ کے سامنے بیٹھے تھے، کہ یکایک انکو فریاد آگئی حضرت

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو فرمایا، کہ خاموش ہو جاؤ، یہ فرمانا ہی تھا، کہ لوگ ایسے خاموش ہوئے، کہ سوائے رانسوں کے اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی، پھر حضور غوثیت مآب مہرے اترے، اور شیخ علی بن ابی نصر کے روبرو ادب سے کھڑے ہو گئے، اور بغور ان کی طرف دیکھنے لگے، کچھ دیر کے بعد شیخ علی جاگ اٹھے، حضرت غوث پاکؒ نے ان سے دریافت کیا، کہ کیا آپ نے اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے؟ شیخ نے جواب دیا، ہاں! آپ نے فرمایا، میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے لئے ہی کھڑا ہوا تھا، پھر حضرت غوث پاکؒ نے پوچھا، کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو کوئی وصیت بھی فرمائی، شیخ علی نے جواب دیا، کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کی،

آپ کا فتوے دینا

شیخ عبدالرزاقؒ، شیخ عبدالوہابؒ اور ابوالقاسم عمر بزاز کا بیان ہے، کہ عراق کے سوادیکر بلاد سے بھی حضور غوثیت مآبؒ کے پاس فتوے آیا کرتے تھے، ہم نے نہیں دیکھا، کہ کوئی استفتاء آپ کے پاس ایک رات رہتا ہوتا کہ آپ اسکا مطالعہ فرمائیں، یا اس میں غور و فکر کریں، بلکہ استفتاء کو پڑھتے ہی اسی وقت اس کے ذیل میں جواب تحریر فرما دیا کرتے تھے،

آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتوے دیا کرتے تھے، آپ کے فتاویٰ علمائے عراق پر پیش کئے جاتے تھے، وہ ان کی صحت پر اتنا تعجب نہ کرتے تھے، جتنا کہ آپ کے جواب کی سرعت پر،

امام ابوعلی نجم الدین کہتے ہیں، کہ اپنے وقت میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عراق کے اندر فتاویٰ میں مزح الخلاق تھے، امام موفق الدین بن قدامہ بیان کرتے ہیں، کہ ہم ۵۶۱ھ ہجری میں بغداد کے

اندر آئے، اُس وقت شیخ محمد الدین عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل اور مال و افتاد میں سب سے بڑے ہونے تھے، طالب علموں کو آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کی حاجت نہ تھی، کیونکہ آپ جامع علم و فضل تھے،

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک مرتبہ بلاد بجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا، اس سے قبل یہ فتوے طائے عراق پر پیش ہو چکا تھا، مگر کسی نے بھی اس کا شافی جواب نہیں دیا تھا،

اس کی صورت یہ تھی، کہ حضرات علماء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی، کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا، جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے منفرد ہوگا پس وہ شخص کونسی عبادت کرے، یلینوا تو جروا،

جب آپ کی خدمت میں یہ استفتاء پیش ہوا، تو آپ نے فوراً اس پر تحریر فرمادیا، کہ وہ شخص مکہ معظمہ میں چلا جائے، مطاف اس کے لئے خالی کرادیا جائے اور وہ ایک ہفتہ اکیلا طواف کرے، چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مستفتی اسی روز مکہ معظمہ روانہ ہو گیا،

مدت وعظ و تدریس و افتاء | آپ کے صاحبزادہ حضرت ابو عبد اللہ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میرے

والد بزرگوار ہفتہ میں تین مرتبہ وعظ فرمایا کرتے تھے، جمعہ کی صبح اور سہ شنبہ کی شام کو مدرسہ میں اور یکشنبہ کی صبح کو خانقاہ میں،

آپ نے کل چالیس سال لوگوں کو وعظ فرمایا، جس کی ابتدا ۵۲۱ھ ہجری نورنبہا ۵۶۱ھ ہجری بے، اور تیسویں سال ۵۲۸ھ ہجری سے لیکر ۵۶۱ھ ہجری تک آپ نے درس و تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیا،

اثر وعظ | شیخ عمر کیانی فرماتے ہیں، کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی، کہ جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں، یا قطع

الطریق، ارنہرن، چور، قاتل، قاسق، فاجر، ملحد، زندق، بیدین اور بد اعتقاد لوگ آپ کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتے ہوں،

ایک دفعہ ایک راہب جسکا نام سنان تھا، آپکی مجلس میں آیا، اور آپکے دست مبارک پر اسلام سے شرف ہوا، اس نے عام مجمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا، کہ میں یمن کا رہنے والا شخص ہوں، میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا، میں نے مصمم ارادہ کر لیا، کہ جو شخص ابن یمن میں سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار، متدین متشروع اور افضل ہوگا، میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر دوں گا، میں اسی فکر میں تھا، کہ مجھے نیندا گئی، میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا، اے سنان! تم بغداد جاؤ، اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو، کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہے،

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں، کہ اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ عیسائی آپ کے دست مبارک پر شرف باسلام ہوئے، ان عیسائیوں نے بیان کیا، کہ ہم لوگ نصارے عرب ہیں، ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے، مگر متردد تھے، کہ کس کے ہاتھ پر ایمان لائیں، اسی اثنا میں ہاتھ نے پکار کر کہا، کہ تم لوگ بغداد میں جاؤ، اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو، کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائیگا، اس قدر ایمان تمہارے قلوب میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں،

پانچ ہزار یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام
اور ایک لاکھ فساق و فجار کی توبہ

رحمۃ اللہ علیہم کے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا، اور ایک لاکھ سے زائد فساق و فجار، قاطع الطریق اور بد اعتقاد لوگ تائب ہوئے۔

سینکڑوں مجرم بچے ہیں محرم درگاہ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرہ کفار کو

۱۲ منہ ۲

آپکا استغنا اور اعلیٰ کلمۃ الحق

آپ اعلیٰ کلمۃ الحق میں
 بادشاہ ہو یا فقیر، سب کو نصیحت کی بات بلا خوف و خطر صاف اور کھری سنا دیتے تھے
 امراء کے آگے دست سوال دراز کرنے، انکو حاجت روائی کیلئے کہتے، انکی
 چوکھٹ پر جبین التہائم کرنے اور انکی آستان بوسی کو عین معصیت اور گناہ سمجھتے تھے
 چنانچہ ابو عبد اللہ محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں، کہ میرا والد تیس سال
 تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، انکا بیان ہے کہ اس
 عرصہ میں میں نے دیکھا، کہ نہ تو آپ کا رتیچہ نکلا، اور نہ ہی کبھی بغم، نہ کبھی آپ کے
 جسم پر کتھی بیٹھی، اور نہ ہی کبھی آپ امراء اور وساء کی تعظیم کے لئے اٹھے، نہ کبھی
 آپ سلاطین کے دروازوں پر گئے، اور نہ ہی کبھی ان کے فرش فروش پر بیٹھے،
 بلکہ ان باتوں کو آپ اپنے لئے عذاب اور بلائے ناگہانی سمجھتے تھے، بسا اوقات امراء
 و رؤسا اور وزراء و سلاطین آپ کے در دولت پر آتے اور آپ بیٹھے ہوتے تو اٹھ
 جاتے، اور اپنے گھر میں داخل ہو جاتے، جب یہ لوگ بیٹھ جاتے تو اس کے بعد آپ اندر
 سے تشریف لاتے، یہ آپ اس لئے کرتے، تاکہ آپ کو انکی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہونا پڑے
 جب آپ ان لوگوں کے پاس آتے، تو ان سے سخت کلامی سے ہمیش آتے، انکو
 پند و موعظت کرتے، وہ لوگ آپ کے ہاتھ چومتے اور نہایت تواضع اور عجز و انکساری
 سے آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کر کے بیٹھ جاتے،

اگر آپ خلیفہ کو نامہ وغیرہ دیکھتے تو اسے مندرجہ ذیل الفاظ میں تخریر کیا کرتے
 کہ عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے، یا تم پر اس کا حکم نافذ اور اس کی اطاعت واجب
 ہے، وہ تمہارا پیشوا اور تم پر محبت ہے۔

جب خلیفہ کے پاس یہ نامہ پہنچتا، تو وہ اسے چومتا اور انکھوں سے لگاتا، اور کہتا،
 کہ بیشک شیخ بالکل صحیح درست بجا اور پرہیز فرماتے ہیں،

ابراہیم الداری نے بیان کیا ہے، کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد
 آپکی ہیبت کو تشریف لیجاتے، تو لوگ سڑکوں پر آپ سے دعا کرتے، یا
 آپکی برکت سے دعا مانگنے کیلئے کھڑے رہتے، جب آپ گذرتے، تو لوگ آپکی ہیبت سے

کاٹنے لگتے ،

ایک روز جامع مسجد میں آپکو چھینک آئی ، لوگوں نے آپکی چھینک کا جواب دیتے ہوئے یَرْحَمُكَ اللهُ وَيَرْحَمُكَ کہا ، تو لوگوں کی آواز سے تمام مسجد گونج اٹھی ، حتیٰ کہ مسجد میں جس جگہ خلیفہ المستنجد بائند بیٹھا کرتا تھا ، وہاں تک اس کی آواز پہنچی ، خلیفہ نے حیرانی و استعجاب سے پوچھا ، کہ یہ کیسی آواز ہے ؟ لوگوں نے کہا ، کہ حضور غوثیت مآب کو چھینک آئی ہے ، یہ سنکر خلیفہ پر خوف طاری ہو گیا ،

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے احترام کا اندازہ ذیل کی چند آپکا احترام مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے ،

(۱) حضرت شیخ علی بن ابی نصر البستی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ، کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد گیا ، وہاں میں نے آپکو اپنے مدرسہ کی چھت پر صلوات لٹھکے پڑتے پایا ، اچانک خلا میں جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا ، تو مجھے رجال غیب کی چالیس صفیں دکھائی دیں ، جن میں سے ہر ایک صف میں قریباً ستر ستر شخص تھے ، ہر ایک شخص کھڑا تھا ، میں نے ان سے کہا ، کہ تم بیٹھتے کیوں نہیں ؟ انہوں نے کہا ، کہ جب تک قطب وقت نماز سے فارغ ہو کر ہمیں اجازت نہ دیں گے ، ہم ہرگز نہ بیٹھیں گے ، کیونکہ وہ ہمارے سردار ہیں ، انکا قدم ہماری گردنوں پر ہے ،

جب اپنے سلام پھیرا ، تو سب نے بڑھکر آپ کو سلام کیا ، اور آپکے ہاتھوں کو بوسہ دیا (۲) شیخ علی بن ابی نصر البستی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کبار کے ساتھ زریران سے حضور غوثیت مآب کی زیارت کو آیا کرتے تھے ، جب وہ بغداد کے قریب پہنچتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے ، کہ دریائے دجلہ میں غسل کر لو ، اور بعض دفعہ خود بھی ان کے ساتھ غسل کرتے ، پھر ان سے فرماتے ، کہ اپنے دلوں کو صاف کرو ، اور خطرات کو روکو ، کیونکہ ہم سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کو ہیں ،

جب آپ بغداد میں داخل ہوتے ، تو لوگ آپ سے ملتے ، اور آپکی طرف بھاگ کر آتے ، مگر آپ ان سے فرماتے ، کہ شیخ عبدالقادر کی طرف بھاگو ، جب آپ حضور غوثیت

مآب کے مدرسہ کے دروازہ پر پہنچے، تو اپنا پاؤں اُتار دیتے، اور توقف فرماتے، جب حضور آپ کو پکارتے، تو آپ خدمت میں حاضر ہوتے،

(۳) حضرت شیخ ابو حفص عمر بن شیخ عبدالرحمن طفسوخی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار ایک دفعہ جمعہ کی دن گھر سے نکلے، تاکہ خچر پر سوار ہو کر نماز جمعہ کیلئے جائیں، آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا، پھر نکلا، اور کچھ دیر زمین پر کھڑے رہے، پھر سوار ہو کر جامع مسجد کو تشریف لیگے،

جب نماز ہو چکی، تو میں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا، آپ نے فرمایا، کہ اُس وقت بغداد میں حضور غوثیت مآب چلتے تھے، کہ خچر پر سوار ہو کر جامع مسجد کو جائیں میں نے بمقتضائے ادب نہ چاہا، آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل زمانہ پر مقدم کیا ہے،

(۴) شیخ ابو عمر عثمان صریفی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ بقا بن بطو، شیخ علی بن ابی نصر البستی، اور شیخ ابو سعد قیلوی، حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں جب آتے، تو اس کے دروازہ میں جھاڑو دیتے، اور چھڑ کاؤ کیا کرتے تھے، اور شیخ علیہ الرحمۃ کے پاس بغیر اجازت نہ جایا کرتے تھے، جب حاضر خدمت ہوتے، تو شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے کہ بیٹھ جاؤ، وہ عرض کرتے کیا ہمارے لئے امان ہے؟ شیخ فرماتے، کہ ہاں تمہارے لئے امان ہے، پس وہ ادب سے بیٹھ جاتے اسی طرح شیخ ابو عمر و مذکور بیان کرتے ہیں کہ میں نے اکثر مشائخ عراق کو دیکھا، کہ جب وہ حضور غوث پاک کے مدرسہ یا خانقاہ کے پاس پہنچتے، تو آستانہ مبارک کو بوسہ دیتے،

آپ کا لقب محی الدین ہونے کی وجہ

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا، کہ حضور کا لقب محی الدین کس طرح ہوا، اس کے جواب میں حضرت نے اپنا ایک مکاشفہ بیان کیا، کہ ایک روز میں سیر و سیاحت کیلئے بغداد سے باہر گیا ہوا تھا، جب واپس آیا، تو کیا دیکھتا

۱۲۵۸ ہجری

ہوں، کہ راستہ میں ایک شخص بیمار، زندگی سے لاچار، خستہ و خراب حال میرے سامنے
 آکھڑا ہوا، اور ضعف و ناپاقتی کے سبب زمین پر گر پڑا، اور عرض کرنے لگا، کہ اے میرے
 سردار! میری دستگیری کر، اور میرے حال پر رحم فرما، اپنے دم سبجانفس سے مجھ پر
 پھونک، تاکہ میری حالت درست ہو جائے، میں نے اسپر دم کیا، دم کرنا ہی تھا، کہ وہ
 پھول کی مانند تروتازہ ہو گیا، اُس کی لاغری کا فور ہو گئی، اور جسم میں فزہی اور توانائی
 آگئی،

اس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا، کہ اے عبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو، میں نے
 کہا، نہیں، وہ بولا، میں تیرے نا، حضرت محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اب مجھے اللہ تعالیٰ نے
 تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے، تو محی الدین ہے، تو مردہ دین کو زندہ
 کرنے اور اس میں نئی زندگی ڈالنے والا ہے، تو دین کا مجدد و اعظم اور اسلام کا مصلح
 اکبر ہے،

میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا، راستہ
 میں ایک شخص برہنہ پا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا، اور باواز بند بولا، سیدی محی الدین
 بعد ازاں میں مسجد میں آیا، اور دو گانہ ادا کیا، میرا سلام پھیرنا ہی تھا، کہ خلقت مجھ پر
 ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی، اور کانوں کو گنگ کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین
 محی الدین پکار لے لگی، اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا،
 حقیقت بھی یہی ہے، کہ حضور غوثیت مآب نے دین اسلام اور رسول پاک
 کی وہ محیر العقول خدمات سر انجام دیں، جنکو دیکھ کر آج حلقہ گو شان اسلام محو حیرت
 اور انگشت برنداں ہیں،

آپ کی تجدید دین، آپ کی صحبت کا شرا، ارشاد و تربیت، اشاعت اسلام، ایمان
 دین اور تعلیم و تلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کی طرح
 واضح ہوتی ہے، کہ آپ کا یہ کشف بالکل صحیح اور مکاشفہ آیتہ تھا،

آپ کے منکر میں

آپ کے ہم عصر علماء و مشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جو مدت العمر آپ کے فضائل سے منکر رہا ہو، ہاں علماء کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتدا میں آپ کی مخالفت کی، معاندت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا، لیکن بعد میں تائب ہو کر انہوں نے آپ سے معافی مانگی، اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے،

علامہ ابن جوزی کا رجوع | امام ابو الفرج عبدالرحمن معروف بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے

جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا، علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں، چنانچہ موضوعات تلبیس ابلیس، منتظم فی تاریخ الامم، تلخیص فہوم الاثرۃ فی التاریخ والیسیرۃ اور لفظ المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلدان کا قول ہے، کہ ابن جوزی کی

تصنیفات اعاطہ و اندازہ خیال سے باہر ہیں

بعض مورخین کا قول ہے، کہ ابن جوزی نے انتقال کی وقت وصیت فرمائی

تھی، کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، ان کا تراشہ میرے حجرے میں ہے مرنے کے بعد چھکو نہلاؤں، تو غسل کیلئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا، پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ پچ رہا،

علامہ ابن جوزی شہہ ہجری میں پیدا ہوئے، اور شہہ ہجری میں بغداد کے

اندو اپنے انتقال فرمایا، اور باب الحرف میں مدفون ہوئے،

علامہ موصوف حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر تھے، اہل ظاہر

کو چونکہ بوجہ نا فہمی یا غلط فہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے، اسلئے

علامہ ابن جوزی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اسرار کو خلاف

ظاہر شریعت جان کر انکار دہکتے اور طعن و تشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے،

بسا اوقات تو آپ کے حق میں سخت و سست اور دل شکن الفاظ بھی کہ جایا کرتے

تھے،

علامہ ابن جوزیؒ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ و صوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو باعتبار فلسفہ و تصوف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں، ان کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے، اور جنکا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے، جن میں سے ایک کتاب "قواعد الطريقة فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ" سید احمد زونی کی تصنیف سے ہے،

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ذکر اپنے رسالہ مدح البحرین میں کیا ہے، علاوہ ازیں عبد اللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے،

الغرض علامہ ابن جوزیؒ عرصہ تک حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ سے منحرف رہے، لیکن آخر میں انکو معلوم ہو گیا، کہ وہ غلطی پر ہیں، اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہر و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں، کہ حرم شریف میں ایک سالہ میری نظر سے گذرا، جس میں لکھا تھا، کہ بعض علماء و مشائخ عصر ابن جوزیؒ کو حضور غوثیت مآب کی خدمت میں لے گئے اور طلبِ عفو کی، آپ نے معاف کر دیا،

علامہ ابن جوزی کے رجوع کا واقعہ قلائد الجواہر اور زیجۃ الاسرار میں یوں مذکور ہے کہ ایک دفعہ حافظ ابو العباس احمد علامہ ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوثیت مآب کی مجلس میں حاضر ہوئے، اسوقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مشغول تھے، قادی نے ایک آیت پڑھی، اور آپ نے اس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے، گیارہ وجوہات تک حافظ ابو العباس ہر وجہ پر ابن جوزی سے دریافت کرتے گئے، کہ کیا یہ وجہ آپ کو معلوم ہے، اور آپ اثبات میں جواب دیتے گئے،

اس کے بعد اپنے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں، اور ہر ایک وجہ کو

اُس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے، اور حافظ ابو العباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر فنی میں جواب دیتے رہے، کہ مجھے اسکا علم نہیں، آخر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتِ علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے، کہ ہم قائل کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اس کے بعد اپنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا

ایک اہم بحث حضور غوثیت تائب کا فرمان قَدَّمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَدِيٍّ لِلَّهِ

روایت اور زواۃ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ فرمان کثرت کے ساتھ آپ کے معاصر کا بر مشائخ سے مروی ہے، چنانچہ شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی الجیلانی البغدادی نے سن ۶۱۲ ہجری میں بغداد کے اندر شیخ محمد بن علی البسکی نے سن ۶۲۱ ہجری میں اور فقیہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ کے اندر، شیخ ابو محمد عبداللہ البغدادی اور شیخ ابو بکر عبداللہ بن نصر التیمی البکری نے سن ۶۶۴ ہجری میں اور حافظ ابو العزیز المغیث بن حرب البغدادی الحنبلی نے سن ۵۷۲ ہجری میں بغداد کے اندر بیان کیا، کہ ایک دفعہ ہم آپکی ایک مجلس وعظ میں جو محلہ حلبہ کے اندر آپکے مہمان خانہ میں منعقد ہوئی تھی، حاضر تھے، اس مجلس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ دوران وعظ میں فرمایا تھا

قَدَّمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَدِيٍّ لِلَّهِ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے
مشائخ کا سر تسلیم خم کرنا | یہ سنکر شیخ علی بن ابی نصر البہی اٹھے، اور رکھ لیا، اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں خم کر دیں،

سنہ پہنچو مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۱۲ھ

اس مجلس میں عراق کے قریباً تمام مشائخ موجود تھے، جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں،

- (۱) شیخ علی بن ابی نصر البیتیؒ (۲) شیخ بقا بن بطوؒ (۳) شیخ ابوسعید قیلویؒ (۴) شیخ موسیٰ بن مابینؒ، شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردیؒ
- (۵) شیخ ابوالکرمؒ (۶) شیخ ابوالعباس احمد بن علی جو سنقی صصریؒ (۷) شیخ ماجد الکردیؒ (۸) شیخ ابو حکیم بن نہروانیؒ (۹) شیخ عثمان القرظیؒ
- (۱۰) شیخ مکارم الاکبرؒ (۱۱) شیخ مطر البازرانیؒ (۱۲) شیخ جاگیرؒ (۱۳) شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبرؒ (۱۴) شیخ صدقہ بن محمد البغدادیؒ (۱۵) شیخ یحییٰ المرعشیؒ (۱۶) شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجونیؒ (۱۷) شیخ ابو عبد اللہ محمد القزوینیؒ (۱۸) شیخ ابو عمر و عثمان البطاحیؒ (۱۹) شیخ قصب ابان موصلیؒ (۲۰) شیخ ابوالعباس احمد الیہانیؒ (۲۱) شیخ ابوالعباس احمد القزوینیؒ (۲۲) شیخ داؤدؒ (۲۳) شیخ ابو عبد اللہ محمد الخالصؒ (۲۴) شیخ عثمان بن احمد العزاقی الشوکیؒ (۲۵) شیخ سلطان المرزینؒ (۲۶) شیخ ابو بکر الشیبانیؒ (۲۷) شیخ ابوالعباس احمد بن الاستاذؒ (۲۸) شیخ ابو محمد احمد بن عیسیٰ معروف بالکوحیؒ (۲۹) شیخ مبارک بن علی الجمیلیؒ (۳۰) شیخ ابوالبرکات ابن سعدان عراقیؒ (۳۱) شیخ عبد القادر بن حسن البغدادیؒ (۳۲) شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر خیری عطارؒ (۳۳) شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی المعالیؒ (۳۴) شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعودؒ بزارؒ (۳۵) شیخ شہاب الدین عمر السہروردیؒ (۳۶) شیخ محمود بن عثمان نعالؒ (۳۷) شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصر الغزالیؒ (۳۸) شیخ ابو محمد حسن الفارسیؒ (۳۹) شیخ ابو محمد علی بن ادیس الیعقوبیؒ (۴۰) شیخ ابو حفص عمر الکیہانیؒ (۴۱) شیخ ابو بکر المرزینؒ (۴۲) شیخ جمیل

سے ان سب حضرات کے اسمائے گرامی جو اسرار و تقاضا الجواہر میں مذکور ہیں ۱۲ مندرجہ
تھے یہ شیخ ابوالعباس احمد القزوینی کے سارکرتھے، یہ نماز پنجگانہ کے مظاہرین پڑھارتے تھے، ملاحظہ ہو تقاضا
مندرجہ سے بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ رجال الغیب سیدہ سے تھے، ملاحظہ ہو تقاضا ۱۲ مندرجہ

صاحب الخطوة والزرقعة (۴۴) شیخ عثمان الصریغینی (۴۴) شیخ
ابوالحسن الجوسقی (۴۱) شیخ ابو محمد الحری (۴۵) قاضی ابوالعلی الغری
وغیر ہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ان سب حضرات مشائخ کرام نے بھی اس وقت اپنی اپنی گردنیں جھکادی تھیں
ماضی اوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اویسائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت
گردنیں جھکادی تھیں، چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ میں
شیخ عبید الرحمن طفسوخی نے طفسوخی میں، شیخ محمد بن موسیٰ بن عبید اللہ بصری
بصرہ میں، شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران میں، شیخ سوید بخاری نے بخاری میں، شیخ
امان دمشقی نے دمشق میں، شیخ ابو بدین نے مغرب میں، شیخ عبدالرحیم قنادی نے قنادی
میں، اور شیخ عدی بن مسافر نے باس میں اسی تاریخ کو اسی وقت روحانی قوت اور
مکاشفات سے معلوم کر کے اپنی اپنی گردنیں خم کر دی تھیں،

غرض تین سو تیرہ اویسائے اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات میں حضور غوثیت
مآب کے اس ارشاد پر اپنی جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے، حرین
شمریفین میں سترہ نے، عراق میں ساٹھ نے، عجم میں پالیس نے، شام میں تیس
نے، مصر میں بیس نے، مغرب میں ستائیس نے، یمن میں تیس نے، حبشہ میں
گیارہ نے، سد یا جوج ماجوج میں ساٹھ نے، کوہ قاف میں بیستائیس نے
وادی سمراندیپ میں ساٹھ نے، اور جزائر بحر محیط میں چوبیس نے

اولیائے وقت اور رجال الغیب
کا آپ کو مبارک باد دینا
شیخ ولولہ الارمنی بیان کرتے ہیں، کہ
جب حضرت غوث اعظم رحمۃ
اللہ علیہ نے قدیمی ہندو
علی رجبہ کلّ ولی اللہ فرمایا، تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہو ایں
ڈرتی ہوئی نظر آئی، یہ جماعت آپ کی طرف آ رہی تھی، حضرت خضر علیہ السلام

کہ میاں کہہ بیوہ مصر میں آگے پر کھابے، ۱۱۱۱ء میں حرین موصل شام کے راستہ روم سے جو دریائے
فرات پر واقع ہے، تین دن کی مسافت پر پہنچے، جیسا کہ ہم بلبلون میں لکھا ہے، ۱۱۱۱ء میں سیدنا ایک مشہور
شہر، جو موصل سے تین دن کی مسافت پر ہے، اکتالیس بلبلون میں ۱۱۱۱ء میں دیکھو جو صفت ۱۱۱۱ء میں

خنے انکو آپ کی خدمت میں حاضر ہونیکا حکم دیا تھا، جب آپ یہ فرما چکے، تو تمام اویسائے کرام نے آپ کو مبارکباد دی، اس کے بعد اویسائے کرام کی طرف سے آپ کو یہ خطاب سنایا،

يَا مَلِكَ الزَّمَانِ وَيَا إِمَامَ الْمَكَانِ
يَا قَائِمًا يَا مِيرَ الرَّحْمَنِ وَيَا وَاوَرِثَ
كِتَابِ اللَّهِ وَنَائِبَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا مَنْ
لِلسَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
مَنْ أَهْلُ وَقْتِهِ كُلُّهُمْ عَابِلَتُهُ
يَا مَنْ يُنْزِلُ الْقَطْرَ بِدَعْوَتِهِ
وَيُدْرِي الضَّرْعَ بِبَرَكَتِهِ وَلَا
يُخْضِرُونَ عِنْدَهُ الْأَمْنِكَةَ
رُؤْسَهُمْ وَتَقِفُ أُنْعِيْبُهُ بَيْنَ
يَدَيْهِ أَرْبَعِينَ صَفَاكُلُ حَبِيبٍ
سَبْعُونَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِي كِفِّهِ
إِنَّهُ أَخَذَ مِنَ اللَّهِ مَوْثِقًا أَنْ
لَا يَمُكَّرَ بِهِ وَكَانَتْ الْمَلِكَةَ
تَمِيثِي حَوَائِيهِ وَعُمُرُهُ عَشْرٌ
سِنِينَ وَتَبَشِيرُهُ بِالْوَلَايَةِ

اے بادشاہ، اے امام وقت، اے قائم بامر الہی، اے وارث کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے وہ شخص کہ آسمان وزمین گو یا اسکا دسترخوان ہے، اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل و عیال، اے وہ شخص جس کی دعا سے پانی برستا ہے، جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے، جس کے روبرو دیوار ہر جھکائے ہوئے ہیں، جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں جن کی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں، جس کی تمبیلی میں لکھا ہوا ہے، کہ میں نے خدا تجھ سے ہمہدیا ہے، کہ وہ میرے ساتھ کمرہ کریگا، اور جس کی دس سالہ عمر میں ملاکہ اسکے ارد گرد پھرتے تھے، اور اسکی ولایت کی خبر دیتے تھے،

تاج غوثیت اور ابدال کا اعتراف شیخ مطر کا بیان ہے، کہ مجھ سے شیخ محمد الحامص اور شیخ

احمد العزنی کے روبرو شیخ حکام نے فرمایا، کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں، کہ جس روز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قدسی ہدیہ علی دقبة کلّ ولیّی اللہ فرمایا تھا، اُس روز روضے زمین کے تمام اویسائے نے مسایبہ کیا، کہ قطیبت کا علم آپ کے سامنے گاڑا گیا، اور غوثیت کا تاج جو شریعت و حقیقت کے نقش و

ہار سے مرین تھا، آپ کے سر پر رکھا گیا ہے،

یہ دیکھ کر دسوں ابدالوں نے آپ کے فرمان کے سامنے تسلیم خم کر دینے سے
شیخ مطر کہتے ہیں، کہ میں نے شیخ مکارم سے پوچھا، کہ وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو
آپ نے فرمایا، کہ وہ دس ابدال یہ ہیں:—

(۱) شیخ بقا بن بطون (۲) شیخ ابو سعید اقیلوی (۳) شیخ علی بن سینی، (۴)

شیخ عدی بن مسافر (۵) شیخ موسیٰ الزودی (۶) شیخ احمد بن رفاعی

(۷) شیخ عبد الرحمن الطفسونجی (۸) شیخ ابو محمد عبد البصری (۹) شیخ

حیات بن تیس الحزالی (۱۰) شیخ ابو مدین المغربي

کیا آپ کا یہ فرمان بامر الہی تھا؟

حضور غوثیت ماب کے اس فرمان کے متعلق آپ کے بہت سے ہمصر اکابر
مشائخ سے بکثرت روایات منقول ہیں، کہ آپ کا یہ فرمان بامر الہی تھا،

پہلی روایت | چنانچہ شیخ عدی بن ابی البرکات صحیر بن صحیر بن مسافر
بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی

بن مسافر سے پوچھا، کہ کیا آپ کو معلوم ہے، کہ اس سے قبل حضرت غوث اعظم کے

سوا کسی اور نے بھی یوں کہا ہے، کہ ”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پہ ہے“

آپ نے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا، اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، اس

سے محض مقام فردیت مراد ہے، میں نے کہا، کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا

”ہاں“ گزرجہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم

نہیں ہوا، پھر میں نے عرض کیا، کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے

فرمایا، بے شک آپ کو امر ہوا تھا، اور امر ہی کی وجہ سے اولیاء اللہ نے گردنیں خم کر

دی تھیں، اور یہ ہوا! ملائکہ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو تب ہی سجدہ کیا تھا، جبکہ

بارتعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا،

۱۲ مندرجہ

دوسری روایت | اسی طرح شیخ ابراہیم الاغرب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی البطارکی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قذیہ ہڈیاں علی رقبۃ کل ذی اللہ کہا ہے، تو کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا، بیشک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے

تیسری روایت | شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن محمد العسقلانی علیہ الرحمۃ سے آپ کے اس قول قذیہ ہڈیاں علی رقبۃ کل ذی اللہ کے معنی پوچھے گئے، تو شیخ موصوف نے فرمایا کہ اس سے آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے، کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا،

چوتھی روایت | اسی طرح شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، کہ کیا حضور غوثیت مآب نے یہ بات بامر الہی کہی تھی، کہ میرا یہ قدم ہر ذی اللہ کی گردن پر ہے، تو آپ نے فرمایا، کیوں نہیں، بیشک انہوں نے حکم الہی کہی تھی،

پانچویں روایت | حضرت شیخ ابواسحق ابراہیم بن شیخ عارف ابو الحسن رفاعی بطارکی مشہور بہ اغرب بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد نے شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا، کہ کیا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہ میرا قدم ہر ذی اللہ کی گردن پر ہے، حکم الہی کہی تھی، انہوں نے کہا بیشک آپ نے بامر الہی کہی تھی،

اسی طرح شیخ علی بن ولایتی اور شیخ حیات بن قیس خرائی سے روایات مروی ہیں جو بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں، کہ آپ کا یہ فرمان بامر الہی تھا،

اس قول کا صحیح مفہوم

مذکورہ روایات کے بعد یہ بات تو بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے، کہ حضرت غوث

رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح ہے، کیونکہ اس سے بہت دور تھا، جیسا کہ صراح میں لکھا ہے ۱۲ مندرجہ

اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قدیمی ہدیہ علی ذقبتہ کلّ قبلی اللہ بامرہی فرمایا تھا، کیونکہ جلیل القدر عارفان حقیقت اور عظیم المنزلت اکابر مشائخ اسکو تسلیم کرتے ہیں، اب بحث طلب امر یہ ہے، کہ آپ کے اس ارشاد کے صحیح معنی کیا ہیں؟ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر حلقہ گوشان آپ کے حق میں بہت غلو کرتے اور محبت میں افراط سے کام لیتے ہیں، یہ لوگ اولیائے متقدمین و متاخرین کو اس حکم میں داخل کرتے ہیں، جو خلاف صواب ہے، بلکہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، اولیائے متقدمین کے حق میں کیسے جائز ہو سکتا ہے جن میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی شامل ہیں جنکی فضیلت احادیث سے تمام اولیاء اللہ پر ثابت ہے، اور اولیائے متاخرین میں بھی کیسے جائز ہو سکتا ہے، جنہیں حضرت ہمدی علیہ السلام بھی شامل ہیں، جنکے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیکر اُنت کو اُنکے وجود کی خوشخبری دی ہے، اور اُن کے حق میں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے، اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم نبی ہیں، یہ صرف میرا ہی خیال نہیں، بلکہ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے بھی اس حکم کو صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کیا ہے،

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے شرح فتوح الغیب قادسی کے دیباچہ میں لکھا ہے، کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں، کہ

باید دانست کہ ایں حکم مخصوص	جاننا چاہیے، کہ یہ حکم صرف اسی وقت
باولیائے آن وقت است	کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے
اولیائے ما تقدم و ما تاخر ایں	اولیائے متقدمین و متاخرین اس
حکم خارج اند،	حکم سے خارج ہیں،

لہ بعض نے یہ بھی لکھا ہے، کہ یہ سُکری حالت کے کلمات تھے، چنانچہ عوارف العارف میں شیخ شہاب الدین عمر سروردی جو حضرت غوث اعظم کے محرم اور صاحبوں میں سے تھے، لکھتے ہیں کہ یہ حالت سُکریہ کے کلمات تھے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مندرج

اب رہ گئے قدم کے معنے، سواس کے متعلق شیخ محمد بن
 قدم کے معنے | تیجیے التادنی الخنبلی مصنف قلائد الجواہر اپنی کتاب میں
 لکھتے ہیں کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنے مراد نہیں، بلکہ مجازی مراد ہیں، چنانچہ شان
 ادب ہی اسی امر کی معنی ہے،

قدم سے مجازاً طریقہ ہی مراد ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے،
 فَلَانٌ عَلَى قَدَمِ حَمِيدٍ آفٍ یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ
 طَبِيقَةُ حَمِيدًا حمید پر ہے،

اب آپ کے اس قول تَدْرِي هَذَا عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ ذِي لُحْيَةٍ کے معنے واضح ہو
 گئے، کہ آپ کا طریقہ، آپ کے فتوحات اپنے وقت کے تمام اولیاء کے طریقوں
 اور فتوحات سے اعلیٰ وارفع اور انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے،
 شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام نے بھی آپ کے اس قول کو اولیائے
 وقت کے ساتھ مخصوص کر کے اسکا ہی معنے لکھا ہے، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْقَوَابِ

آپ کے ازواج

حضرت شیخ شہاب الدین عمر مہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف المعارف
 کے گیارہویں باب میں فرماتے ہیں، کہ حضور غوثیت مآب سے کسی نے دریافت کیا
 کہ حضرت! آپ نے نکاح کیوں کیا؟ تو آپ نے فرمایا، کہ بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا، لیکن
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم نکاح کرو،
 نیز آپ سے منقول ہے، کہ آپ نے فرمایا، کہ مدت سے میں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا
 تھا، مگر اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، کہ میرے اوقات
 میں کہ ورت پیدا ہو جائے گی، عرصہ تک میں اپنے اس ارادہ سے باز رہا، مگر کہاں
 تک؟

كُلُّ أُمَّرٍ مَّرْهُونٌ بِأَوْقَاتِهِمَا ہر کام کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے

جب یہ وقت آیا، تو خدا تعالیٰ نے مجھے چار ازواج عنایت کیں، جن میں سے
 ہر ایک مجھ سے کمال محبت رکھتی تھی،
 آپ کی بیبیاں بھی آپ کے روحانی فیوضات و کمالات سے فیض یاب تھیں
 چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ نبید الجبار رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے متعلق
 بیان کرتے ہیں، کہ جب میری والدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں، تو وہاں شیخ
 کی طرح سے روشنی ہو جاتی تھی، ایک دفعہ ایسے موقع پر میرے والد ماجد بھی آئے
 جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی، تو وہ روشنی معدوم ہو گئی، آپ نے ان سے
 فرمایا، کہ یہ روشنی شیطان کی تھی، اس لئے میں نے اُسے معدوم کر دیا، اور اب میں
 اسے روشنی رحمانی سے تبدیل کئے دیتا ہوں،
 اس کے بعد جب میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں، تو وہ
 روشنی چاند کی روشنی کی طرح معلوم ہوتی تھی،

وصال پر ملال

الغرض حضور غوثیت مآب نے اپنی عمر کے ابتدائی سترہ سال تو اپنے مولد و مکن
 میں گزارے، نو سال بغداد شریف کے اندر علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل
 میں سر توڑ محنت کی، پچیس سال عراق کے جنگلوں، بیابانوں اور ویران مقامات
 میں ریاضاتِ کاملہ اور مجاہداتِ شاقہ سے منازلِ سلوک طے کئے، اور پھر آپ عالیس
 سال تک ارشاد و تلقین، اعلائے کلمۃ الحق، اور اصلاح خلق میں مصروف رہ کر
 گمراہانِ یادیہ ضلالت کو ہدایت و حکمت کی راہ پر لائے،
 جب آپلی عمر اکانوے برس کے قریب ہوئی، تو محبت ذاتِ الہی نے کشش
 فرمائی۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے، کہ آفتابِ غوثیت اسی دن غروب ہوا، جس دن آفتاب
 نبوت غروب ہوا تھا، سو موار کا دن حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

بہ تلامذہ الجواہر طاہرہ ص ۲۲ مندرج

وصال پر طال کا دن تھا، اسی دن اپنے گیارہ ماہ ربيع الثانی ۱۱۵۰ھ ہجری کے اندر ۹۱ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا،

مشہور ہے، کہ وفات سے پیشتر ہی حضور غوثیت ثاب کو اپنے ارتحال کا پتہ لگ گیا تھا، چنانچہ جب اپنے گھر والوں کو خبر دی، تو سننے ہی سب کے روز گئے کھڑے ہو گئے، اجسام پر لرزہ طاری ہو گیا، ماہی بے آب کی طرح سب کے سب خاک پر لوٹے آہ و نالہ اور گریہ وزاری کرنے لگ گئے،

الغرض آپ کی طبیعت طویل ہو گئی، اور آٹھ ماہ ربيع الآخر میں مرض نے طول کھینچا، آخر گیارہ ربيع الثانی کو وہ وقت قریب آ پہنچا، جبکہ حضرت کی روح مبارک عالم بالا کو پرواز کرنے کو تیار ہوئی،

دو شنبہ گیارہ ربيع الآخر کو حضرت عزرائیل علیہ السلام بشکل اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو ایک لورانی مکتوب دکھلایا، جس میں لکھا تھا،

يَصِلُ هَذَا الْمَكْتُوبُ مِنْ
الْحَبِيبِ إِلَى الْمَحْبُوبِ كُلِّ نَفْسٍ
فَانْقَضَ الْمَوْتُ
یہ خط محبت کی طرف سے محبوب کو پہنچے، ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ضروری ہے،

وصال سے پیشتر حضرت نے تازہ غسل کیا، اور نماز عشا ادا کی، اور دیز تک سر سجدہ رہے، تمام گھر والوں اور اراکین مندوں کے لئے دعا مانگی اور کئی مرتبہ پڑھا،

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ احْرَمِ
لَحْمَهُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللَّهُمَّ تَجَاوِزْ عَنِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اے خدا! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے، اے اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر، اے مولا! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درگزر کر،

جب سجدہ سے سر اٹھایا، تو غیب سے ایک ندا آئی،

لے جس نے آپ کی بیخ وفات ۹-۱۲-۱۵-۲۰ ربيع الثانی ہی کسی ہے، اگر یہ خلاف صواب ہے، کیونکہ تو اتر کے ساتھی گیارہ ربيع الثانی ثابت ہے، اور دوسرے بلاد اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں آپ کے عقیدت مندوں اسی تاریخ کو سالانہ ۲۰ شریف کا ختم دلاتے ہیں، داعی اعظم بالصواب ہمامند

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الطَّمِيئَةُ
ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي
عِبَادِي وَأَدْخُلِي جَنَّتِي

اے نفس مطمئنہ، اپنے پروردگار کی طرف
لوٹ چل، تو اس سے راضی ہے، اور وہ
تجہ سے راضی ہے، پس میرے بندوں میں
شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا

یہ شکر حضور غوثیت مآب بستر پر دراز ہو گئے، اور سکرات الموت کے وقت یہ
کلمات زبان مبارک سے نکالے،

إِسْتَعْنْتُ بِإِلَهِهِ إِلَّا اللَّهُ
الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَخْشَى
سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ
وَتَهَرَّأَ الْعِبَادَ بِالمَوْتِ كَالْإِلَهِ
إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

میں مدد لیتا ہوں، اُس رب العزت سے
جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو
زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے، اور نہ خوف
پاک ہے، وہ جو قدرت سے باعزت ہے
جو بندوں پر موت طاری کرنے میں قابض ہے

نہیں ہے، کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ اس کے رسول ہیں،

یہ کہتے ہی روح مبارک نے اعلیٰ علیین کی طرف توجہ فرمائی اور فتنہ آنکھوں
کی تپلی چڑھ گئی، ناک کا ہانسا پھر گیا، پیشانی پر موت کا ٹھنڈا پسینہ آگیا، اور رخساروں
پر نور کی شعاعیں پھیل گئیں،

گشتگانِ خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جانے دیگر است

آہ! وہ شمع جس پر لاکھوں پروانے فدا ہو رہے اور اپنے
تن من کو نثار کر رہے تھے، آنا فانا گل ہو گئی، وہ چرخ
جس کی روشنی سے غریب مسلمانوں کا اندھیرا گھر منور تھا، یک
لخت بجھ گیا، وہ ماہتاب جس کی ضو پاستی گم گشتگانِ راہ
کو خضر راہ کا کام دیتی تھی، فوراً بدلی کے نیچے آ کر چھپ
گیا، وہ آفتاب جس کی منور شعاعوں اور روشن کرنوں نے
اقطابِ عالم کو چمکا رکھا تھا، دیکھتے دیکھتے غروب ہو گیا، آہ!

چھپ گیا رُوئے جہاں سے ماہتابِ قادری
یعنی جنت کو سد مارے وہ جنابِ قادری
رُوئے عالم پر اندھیری چھا گئی، رات آ گئی
جب گیا مغرب میں روشن آفتابِ قادری
چشمِ پرِ نغم سے ہزاروں بہ پڑے دریائے اشک
جوشِ زنِ دل پر ہوا، جب اضطرابِ قادری

اس سانحہ عظیمہ اور اس حادثہ کبریٰ کی اطلاعِ دفعۃً باہر پہنچی، اود ہزار کی طرح
بغداد کے گلی کوچوں میں گشت لگا گئی، خورد و کلاں منکر گھبرا گئے، کلیجے اچھلنے لگے،
ہاتھ کا پینے لگے، نظروں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، اضطرابِ دہے گلی کی ٹولی حد

باقی نہ رہی،

لوگ جوق در جوق سرا سیمہ و پریشان اروتے پینتے، پیچھے پلاتے جا گئے
ہوئے آستانہ مبارک پر پہنچے تھوڑے ہی عرصہ میں ہزار ہا مخلوق خدایم جمع ہو گئی،

تدفین و تدفین

وفات کے بعد اسی وقت خدام نے حضرت کو غسل دیا، اور لحد بھی کھودی گئی۔
قبر کنی کے بعد ماہتابِ اسلام کو زبیر زمین قبر شریف میں اتارا گیا، اور لحد پر نو
پچی اینٹیں پانکر اس کا منہ بند کر دیا گیا، اس کے بعد مٹی بھری گئی، جس میں
تمام یارانِ طریقت اور طبقہ گہوشان شریک ہوئے،
تدفین کے بعد مختلف اصناف و دیار سے ہزار ہا لوگ جو آپکی زیارت کیلئے
آئے، وفات کی خبر سنکر حسرت و یاس کے ساتھ یہ شعر بزبانِ حال پکارتے بے
نیل و مرام لوٹ گئے، ۱۷

دور سے آئے تھے ساقی سُکر میخانے کو، ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پہانے کو، ہم

بغداد جدید میں حضرت کار و ضہ مبارک تاحال موجود ہے، جس کی زیارت
سے ہزار ماخلوق خدا فیض اٹھا رہی ہے

تاریخ وفات

حضرت کی تاریخ وفات تو مختلف شعراء نے قلمبند کی ہے اگر خوف طوالت
سے ایک پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے، ایک فارسی شاعریوں لکھتا ہے

سلطانِ عصر شاہِ زمان قطبِ اولیاء

کامد وفات روز قیامت علامتے

تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم

گفتا سر و ش غیب وفاتش قیامتے

ایک عربی شاعر نے تو کمال ہی کر دیا ہے، ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ
ولادت، تاریخ وفات اور مقدار عمر کمال فصاحت سے قلمبند کر دی ہے وہ ہونڈا ہے

إِنَّ بَارِئَ اللَّهِ سُلْطَانَ الرِّجَالِ

جَاءَ بَنِي عَشِيقٍ دَمَاتَ فِي كَمَالِ

(ترجمہ) بیشک اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے، وہ عشق میں آیا، اور

اُس نے کمال میں وفات پائی،

اس بیت میں کلمہ عشق کے اعداد چار سو ستر ہیں، جو آپ کی تاریخ ولادت

ہے، اور کلمہ کمال کے عدد اکانوے ہیں، جو عمر شریف کی مقدار ہے، اور کلمہ

عشق کو کلمہ کمال کے ساتھ ملانے سے سو اکتھ اعداد نکلتے ہیں، جو آپ کی تاریخ

وفات ہے،

وصایا

چند آخری کلمات

جنور غوثیتِ تاب نے دورانِ مرض میں اپنے صاحبزادوں کو بہت سی

فرمائی تھیں، جو فی الحقیقت نہری حروف کے ساتھ نکلنے کے قابل
 مسلمانوں کے لئے عزیز جاں اور حکمت کے جواہرات ہیں،
 ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان وصایا کا یہاں ذکر کیا جائے،
 آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب نے دورانِ غفلت میں آپ سے
 عرض کیا، کہ اے میرے قبداگاہ! اے میرے آقا! مجھے کوئی ایسی وصیت فرمائیے
 جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا ہوں، تو آپ نے فرمایا،

عَلَيْكَ سَعَى اللَّهِ وَطَاعَتِهِ
 وَلَا تَخَفْ أَحَدًا وَلَا تَرْجِهْ
 وَكَلِّ الْحَوَائِجَ كُلَّهَا إِلَى اللَّهِ
 عَزَّ وَجَلَّ وَاطْلُبْهَا مِنْهُ وَ
 لَا تَبْتَغِ بِأَحَدٍ إِلَّا بِوَالِدِهِ عَزَّ وَ
 جَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ إِلَّا عَلَيْهِ سُبْحَانَهُ
 التَّوْحِيدُ، التَّوْحِيدُ، التَّوْحِيدُ
 وَجَمَاعُ الْكُلِّ التَّوْحِيدُ
 ہے،

اس کے بعد آپ نے فرمایا، کہ
 إِذَا صَحَّ الْقَلْبُ مَعَ اللَّهِ عَزَّ وَ
 جَلَّ لَا يَخْلُو مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا
 يَخْرُجُ مِنْهُ شَيْءٌ، أَنَا لَبُّ لَا
 قِسْرُ
 جب قلب حق تعالیٰ کے ساتھ درست
 ہو جاتا ہے، تو نہ کوئی شے اس سے خالی
 رہتی ہے، اور نہ کوئی چیز اس سے باہر نکلتی
 ہے، میں ہر امر مغز ہوں، پوست نہیں ہوں

نیز صاحبزادوں سے آپ نے فرمایا،
 أَبْعُدْ وَأَمِنْ حَوْلِي فَأَنَا مَعَكُمْ
 بِالظَّاهِرِ وَمَعَ غَيْرِكُمْ
 بِالْبَاطِنِ، بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ بَعْدَ
 مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 فَلَا تَتَّبِعُونِي عَلَى أَحَدٍ
 میرے ارد گرد سے دور ہٹ جاؤ، کہیں
 بظاہر تمہارے ساتھ ہوں، اور باطن میں
 کسی اور کے ساتھ ہوں، میرے اور
 تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان
 اتنا بعد ہے، جتنا آسمان و زمین میں ہے

وَلَا تَقِينُوا أَحَدًا عَلَيَّ ،

نہ مجھ کو کسی پر قیاس کرو، اور نہ کسی کو بھپیر

نیز اپنے فرمایا، کہ

قَدْ حَضَرَ عِنْدِي غَيْرُكُمْ

میرے پاس تمہارے سوا (فرشتے) آئے

فَادْسَعُوا لَهُمْ رِثَاتَهُمْ

میں، لہذا جگہ خالی کر دو، اور ان کیسے تھے

هَهُنَا رَحْمَةٌ عَظِيمَةٌ وَلَا

باادب رہو، یہاں (ملائکہ اور ارواح انبیاء

وَلَا تُصَيِّقُوا عَلَيْهِمُ الْمَكَانَ

کا بڑا انبوہ ہے، ان پر جگہ تنگ نہ کرو،

آپ کے ایک صاحبزادہ سے مروی ہے، کہ وفات سے قبل کمال ایک دن اور
رات اکثر دفعہ آپ یہ فرماتے رہے،

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ

وَبَرَكَاتُهُ غَفَرَ اللَّهُ لِي وَلَكُمْ

مجھے بھی بخشے، اور تمہیں بھی اور بھپیر

وَتَابَ اللَّهُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ بِبِئْسَ

بھی توجہ فرمائے، اور تمہیں بھی، بسم اللہ

اللَّهُ غَيْرَ مُؤَدَّ عَيْنٍ

(تشریف لائے، خدا کرے، ہر وقت

رہو، اور) رخصت نہ کئے جاؤ،

وفات سے کچھ وقت پیشتر آپ نے فرمایا کہ

أَنَا لَا أَبَالِي بِشَيْءٍ، لَا يَمْلِكُ

میں کسی شے کی بھی پرواہ نہیں کرتا، نہ

ذَلَا يَمْلِكُ الْمَوْتِ يَا مَلِكُ

فرشتہ کی نہ ملک الموت کی، اے ملک

الْمَوْتِ تَمَحَّ، لَنَا مَنْ يَبْتَوْلَانَا

الموت تم ہٹ جاؤ، ہمارے اور تمہارے

سِوَاكَ

سوا، اور ہی کوئی ہے، جو (قبض روح کا)

سِوَاكَ

متکفل ہوگا۔

آپ کے کسی صاحبزادہ نے آپ سے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا، تو آپ نے

فرمایا، کہ

لَا يَسْتَأْنِفِي أَحَدٌ عَنِّي أَنَا

مجھ سے کوئی کچھ نہ پوچھے، میں وہی ہوں

هُوَ ذَا انْقَلَبَ فِي عِلْبِ اللَّهِ عَزَّ

کہ علم خداوندی میں کروٹیں لے رہا

وَجَلَّ

ہوں،

آپ کے صاحبزادگان عبد الزراق اور موسیٰ روایت کرتے ہیں، کہ وفات سے قبل

آپ بار بار فاتحہ اُٹھاتے، اور یہ کلمات فرماتے،

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، توبہ
دَرْكَاتُهُ تَوْبُوا وَادْخُلُوا فِي
الصَّفِّ هُوَذَا آجئِ إِلَيْكُمْ
تہارے پاس آنا ہوں،

آپ کے صاحبزادہ شیخ عبد الجبار نے دریافت کیا، کہ حضور کے بدن کا کوئی عضو
درد کرتا ہے؟ فرمایا، دل کے سوا میرے سب اعضاء مجھے ملتے ہیں، دل کو
مطلقاً کوئی درد نہیں، وہ اپنے سونے کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے،

اس کے بعد آپ کے عالم جاودانی کو رخصت ہونے کا وقت آگیا، اور آپ نے
وہ کلمات پڑھے، جو اوپر معرض تحریر میں آچکے ہیں، یعنی

إِسْتَعْنَتْ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَحْدِيُّ
الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَحْتَسِبُ
سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ
وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
میں مدد لیتا ہوں، اُس رب العزت سے
جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو
زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے، اور نہ
خوف، پاک ہے، وہ جو قدرت سے با
عزت ہے، بند و پیر موت طاری کرنے

نیں قابو ہے، نہیں ہے کوئی معبود، مگر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اس کے رسول ہیں

آپ صاحبزادہ شیخ موسیٰ بیان کرتے ہیں، کہ جب آپ نے تَعَزَّزَ كَالْفِظْ كَمَا، تو
آپ کی زبان اُس کو ٹھیک طور پر ادا نہ کر سکی، پس آپ بار بار اُس کو دہرتے رہے
یہاں تک کہ آپ نے باواز بلند اس کو صحیح طور پر ادا کر دیا، اس کے بعد تین بار
اللہ اللہ فرمایا، پھر آپ کی آواز پست ہو گئی، اور زبان مبارک تالو سے چمٹ گئی
معا روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، رضی اللہ عنہ وارضاه وجمع
بيننا وبينه في مقعد صدق عند مليك مقتدر،

مقدمہ

کرامات و خرق عادات

کرامات اولیاء اللہ کے اثبات میں ایک مقدمہ "سیرت امام ربانی" میں لکھ چکا ہوں، یہاں بھی چند ایک باتیں لکھنا ضروری خیال کرتا ہوں، اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا، کتاب اللہ، احادیث صحیحہ، واقعات صحابہ اور اجماع اہل سنت والجماعت سے ثابت ہے،

کتاب اللہ سے ثبوت | قرآن شریف کی بہت سی آیات سے کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے

انہیں سے چند ایک اجمالاً درج ذیل کی جاتی ہیں،

(۱) سورہ آل عمران میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، کہ

كَلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْغُرَابَ
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ
يَمْرُؤُا اِنِّى لَلَّذِى هَذَا اَقَالَتْ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

یعنی جب کہیں حضرت زکریا علیہ السلام
حضرت مریم کے پاس عمدہ مکان میں تشریف
لائے، تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں
پاتے، اور یوں فرماتے، کہ اے مریم! یہ

چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں، وہ کہتیں، کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے،

اہل تفسیر لکھتے ہیں، کہ حضرت مریم کے پاس گرمیوں کے میوے جاڑے میں
اور جاڑے کے گرمیوں میں دیکھے جاتے تھے، اور حضرت مریم بنی نہ تھیں، لہذا یہ
آیت کرامات اولیاء اللہ کے منکرین پر قوی حجت ہے،

(۲) دوسری جگہ سورۃ النمل میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اصف کی کرامت کی خبر

دی ہے، وہ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اس امر کی ضرورت
محسوس ہوئی، کہ بلقیس کے تخت کو اس کے آدمیوں کے آنے سے قبل لا حاضر کیا
جائے، اور مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی، کہ اصف کی عظمت و بزرگی اور

شرافت و کرامت لوگوں پر ظاہر کرے، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل
دربار کو مخاطب کر کے کہا، کہ

أَيُّكُمْ يَأْتِيَنِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ
أَنْ يَأْتُوَنِي مُسْلِمِينَ

تم میں کوئی ایسا ہے، جو اس (بلیس) کا
تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے

پاس مطیع ہو کر آویں، حاضر کرو

تو ایک قوی ہیکل جن نے جو ابا عرض کیا، کہ

أَنَا أَتُكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ
مِنْ مَقَامِكَ

میں اُسکو آپکی خدمت میں قبل اس کے کہ
آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں، حاضر کر دوں گا
حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا، کہ میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں، اس پر
آصف نے کہا، کہ

أَنَا أَتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ
إِلَيْكَ طَرْفُكَ

میں اس کو آپ کے پاس آپکے چشم زدن
سے قبل لاسکتا ہوں،
اس بات سے نہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کچھ انکار کیا، اور نہ ہی آصف نے
اس کو محال سمجھا، لہذا یہ آصف کی کرامت تھی، معجزہ تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ آصف
پیغمبر نہ تھا، یہ بھی منکرین کرامت پر حجت ہے،

(۳) تیسری جگہ سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کا قصہ کہتے کا اُن سے باتیں کرنا
اُن کا تین سو نو برس تک غار میں سوتے رہنا، اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ بڑے
زور سے مذکور ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، کہ

وَنَقَلْنَاهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ
الشَّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ
ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ

اور ہم اُن کو کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں
طرف کروٹ دیدیتے تھے، اور اُن کا کتا
دبلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا

اس کے اگلے رکوع میں ہے

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ
مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا

اور وہ لوگ غار میں تین سو نو برس تک
رہے،
یہ سب باتیں کرامات ہیں، اور منکرین پر حجت ہیں،

احادیث سے ثبوت

اعلا وہ ازیں احادیث سے تو بہت کثرت کے ساتھ ثبوت ملتا ہے چنانچہ ان میں سے

چند ایک درج ذیل ہیں،

۱۱) حدیث میں یوں آیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور رسالتاً علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے لوگوں کے عجائبات میں سے کچھ بیان فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ تین آدمی جا رہے تھے کہ اٹانے راویں انہیں بارش نے آگیر بارش سے بچنے کی غرض سے وہ پہاڑ کے اندر ایک غار میں جا چھپے، اتنے میں ایک بڑا بھاری پتھر پہاڑ سے غار کے آگے گرا، جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا، انہوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو کہا، کہ بھائی! اپنے اپنے ان اعمال کا جو ربا سے بالکل پاک اور ستر ہوں، دیلہ پکڑ کر خدائے تعالیٰ سے التجا کرو، کہ وہ اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹا دے،

چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! میرے ماں اور باپ دونوں بہت بوڑھے اور ضعیف تھے، اور میرے ننھے ننھے ننھے ننھے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، تاکہ ان کا دودھ انہیں پلایا کروں، دن بھر بکریاں چرانے کے بعد میں شام کو ان کے پاس جاتا، دودھ دوہتا، پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا، پھر اپنے بچوں کو دیتا، اتفاقاً ایک دن میں بکریوں کو چرانے کے لئے دور لے گیا، جب گھر واپس آیا تو شام ہو چکی تھی، میرے والدین سو رہے تھے، میں حسب معمول دودھ دوہ کر ایک برتن میں ان کے پاس لایا، اور ان کے سر کے پاس کھڑا رہا، میں نے انکو بیدار کرنا پسند نہ کیا۔ باوجود اس امر کے کہ ننھے میرے پاس کھڑے بھوک کے مارے روتے اور چلاتے تھے، لیکن میں نے اس بات کو بھی بڑا جانا، کہ اُن سے پہلے اپنی اولاد کو دودھ پلاؤں میں اسی حالت میں کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پس اے مولا! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضا کا طالب ہو کر کیا تھا، تو اس غار کے منہ سے پتھر کو اس قدر ہٹا دے، کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی اور پتھر کو اس قدر ہٹا دیا، کہ آسمان انہیں دکھائی دینے لگ گیا،

اس کے بعد دوسرے شخص نے کہا، اے مولانا! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی
میں اُس کی محبت میں از حد مبتلا تھا، میں نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کی خواہش
کی، اور کسی شخص کو اسے بلا نے کی غرض سے بھیجا، لڑکی نے اس امر سے انکار کیا اور
کہلا بھیجا، کہ اے کہدو، کہ پہلے تو دینار لائے چنانچہ میں نے کسب و کار کر کے تو
دینار جمع کئے، اور وہ اس کے پاس لے گیا، پس جب میں نیت فارغہ سے اُس کے
دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا، تو اُس نے کہا، کہ اے خدا کے بندے اللہ سے ڈر،
اور میری مہر امانت کو نہ کھول، چنانچہ میں ان الفاظ سے متاثر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اے
رب العالمین! اگر تو جانتا ہے، کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضا مندی کے حاصل
کرنے کیلئے کیا تھا، تو اس غار کے منہ کو اور کشادہ فرما دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
بسیا ہی کیا،

اس کے بعد تیسرے نے کہا، کہ الہی میں نے ایک مزدور کو چاولوں کی ایک
معیّن مقدار دینے کا وعدہ کر کے مزدوری پر لگایا تھا، جب وہ مزدور اپنا کام ختم کر چکا،
تو اُس نے کہا، کہ مجھے میرا حق دیدو، میں نے اُس کا حق اُسے پیش کیا، مگر وہ چہوڑ
کر چلا گیا، میں ہمیشہ ان چاولوں سے زراعت کرتا رہا، چنانچہ میں نے ان چاولوں کی
آمدنی سے بیل خریدے، بعد اُنکے چرانے کے لئے آدمی بھی حاصل کئے، ایک مدت
بعد وہ شخص میرے پاس آیا، اور کہنے لگا، خدا سے ڈر، اور مجھ پر ظلم نہ کر، مجھے میرا حق
دیدے، میں نے کہا، جا وہ بیل اور ان گے چرانے والے ہیں، انہیں سے لے، یہ
سب تیرا حق ہے، مزدور نے کہا، کہ خدا سے خوف کر، اور مجھ سے ہنسی نہ کر، میں
نے جو ابدیہا، کہ میں ہرگز تسخر نہیں کرتا، یہ سب بیل اور ان کے چرانے والے تیرے ہی
ہیں، چنانچہ وہ انہیں لیکر چلا گیا، پس اے خدا! اگر تیرے علم میں میں نے یہ کام تیری
خوشنودی کا طالب ہو کر خاص تیرے ہی لئے کیا تھا، تو تو غار کے منہ کا باقی حصہ بھی
کھول دے، چنانچہ اُس کی التجا کو بارگاہ خداوندی نے شرف قبولیت بخشا، اور غار کا منہ
کھل گیا، اور انہوں نے اس ناگہانی مصیبت سے نجات پائی، یہ واقعہ بھی خرق عبادت
اور کرامت تھا، کیونکہ وہ تینوں آدمی بنی نہ تھے۔

(۲) دوسری حدیث جریح راہب کی ہے، جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں، انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، کہ بنی اسرائیل میں

ایک راہب دور ویش تھا، جس کا نام جریح تھا، یہ شخص نہایت ہی متقی اور پیر کا لہو عابد تھا، اس کی ماں پر دہائیس تھی، وہ ایک دن اپنے فرزند کے دیکھنے کو آئی، چونکہ اس وقت وہ نماز میں مشغول تھا، اس نے اس نے اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا، وہ لوٹ گئی دوسرے اور تیسرے دن ہی آئی، اور بے نیل و مرام واپس گئی، آخر ماں نے تنگدل ہو کر کہا، کہ خدایا میرے بیٹے کو رسوا کر، اور میرے حق کے سبب اس کو پکڑا، اس زمانہ میں ایک بد خو عورت تھی ماں نے کہا کہ میں جریح کو گمراہ کر دوں گی، چنانچہ اسی غرض اس کے حجرہ میں گئی، جریح نے ادھر توجہ نہ کی، پھر راستہ میں اس نے ایک چرواہے کے ساتھ صحبت کی، اور حاملہ ہو گئی، جب شہر میں آئی، اور کہنے لگی، کہ یہ جریح کا حمل ہے، جب اس نے پتہ جنا، لوگوں نے جریح کے عبادت خانہ کا قصد کیا، اور اس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے، جریح نے کہا اے بیٹے! تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے کہا میری ماں نے تم پر افتراء کیا ہے، میرا باپ تو چرواہا ہے،

یہ حدیث بھی منکرین کرامت پر قوی حجت ہے،

اس کے علاوہ واقعات صحابہ کرام رضوان
واقعات صحابہؓ سے ثبوت اللہ علیہم اجمعین بڑے زور

سے اس امر پر دال ہیں، کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے، چنانچہ چند ایک ملاحظہ ہوں،

۱۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ کو ارشاد فرمایا تھا، کہ بیٹا! اگر کسی دن عرب میں اختلاف پڑ جائے تو پھر تم اس غار میں چلے جانا، جس میں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے، اور وہیں رہنا، بیشک تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کریگا،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے کہ تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کریگا، کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونیکا ثبوت ملتا ہے،

۱۲) دوسرے امام مستغفری نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے، کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کیا تھا، کہ جب میں

سے کتب واثب النبوة میں امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب واقعات کو نقل کیا ہے، ۱۲۱

مرجاؤں، تو بھکواؤ اس دروازہ کے سامنے لانا جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے، پھر اس کو کھٹکھٹانا، اگر وہ تمہارے لئے کھول دیا گیا، تو بھکواؤ اس دفن کرنا (ورنہ نہیں) حضرت جابر فرماتے ہیں، کہ ہم لوگ گئے، اور جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، ہم نے کہا، یہ ہو بکیر نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونا چاہتے ہیں، معافیہ کہتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا، ہمیں معلوم نہیں، کہ کس نے دروازہ کھولا، پھر ہم سے کسی نے یہ بھی کہا، کہ انکی عظمت و بزرگی کی وجہ سے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کر دو، یہ آواز تو بیشک ہم نے سنی، مگر اندر کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔

(۳۱) اسی طرح حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں خطبہ پڑھ رہے تھے کہ نگہاں زور سے چلاٹھے یا ساریۃ الجبل! الجبل! اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو، پہاڑ کی طرف دیکھو، جو لوگ مسجد میں جمع تھے، اور خطبہ سن رہے تھے، متحیر ہو گئے، لیکن ساریہ نے جو صدما کوس کے فاصلہ دشمنوں سے معرکہ داروگیر میں مشغول تھے، اس نعرہ عمری کو سنا چونک کر پیچھے کی طرف مڑے، اور پہاڑ پر نظر دوڑائی، جدھر سے دشمنوں کا ایک گروہ نکل پڑا تھا، اور حملہ کرنے ہی کو تھا، اگر ساریہ نے یہ آواز سن کر اپنے لشکر کے نصف حصہ کو ادھر متوجہ نہ کر دیا ہوتا، تو یقینی یہ نتیجہ ہوتا، کہ سب لوگ اُس میدان میں شہید ہو جاتے، اور ایک بھی جانبر نہ ہو سکتا۔

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی نظر تھی، کہ صدما کوس کا واقعہ دیکھ لیا، ایک روحانی قوت تھی، کہ اپنی آوازوں تک پہنچادی۔

(۳۲) اسی طرح امام متغفری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سے ایک روایت یوں ہے کہ جب مصر فتح ہو گیا، تو اُس کے باشندے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے، اور عرض کیا، کہ اے ہمارے امیر! اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے، جب تک وہ پوری نہ ہو، یہ جاری نہیں ہوتا، آپ نے پوچھا، وہ کیا ہے، کہنے لگے، کہ جب اس بہینہ کی تیرہ تاریخ ہوتی ہے، تو ہم ایک کشتی لڑکی کی تلاش کرتے ہیں، اُس کے والدین کو راضی کر کے اُس کو عمدہ عمدہ لباس اور زیورات

پہناتے ہیں، پھر اس کو نیل میں ڈالدیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا، اگر اسلام ہرگز ایسے کاؤں کو جائز نہیں رکھتا، بلکہ اسلام تو ان تمام بری رسوم کے مٹانے کیلئے آیا ہے، پھر تین ماہ گزرنے کے بعد نیل کا پانی بالکل بند ہو گیا، لوگ تنگی کی وجہ سے جلا وطنی کے لئے تیار ہو گئے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ معاملہ دیکھا، تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، حضرت فاروق اعظم نے انکو جواب میں لکھا، کہ تم نے بہت اچھا کیا، بیشک اسلام پہلی رسوم کو مٹا دیتا ہے، اور ایک پرچہ لکھ کر خط میں ڈال دیا، اور ان کو لکھا، کہ میں نے تمکو ایک پرچہ لکھ کر بھیجا ہے، اس کو دریا کے نیل میں ڈال دینا،

جب وہ خط حضرت عمرو بن العاصؓ کو ملا، تو انہوں نے وہ پرچہ نکالا، اور کھول کر دیکھا، تو اس میں یہ مضمون تھا، کہ یہ خط خدا کے بندے عمر امیر المؤمنین کی طرف سے دریا کے نیل کی طرف ہے، انا بعد اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوا کرتا ہے، تو بیشک مت جاری ہو، اور اگر تجھ کو خدائے واحد القہار ہی جاری کرتا ہے، تو ہم خدائے واحد القہار سے درخواست کرتے ہیں، کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

پھر وہ پرچہ دریا کے نیل میں ڈال دیا، لوگوں نے جلا وطنی کی تیاری کرنی تھی، اور نکلنے لگے تھے، کیونکہ ان کی تمام ضرورتیں اسی دریا پر موقوف تھیں، لیکن جب صبح ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ہی مات میں سواہ ما تھ تک گہرا جاری کر دیا اور اس بڑی رسم کو وہاں سے ابدالاً بادی کیلئے یک قلم مٹا دیا،

(۵) اسی امام کی ایک اور روایت اس کے اپنے اسناد سے یوں ہے، کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے رجمہ کے بارہ میں ایک بات دریافت کی، تو اس نے دروغ گوئی سے کام لیکر سراسر جھوٹ بتلایا، اپنے فرمایا، کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے، اس نے انکار کیا، تب اپنے فرمایا، کہ میں خدا سے دعاء مانگوں گا، کہ اگر تو جھوٹا ہے، تو تجھے اندھا کر دے، اس نے کہا، ہاں، آپ دعاء مانگیں، پھر حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اس پر بددعا کی تب وہ اندھا

ہو گیا ،

(۶) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ، کہ جب جنگ اُحد کی تیاری ہوئی تو میرے والد نے ایک شب مجھ کو بلا کر کہا ، کہ میں آج اپنا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن مشتاقان کی فہرست میں دیکھ رہا ہوں . جو سب سے پہلے جام شہادت نوش کریں گے . بیٹا! میں سمجھتا ہوں ، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ مجھے اور کوئی عزیز نہیں ہے ، بچہ بہت سا قرضہ ہے ، تم اُس کو جلدی ادا کر دینا ، اور اپنی بہنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا ، حضرت جابر فرماتے ہیں ، کہ صبح ہوتے ہی سب سے قبل اپنے جام شہادت نوش فرمایا ،

(۷) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ، کہ ایک شب حضرت اُسید بن حضیرؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ضروری امر کے متعلق دیر تک گفتگو کرتے رہے ، حتیٰ کہ رات کا ایک بہت بڑا حصہ گزر گیا ، جب وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ وسلم کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر آئے تو کیا دیکھتے ہیں ، کہ چاروں طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے ، اندھنوں کے پاس ایک ایک لالھی تھی ، اُن میں سے ایک کی لالھی روشن ہو گئی ، وہ دونوں سکی روشنی میں چلنے لگے ، جب وہ دونوں اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے ، تو دوسری لالھی بھی روشن ہو گئی ، حتیٰ کہ اپنے گھروں کو پہنچ گئے . اسی طرح صحابہ کرام ، تابعین و تبع تابعین اور مشائخ طریقت سے اس قدر کرامات و خرق عادات کا ظہور ہوا ہے ، جو تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا ، کتاب اللہ ، احادیث نبوی ، واقعات صحابہؓ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معجزات ، کرامات خارق عادات امور الہیہ میں سے ہیں ،

منکرین خوارق

اب میں تصویر کا دوسرا رخ پلٹا ہوں ، منکرین خوارق ، معجزات و کرامات کو خلاف قانون قدرت قرار دیتے ہوئے ان کا معرض وقوع میں آمانہ صرف

شوار بلکہ محال خیال کرتے ہیں،

قبل اس کے کہ اس وجہ کے صحت و سقم پر اظہار خیالات کروں، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ معجزہ کی تعریف گوش گزار کروں۔

معجزہ کی تعریف میں علاوہ کے الفاظ اور انکی تعبیریں

معجزہ کی تعریف

گو نہ تفاوت ہیں، مگر میرے خیال میں مفاد میں
کا ایک ہے۔ عام طور پر معجزہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ معجزہ وہ خارق
عادت امر ہے، جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر تحدی کے ساتھ
اس کی تائید میں ظاہر ہو، اس کے علاوہ اور جو تعریفیں ہیں، وہ اسی کا
جز ہیں۔

بہر حال کسی بات کے معجزہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ

(۱) مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو،

(۲) خلاف عادت ہو

(۳) اور تحدی کے طور پر ہو

چونکہ عام طور پر لوگ عادت اور قدرت میں فرق نہیں کیا کرتے، اس لئے
اس فرق پر متنبہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

جو لوگ خدا کی بستی کے قابض ہیں،
قدرت اور عادت میں فرق

مطلق ہے، تو جس طرح وہ اس بات پر قادر ہے، کہ ایک سبب کے واسطے سے
ایک چیز پیدا کر دے، اسی طرح اس میں اس کی بھی قدرت ہے، کہ بدوں کسی سبب
کے اُسے موجود کر دے، ورنہ اگر وہ اسے پیدا کرنے میں سبب کا محتاج ہے، اور
بدوں اس سبب کے پیدا کرنے سے عاجز ہے، تو وہ قادر مطلق نہیں ہے، جیسے
خدا ابر سے پانی برسا یا کرتا ہے، مگر وہ اس بات پر بھی قادر ہے، کہ بدوں ابر کے
پانی برسا دے، اگر کوئی خدا کو قادر مطلق کہتے ہوئے بدوں ابر کے پانی برسا دے
اس کو عاجز کہے، تو درحقیقت وہ اس کو قادر مطلق نہیں مانتا، پس لامحالہ خدا کو
قادر مطلق کہنے والے کے لئے ضروری ہوگا، کہ وہ یہ بھی مانے کہ تو تہ سبب کے

بغیر ہی وہ اشیاء کو پیدا کر سکتا ہے ،

اب سنو! کہ خدا کا اسباب کے توسط سے یا بدوں تو توسط اسباب کے کسی شے کی ایجاد پر قادر ہونا اس کی قدرت ہے ، اور اسباب کے توسط ہی سے پیدا کرنا اس کی عادت ہے ،

اس کی مثال یوں سمجھو جیسے ایک شخص پان کھا سکتا ہے یہ اس کی قدرت ہے ، مگر نہیں کھاتا ، یہ اس کی عادت ہے ، کھانا اور نہ کھانا دونوں اس کے اختیار و قدرت میں ہیں ، مگر نہ کھانا اس کی عادت ہے ، اب یہ سن کر کہ وہ پان کھاتا ہے ، کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا ، چونکہ یہ کام اس کی قدرت سے باہر ہے ، اس لئے غلط ہے ، الغرض ہر عادت مقدور ہے ، مگر ہر مقدور کا عادت ہونا ضروری نہیں ،

اب عادت کی بھی دو قسمیں ہیں ، ایک عام ہوتی ہے ، اور **اقسام عادت** دوسری خاص ، جیسے ایک شخص اور تو کسی وقت پان نہیں کھاتا ، یہ اس کی عام عادت اور مستمر ہے ، مگر کھانا کھانے کے بعد کھالیا کرتا ہے (یہ اس کی خاص عادت ہے) ، عادات عامہ سے قریباً ہر خاص و عام واقف ہوتا ہے ، مگر عادات خاصہ سے صرف خواص اور حاضر باش لوگ ہی واقف ہوتے ہیں ،

اب جو لوگ معجزہ کو خلاف قانون قدرت کہہ کر انکار کر دیتے ہیں ، وہ اس اصولی **منکرین کی غلط فہمی**

غلطی میں مبتلا ہیں ، اور قدرت و عادت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ معجزہ کا انکار کرتے ہیں ، معجزہ خلاف قدرت نہیں ہوتا ، بلکہ خلاف عادت ہوا کرتا ہے ، اور جو امور خلاف عادت ہوں ، وہ بھی تحت قدرت داخل ہیں ، خلاف قانون قدرت نہیں ، جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے ،

پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتشکدہ نمرود گلزار بن گیا ، اور آگ نے آپ کو نہیں جلایا ، تو یہ ایک خلاف عادت امر ہے ، یہ کہہ کر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ، کہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے ، کیونکہ اس طرح خداوند تعالیٰ قادر مطلق نہیں رہتا ،

میرے خیال میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عام عادت یہ ہے کہ اسباب سے مسببات پیدا کرتا ہے، وہاں اُس کی خاص عادت یہ بھی ہے، کہ جب اُسے اپنے مقربین کی تصدیق کرنی ہوتی ہے، تو ان کے ہاتھوں پر خلاف معمول وہ علامات اور نشانات ظاہر کرتا ہے، جن سے لوگ یہ یقین کر لیں، کہ بلا شک و شبہ یہ اُس کے مقربین ہیں،

یہ حقیقت ایک مثال سے بخوبی سمجھ آجائے، کہ اگر کوئی شخص ایک جلیل القدر بادشاہ کی سلطنت کے کسی حصہ میں جا کر اُس کی رعایا کو جمع کر کے یہ کہے، کہ میرے پاس اس جلیل القدر بادشاہ کے کچھ پیغام ہیں، مجھ کو اُس نے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے، کہ میں تمہارے پاس اُس کے وہ پیغامات پہنچا دوں، میرے ہتھے پہننے کی دلیل یہ ہے، کہ میں اگر بادشاہ سے یہ چاہوں، کہ اُس نے اپنی سلطنت میں جو نظام فرمایا ہے، اُس کے کسی سیفہ کے انتظام کو یہی درخواست پر بدل دے تو بلاشبہ بادشاہ اپنی خاص عنایت کے باعث ایسا ہی کریگا، اور بادشاہ کے اس طرح کرنے سے رعایا پر اُس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی،

اب آخر میں میں اتنا بتلادینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ معجزہ، کرامت اور استدراج میں کیا فرق ہے؟

علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں، کہ جب کسی انسان کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت فعل ظاہر ہو، تو وہ

دو حال سے خالی نہ ہوگا، یا تو اُس کے ساتھ دعوے بھی ہوگا، یا دعوے نہ ہوگا، اگر دعوے ہوگا، تو اس کی کئی قسمیں ہیں، یا تو اُس میں (۱) خدائی کا دعوے ہوگا (۲) یا نبوت کا (۳) یا ولایت کا (۴) یا جادو وغیرہ کا، یہ چار قسم ہوتے۔

قسم اول خدائی دعوے ہے، سو اس قسم کے مدعی کے ہاتھ پر بدعارق عادت کا بغیر کسی معارضہ کے ظاہر ہونا جائز ہے، جیسے نقل کیا گیا ہے، کہ فرعون خدائی کا مدعی تھا، اس کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہوا تھا، اور ایسے ہی دجال کے ہاتھ پر خوارق

کا ظاہر ہونا احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ ایسے مدعی کا دعوے اور اس کی خلقت ہی تبتلائی ہے، کہ یہ سراسر جھوٹا، کاذب اور درنگو ہے، لہذا اس کے ہاتھ پر خرق عادات کے ظہور سے اس کی صداقت کا وہم تک بھی نہیں ہوتا،

قسم دوم نبوت کا دعوے ہے، اور یہ بھی دو قسم پر منقسم ہے، کیونکہ یہ مدعی یا تو سچا ہے، یا جھوٹا، اگر سچا ہے، تو اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ضروری ہے لیکن جو مدعی جھوٹا ہے، اس کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور جائز نہیں، اور ظہور کی تقدیر پر اس کا معارضہ ضروری ہے،

تیسری قسم یہ ہے، کہ ولی سے خرق عادت ظاہر ہو، اگر ولی سچا ہے تو اس کے خرق عادت کا ظہور بالکل برحق ہے،

چوتھی قسم یہ ہے، مدعی جادو کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہو، سو یہ بھی جائز ہے، مگر معتزلہ اس میں مخالف ہیں،

قسم اول کے اقسام ختم ہوئے، اب دوسری قسم کے اقسام سن لیجئے، دوسری قسم یہ ہے، کہ کسی انسان کے ہاتھ پر بدوں کسی دعوے کے خرق عادت ظاہر ہو، پھر یہ انسان یا تو خدا کے تعالیٰ کے نزدیک صالح اور نیک بخت ہوگا، یا فاسق و فاجر، پہلی صورت تو وہی کرامت اولیاء ہے، جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں، دوسری صورت یعنی فاسق و فاجر کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہونا اسی کا نام استدراج ہے،

اب ان طویل ابجاث کے بعد میں اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے حضور غوثیت مابے ایام حیات میں جو جو خرق عادت ظہور میں آئے، ان کو قلمبند کرتا ہوں، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

آپ کی کرامات

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات لاتعداد و بشمار ہیں، چنانچہ شیخ

علی بن ابی نصر الہیسی نے ۵۶۲ھ ہجری میں فرمایا کہ میں نے اپنے اہل زمانہ میں سے کسی کو حضور غوثیت آب سے بڑھ کر صاحب کرامات نہیں دیکھا جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا، اور کرامت کبھی آپ سے ظاہر ہوتی تھی، اور کبھی آپ میں ظاہر ہوتی تھی!

شیخ ابو عمر عثمان مصری صوفی کا قول ہے، کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں سلک مروریہ کی مثل تھیں، جس میں یکے بعد دیگرے لگاتار موتی ہوں، اگر ہم میں سے ہر روز کوئی شخص کئی کرامتیں دیکھنی چاہتا، تو دیکھ لیتا، شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے، کہ جس قدر تو اتر کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات منقول ہیں، اور کسی ولی کی نہیں،

امام نودی بستان العارفین میں تحریر فرماتے ہیں، کہ کسی ولی کی کرامتیں عقل ثقات اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت کے ساتھ کہ سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی کرامات پہنچی ہیں،

آپ کی اکثر کرامات ہجرت الاسرار میں مذکور ہیں، اور حقیقت میں ہجرت الاسرار ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس میں آپ کے مفصل جامع و مانع حالات ملتے ہیں، بعض لوگوں نے ہجرت الاسرار پر یہ اعتراض کیا ہے، کہ اس میں غلط باتیں درج ہیں، اور حضور غوثیت آب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایسے مبالغے کئے گئے ہیں، جو شایان بارگاہ ربوبیت میں اس کا جواب علامہ کاتب چلیپی نے یوں دیا ہے، کہ

میں کہتا ہوں، ایسے مبالغات کون سے ہیں	أَوَّلُ مَا الْمُبَادَلَةُ الَّتِي عُرِفَتْ
جو آپ کی طرف منسوب کر دئے گئے ہیں، اور	إِلَيْهِ فَمَا كَلَّا يَجُوزُ عَلَى مِثْلِهِ
الکا اطلاق آپ پر جائز نہیں، میں نے ہر چند	وَقَدْ تَبِعْتُمَا فَلَمْ أَحْدِثْ فِيهَا
جستجو کی، مگر مجھے اُن میں کوئی نقل ایسی	نَقْلًا إِلَّا وَكَلَهُ فِيهِ مُتَابِعُونَ
نہیں ملی، جس میں دوسروں نے صاحب	وَعَالِبٌ مَا أوردَ فِيهَا نَفْلُهُ

لہذا دیکھ لیں، ملاحظہ ہو، ہجرت ۲۵ ص ۱۲ مندرجہ فوات الوفيات، جز ثانی ص ۱۲ منہ ۲

لہذا ملاحظہ ہو، قلائد الجواہر مطبوعہ مصر ص ۱۳ منہ ۲

الْبَائِعِي فِي أَسْنَى الْمَغَافِرِ وَ

بَيْعَةُ الْأَسْرَارِ كِي (مُتَابِعَتِ نَهْ كِي هُوَا اِن

فِي نَشْرِ الْمَحَاسِنِ وَرَوْضِ
الرِّيَاضِينَ وَشَمْسِ الدِّينِ الزُّكِّي
الْحَلْبِيِّ أَيْضًا فِي كِتَابِ الْأَشْرَافِ
وَأَعْظَمُ شَيْءٌ نُقِلَ عَنْهُ أَنَّهُ أَخَى
الْمَوْلَى كَأَحْيَائِهِ الدَّجَاجَةَ وَ
لَعَمْرِي أَنَّهُ هَذِهِ الْقِصَّةُ
نَقَلَهَا تَاجُ الدِّينِ السُّبْكِيُّ وَ
وُنُقِلَ أَيْضًا عَنْ ابْنِ الرِّفَاعِيِّ
وَعِزَّةٍ وَآبِي بَغْبِجِي جَاهِلٍ حَاسِدٍ
ضَمِيمٍ عُمُرُهُ بَنِي فَهَمِّ مَافِي
السُّطُورِ وَتَمَّ بِذَلِكَ عَنْ
تَرْكِيَّةِ النَّفْسِ وَاقْبَالِهَا
عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنَّهُ
يَفْهَمُ مَا يُعْبَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ
وَتَعَالَى أَوْلِيَائِهِ مِنَ النَّصْرِ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَبِهَذَا
قَالَ الْجَمِيدُ النَّصْدِيقُ
بِطَرِيقَتِنَا دَلِيلَةٌ أَتَمَّتْ
وَكشَفَ الظُّنُونِ مِنْ أَسَامِي الْكُتُبِ وَالْفُنُونِ

حالات کا اکثر حصہ جس کو صاحب بخت الاسرار
نے ذکر کیا ہے، وہی ہے، جسے امام
یافعی نے اسنی المغافر نشر المحاسن اور
روض الریاضین میں اور شمس الدین الزکی
الحلبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل
کیا ہے، اور بڑی سے بڑی شے جو آپ
سے منقول ہے، وہ یہ ہے، کہ اپنے
مردوں مثلاً مرعی کو زندہ کر دیا، مجھے
اپنی جیات کی قسم کہ اس قصہ کو علامہ امام
تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے، اور یہ ابن
الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول ہے، اللہ
سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دینا
اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے،
اُسے وہ غیبی، جاہل، حاسد کیونکر سمجھ سکتا
ہے، جس نے اپنی عمر مضامین کتب کے
سمجھنے میں ضائع کی، اور ترکیہ نفس اور اللہ
سبحانہ و تعالیٰ کی طرف توجہ کو چھوڑ کر اسی پر فطانت کی
اور یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی، کہ اللہ تعالیٰ
نے دنیا و آخرت میں اپنے اولیاء کو تصرف
سے کیا کچھ عطا فرمایا ہے، اس لئے یہ دینا

(جزء اول ص ۲۰۳)

جمید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے

(۱) اِحْبَاءُ وَجَابِئَةٌ
اکابر مشائخ کی ایک جماعت سے پانچ طرق سے
مردی ہے، کہ ایک دفعہ حضور غوثیت تائب رحمۃ اللہ

لہ قدام مرثیہ لابن حجر کی ص ۲۱۱ و حیوۃ الجنون جز اول ص ۱۲۸

علیہ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو لیکر آئی، اور عرض کرنے لگی، کہ میں دیکھتی ہوں، کہ یہ لڑکا آپ سے بہت ہی عقیدت و محبت رکھتا ہے، اس لئے میں اپنے حق سے دست بردار ہو کر اسے محض لوجہ اللہ آپ کو دیتی ہوں، آپ اسے اپنی غلامی میں قبول کیجئے، آپ نے قبول فرمایا، اور اُسے چند اذکار و اشغال قادر یہ تلقین فرما کر ریاضات و مجاہدات کے لئے حکم دیا،

ایک روز لڑکے کی ماں جو اُسے ملنے آئی، تو بھوک اور بیداری کے سبب اُسے بُلا پیلا اور زرد رو پایا، اور جو کی روٹی کھانے دیکھا، وہ ماتا کی ماری آپ کی خدمت میں آئی، اور آپ کے سامنے ایک برتن دیکھا، جس میں سے آپ نیم پختہ مرغی کا گوشت کھا چکے تھے، اور صرف بڑیاں باقی رہ گئی تھیں، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگی، آپ تو مرغی کے سالن سے روٹی کھاتے ہیں، اور میرے لڑکے کو جو کی روٹی کھلاتے، یہ سن کر آپ نے اپنا ماتہ مبارک اُن بڑیوں پر رکھا، اور یوں فرمایا،

قَوْمِي يَا ذِي اللَّهِ الَّذِي
كَهْرِي هُوَ جَاؤُ، اُس اللہ کے حکم سے جو
بِهِ الْعِظَامُ رَدِّهِ رَمِيمٌ
بوسیدہ بڑیوں کو زندہ کرتا ہے،
معا مرغی اٹھ کھڑی ہوئی، اور بولنے لگی،

پھر اپنے اُس عورت سے فرمایا، کہ تیرا لڑکا جب اس قابل ہو جائیگا، تو اُس وقت اُسے اختیار ہے، جو چاہے، سو کھائے،

قدوة الشيوخ محمد بن تانہ الاوانی رحمة
(۲) اِمَاتَتٌ وَاِحْيَاءُ نَسْرٍ | اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک

روز آپ وعظ فرما رہے تھے، اور ہوا سخت چل رہی تھی، کہ ایک چیل جینتی، چلاتی اڑتی ہوئی آپ کی مجلس پر سے گزری، جس سے حاضرین مجلس کی توجہ پر اگندہ ہو گئی، آپ نے فرمایا، اے ہوا! اس چیل کا سراٹھا لے، یہ فرمانا تھا، کہ چیل کا دھڑ ایک طرف اور سر دوسری طرف گر پڑا، یہ دیکھ کر آپ تخت پر سے اترے، اور چیل کو ایک اٹھ میں لیکر دوسرا ماتہ اُس پر پھیرا، اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا، وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ گئی، اور لوگ دیکھتے رہ گئے،

۱۲ سنہ ۱۲۶۵ ۱۲ سنہ ۱۲۶۵ ۱۲ سنہ ۱۲۶۵

(۳) امانتِ فار | شیخ سعمر جرادہ بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک وقت آپ

کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ بیٹھے ہوئے
کچھ لکھ رہے تھے، کہ اتنے میں چھت پر سے دو تین دفعہ کچھ مٹی گری، آپ اُسے
جھاڑتے گئے، جب چوتھی دفعہ گری، تو آپ نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا، کہ ایک چوہا مٹی کھود
کر گرا رہا ہے، آپ نے اُس سے فرمایا، کہ تو اپنا سر اڑا دے، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ اُس
چوہے کا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف جا پڑا، اس کے بعد آپ اپنا لکھنا چھوڑ
کر نہایت تلبیدیہ ہوئے، میں نے عرض کیا، حضرت! آپ اس وقت کیوں آبدیدہ
ہیں، آپ نے فرمایا، میں ڈرتا ہوں، کہ مبادی کسی مسلمان سے مجھے ایذا پہنچے، تو اس
کا بھی یہی حال ہو، جو حال کہ اس چوہے کا ہوا،

(۴) امانتِ عقب | آپ کے رکابدار ابو العباس احمد بن محمد بن احمد القرشی۔

بغدادی بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ سواری
پر جامع منصور شریف لے گئے، جب آپ وہاں سے واپس آئے، تو آپ نے اپنی
چادر اتاری اور اپنی پیشانی پر سے ایک پتھون کا لکڑی پر ڈالا، جب یہ پتھون ہانگنے
لگا، تو آپ نے اُس سے فرمایا، کہ

مُؤْتِي بِيَاذِنِ اللّٰهِ
بِامْرَالِهِي تُوْمَرَجَا

آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ وہ اسی وقت دم بخود ہو گیا، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ اس نے
مجھے جامع منصور سے یہاں تک ساتھ دفعہ کاٹا تھا۔

(۵) امانتِ عصفور | شیخ عمر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ

ایک روز آپ وضو کر رہے تھے، کہ اسی اثنا میں
ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کی یہ چڑیا اسی وقت گر کر مر گئی، جب آپ وضو کر چکے
تو آپ نے کپڑے کا اتنا حصہ دہویا، اور اتار کر مجھے دیا، کہ اسے فروخت کر کے اس
کی قیمت خیرات کر دو، یہ اس کا بدلہ ہے۔

(۶) سلبِ امراض | شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی موصلی بیان کرتے
ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ

ﷺ ملاحظہ ہو قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح ۳ قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

ﷺ کذانی القلائد ۱۲ منہ ۳ کذانی جود قلائد ۱۲ منہ ۳

اللہ علیہ کی خدمت میں قریباً تیرہ سال تک رہا، اس عرصہ میں میں نے آپ کے بہت سے توارق دیکھے، منجملہ ان کے ایک یہ واقعہ ہے، کہ جس مریض سے اہلباء عاجز آجاتے، وہ آپ کی خدمت لایا جاتا، آپ اس کے حق میں دعا فرماتے، اور اپنا دست مبارک اس پر پھرتے، وہ اسی وقت آپ کے سامنے تندرست اُٹھ کھڑا ہوتا۔ ایک وقت کا ذکر ہے، کہ خلیفہ المستنجد باللہ کے اعزہ

(۷) **مریض استسقاء** میں سے ایک استسقاء کا مریض آپ کے پاس لایا گیا، اس کا شکم مرض استسقاء کی وجہ سے بہت ہی پھولا ہوا تھا، آپ نے اس کے شکم پر اپنا دست مبارک پھیر دیا، اللہ کے حکم سے اس کا شکم بالکل ہموار ہو گیا، گو آپ اس کو کوئی بیماری ہی نہ تھی،

(۸) **مریض بخار** ایک دفعہ ابوالمغالی احمد البغدادی الحنبلیؒ آپ کی خدمت میں آئے، اور عرض کی، کہ میرے فرزند محمد کو سو سال سے بخار آتا ہے، اور کسی طرح رفع نہیں ہوتا، بلکہ زیادہ ہوتا جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ تم اس کے کان میں جا کر کہو، کہ اے بخار تجھے عبدالقادر کہتا ہے، کہ میرے لڑکے کو چھوڑ کر (قریب) حلہ میں چلا جا۔

آپ نے ایسا ہی کیا، بخار فوراً چکر ہو گیا، اور اہل حلہ بخار میں مبتلا ہو گئے،

(۹) **مفلوج و مجذوم مادر زاونا پینا** شیخ ابوالحسن علی قرنیؒ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ

میں اور شیخ علی بن ابی نصر البیتی حضور غوثیت مآب کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی تاجر حاضر ہوا، اور یوں عرض کرنے لگا، کہ حضور دعوت قبول کرنا مسنون ہے، میں آپکی دعوت کرتا ہوں، آپ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں، آپ نے کچھ عرصہ سر جھکائے رکھا، پھر اٹھایا، اور فرمایا، کہ ہاں قبول ہے، اس کے بعد آپ خچر پر سوار ہو کر ابو غالب کے مکان پر پہنچے، وہاں آگے ہی بغداد کے علماء و مشائخ جمع تھے، ابو غالب نے ایک دسترخوان پچھایا، جس پر قسم قسم لے بیٹھے

۱۲ منہ ۷

۱۲ منہ ۷

ترش اور نکمیں کھانے چنے گئے پھر دو شخصوں نے ایک بڑے سر پہرے لٹکے کو لا کر دسترخوان کے اخیر میں رکھ دیا۔

حضور غوثیت مآب سر جھکائے بیٹھے تھے، آپکی عظمت و ہیبت اور ربوبیت کی وجہ سے حاضرین پر خاموشی و سکوت کا عالم طاری تھا، اتنے میں آپ نے شیخ علیؒ کو اشارہ کیا، کہ اس لٹکے کو اٹھا کر میرے پاس لاؤ، انہوں نے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے انکو حکم دیا، کہ اسے کھولو، انہوں نے جو نہی کھولا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ابو غالب کا ایک مغلوج اور مجذوم مادر زاد نابینا لڑکا ہے، آپ نے اس لڑکے سے فرمایا، کہ تو اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہو، معالژ کا بننا اور تندرست ہو کر دوڑنے لگا، یہ دیکھ کر حاضرین چار سو چہ حیرت میں پڑ گئے، چاروں طرف ایک غلغلہ اور شور برپا ہو گیا، آپ حاضرین کی بے خبری میں وہاں سے کھانا کھائے بغیر نکل آئے اسی طرح ایک دفعہ آپ کی مجلس میں روانہ کی

(۱۰) مریض لڑکا

ایک جماعت دوسرے پہرے ہوئے ٹوکری لائی، اور آپ سے آکر پوچھا، کہ ان ٹوکروں میں کیا ہے، پس آپ کرسی پر سے اترے اور ان میں سے ایک پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا، کہ اس میں ایک بیمار لڑکا ہے، پھر اپنے صاحبزادہ عبد الرزاق سے فرمایا، اسے کھولو، جب کھولا گیا، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ اس میں فی الحقیقت ایک بیمار لڑکا ہے، آپ نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کہ اٹھ کھڑا ہو، وہ اٹھ کر تندرست ہو کر دوڑنے لگا، پھر آپ نے دوسرے ٹوکری پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، کہ اس میں ایک تندرست لڑکا ہے، اور اپنے صاحبزادہ کو حکم دیا، کہ اسے کھولو، جب انہوں نے کھولا تو اس میں ایک تندرست لڑکا پایا، وہ اٹھ کر چلنے لگا، آپ نے اس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا، کہ بیٹھ جا، وہ وہیں بیٹھ گیا، یہ دیکھ کر روانہ کی گئی، آپ کے دست مبارک پر توبہ کی،

(۱۱) اخراج جن

ابوسعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی کا بیان ہے، کہ میری ایک باکرہ لڑکی فاطمہ نام ایک دفعہ میرے گھر کی چھت پر چڑھی، اور اسے کوئی چیز اٹھا کر لے گئی، اس وقت

اس لڑکی کی عمر سولہ سال کی تھی، میں حضور غوثیت آب کبذست میں آیا اور آپ سے یہ سناری سرگزشت کہ سنائی، آپ نے فرمایا، کہ آج رات کرخ کے ویرانے میں چلیں نیلے کے پاس بیٹھ جاتا، اور اپنے گرد زمین پر دائرہ کھینچ لینا، اور دائرہ کھینچتے وقت یوں کہنا، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نِسْتِ عَبْدِ اللّٰهِ اَزْ اَعَاذِ شَبِّ مِیْنِ جَنَاتِ كِے گروہ مختلف اشکال میں تیرے پاس سے گزریں گے، تو انہیں دیکھ کر خوف نہ کھانا، جب صبح ہوگی، تو ان کا بادشاہ ایک جماعت کی معیت میں تجھ پر گزرے گا، اور تیری حاجت دریافت کریگا، اس وقت بتلا دینا، کہ بعد القادر نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے اور میری حاجت یہ ہے، پس میں چلا گیا، اور آپ کے حکم کی تعمیل کی، آپ کے ارشاد کے مطابق مہیب، خوفناک اور ڈراؤنی صورتیں مجھ پر سے گزرنے لگیں، مگر کوئی دائرہ کے قریب نہ آسکا، جنات گروہ درگروہ گزرتے گئے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار آیا، اس کے آگے کئی جماعتیں تھیں، وہ دائرے کے مقابل ٹھیر گیا، اور مجھ سے پوچھنے لگا، کہ اے بندہ خدا تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا، حضور غوثیت آب نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے، یہ سکر وہ گھوڑے سے اُترا، اور زمین کو بوسہ دیکر دائرہ سے باہر بیٹھ گیا، اس کے ہمراہی بھی بیٹھ گئے، میں نے اپنی لڑکی کا قصہ کہ سنایا، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کہ جس نے یہ کام کیا ہے، اس کو میرے پاس لاؤ، کچھ دیر بعد ایک سرکش جن لایا گیا، جس کے ہمراہ وہ لڑکی تھی، اور بادشاہ کو بتلایا گیا، کہ یہ ملک چین کے سرکش جنوں میں سے ہے، بادشاہ نے اس سے لڑکی کے اٹھایا جانے کی وجہ دریافت کی، اور اس نازیبا حرکت کا سبب پوچھا، اس نے کہا، کہ میرے عشق نے مجھے مجبور کیا تھا، بادشاہ نے اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا، اور لڑکی میرے حوالے کر دی، اسی طرح کا ایک اور قصہ ہے، کہ ایک شخص آپکی

(۱۲) مریضہ مرگی

خدمت میں آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ میں صفہان کا باشندہ ہوں، میری ایک عورت ہے، وہ اکثر مرض مرگی میں مبتلا رہتی ہے، تو یوں گنڈے دلتے اس سے عاجز آگئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ واوی سرندیپ کے خانس نام ایک سرکش

نہ دیکھو بوجہ ص ۱۲ منہ ۷

جن کی شہادت ہے، جب تیری عورت کو مرگی آئے تو اس کے کان میں کہدینا، کہ
عبدالقادر جو بغداد میں رہتا ہے، تجھے کہتا ہے، کہ پھر نہ آنا، اگر پھر آئیگا، تو ہلاک ہو جائیگا،
وہ شخص چلا گیا، اور دس سال تک نہ آیا، پھر آیا، تو اس سے دریافت کیا گیا، اس نے
کہا، کہ میں نے شیخ کے قول پر عمل کیا تھا، آج تک اُسے پھر مرگی نہیں ہوئی،

(۱۳) **بیمار اونٹنی** | ایک روز شیخ ابو حفص عمر بن صالح حدادی اپنی اونٹنی لیکر
حاضر خدمت اقدس ہوئے، اور عرض کی، کہ میں حج کو جانا

چاہتا ہوں، اور یہ اونٹنی چلنے سے قاصر ہے، اس کے سوا اور میرے پاس ہے نہیں
یہ سنکر اپنے اپنا پاؤں مبارک اس اونٹنی پر مارا اور اپنا دست مبارک اسکی پیشانی
پر رکھا، شیخ ابو حفص کا بیان ہے، کہ پہلے وہ اونٹنی سب اونٹنیوں سے پیچھے راکتی
تھی، پھر چلنے میں سب سے سبقت لے جاتی،

(۱۴) **بیمار کبوتری** | ایک دن حضور غوثیت مآب شیخ ابو الحسن علی بن
احمد بن وہب الازہبی کی عیادت کیلئے تشریف

لے گئے، آپ نے وہاں ایک کبوتری اور ایک قمری دیکھی، شیخ ابو الحسن نے عرض کیا، کہ
حضور! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی، اور یہ قمری نو ماہ سے نہیں بولتی،
آپ نے کبوتری سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ بے کبوتری! اپنے مالک کو فائدہ پہنچا،
اور قمری سے کہا، کہ تو اپنے خالق کی تسبیح کر، اس آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ قمری بولنے لگ
گئی، حتیٰ کہ انبیان بغداد بسا اوقات اس کی آواز سننے کے لئے جمع ہو کر تے اور کبوتری
نے بھی انڈے دیئے، اور پتھے نکالے، اور تادم مرگ ایسا ہی کرتی رہی،

(۱۵) **کھجور کے دو خشک درخت** | شیخ ابو المنظر اعلیٰ کا بیان ہے
کہ شیخ علی بن ابی اسر

المیسیٰ جب کسی علیل ہو جاتے، تو اکثر میرے باغ میں آجاتے، جہاں کئی روز ان کی
بیمارداری کی جاتی، ایک دفعہ آپ بیمار ہو کر میرے باغ میں آئے، حضور غوثیت
مآب آپ کی عیادت کے لئے وہاں تشریف لائے، اس باغ میں کھجور کے دو درخت
تھے، جو بالکل خشک ہو گئے تھے، اور چار سال سے پھل نہ دیتے تھے، میں نے انکے

۱۲ ہجرت ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م ۱۲۱۲ م

کاٹنے کا ارادہ کر رکھا تھا، حضور غوثیت آب اُٹھے، اور ان میں سے ایک کے پیچھے آپ نے وضو فرمایا، اور دوسرے کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی، وہ دونوں درخت ایک ہفتہ کے اندر بار آور اور پھر ہو گئے، حالانکہ وہ کھجوروں کے بار آور ہونے کا وقت نہ تھا،

پھر میں نے اپنے باغ کی کچھ کھجوریں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیں، آپ نے ان میں سے کچھ تناول فرمائیں، اور فرمایا، کہ ایزد متعال تیری زمین تیرے درہم، تیرے صاع اور تیرے مویشی میں برکت دے اُس سال سے میری زمین کی آمدنی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا، درہم کی یہ حالت تھی، کہ جس تجارتی کام میں میں نے ایک درہم خرچ کیا، وہاں سے کئی حاصل کئے، گیہوں کی یہ کیفیت تھی، کہ جب میں کسی مکان میں گیہوں کی سو بوریاں رکھتا ہوں، تو اس سے اگر پنجاس خیرات کر دیتا، اور باقی کھاتا، تو بھی سو بوریاں بحال پاتا، میرے مویشی اتنے پیچھے جتے، کہ میں شمار نہ کر سکتا،

(۱۶) گیہوں میں برکت | شیخ ابوالعباس احمد جو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے

رکابدار تھے، ذکر کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا، میں نے آپ سے ناقہ کشتی اور کثرت عیال کا شکوہ کیا، آپ نے ایک دیکھ گیہوں نکال کر میٹھے، اور فرمایا، کہ اسے کو آ رہ میں ڈال کر منہ بند کر دینا، اور اس کے پہلو میں ایک سوراخ کر کے اُس میں سے اناج نکال کر پیس لیا کرنا، شیخ ابوالعباس کہتے ہیں، کہ ہم نے اس سے پانچ سال تک کھایا، پھر میری اہلیہ نے جو اُسے کھولا، تو اتنے ہی گیہوں پائے، جو سات دن میں ختم ہو گئے، میں نے یہ ماجرا آپ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا، کہ اگر تم اُسے ویسا ہی رہنے دیتے، تو گیہوں عمر بھر ختم نہ ہوتے،

۱۲ منہ ۱۱ منہ ۱۰ منہ ۹ منہ ۸ منہ ۷ منہ ۶ منہ ۵ منہ ۴ منہ ۳ منہ ۲ منہ ۱ منہ
۱۲ منہ ۱۱ منہ ۱۰ منہ ۹ منہ ۸ منہ ۷ منہ ۶ منہ ۵ منہ ۴ منہ ۳ منہ ۲ منہ ۱ منہ
۱۲ منہ ۱۱ منہ ۱۰ منہ ۹ منہ ۸ منہ ۷ منہ ۶ منہ ۵ منہ ۴ منہ ۳ منہ ۲ منہ ۱ منہ
۱۲ منہ ۱۱ منہ ۱۰ منہ ۹ منہ ۸ منہ ۷ منہ ۶ منہ ۵ منہ ۴ منہ ۳ منہ ۲ منہ ۱ منہ

(۱۷) بارش کا تھم جانا | شیخ عمر کی پائی اور عدی بن مسافر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضور غوثیتاب

وعظ فرما رہے تھے، کہ یکایک بارش شروع ہو گئی، اہل مجلس پر اگندہ اور منتشر ہونے شروع ہو گئے، آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر کہا، کہ ”میں تو جمع کرتا ہوں، اور تو پراگندہ کرتا ہے، مگر مجلس پر بارش بند ہو گئی، اور مدرسہ کے باہر بدستور ہوتی رہی،

(۱۸) طغیانی کا رکننا | اسی طرح ایک دفعہ دریائے دجلہ طغیانی پر آیا، اہالیانِ بغداد گھبرا اٹھے، انہیں خوف

دامتگیر ہوا، کہ کہیں بغداد غرق نہ ہو جائے، لہذا سب نے آن کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فریاد کی، آپ نے اپنا عصا لیا، دجلہ کے کنارہ پر تشریف لائے، اور اپنا عصا دجلہ کی اصلی حد پر گاڑ کر فرمایا، کہ بس یہیں تک رہو، معا پانی اتر کر اپنی اصلی حد تک پہنچ گیا،

(۱۹) عصا کا نور ہونا | شیخ ابو عبد الملک ذیال بیان کرتے ہیں، کہ شہ ۶۶۵ ہجری کا واقعہ ہے، کہ میں ایک دن

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں کھڑا تھا، کہ آپ اپنے دولت خانہ سے عصالے ہونے باہر تشریف لائے، مجھے اُس وقت یہ خیال ہوا، کہ کاش آپ اپنے عصالے مبارک سے مجھے کوئی کرامت دکھاتے، ابھی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا، کہ آپ نے میری طرف سُسکرا کر دیکھا، اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا، زمین پر گاڑنے ہی وہ روشن ہو کر چمکنے لگا، اور بدستور ایک گھنٹہ تک اسی طرح چمکنا رہا، اُس کی ستور شاؤں سے اطراف اکناف چمک اُٹھے، اس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی رہی، پھر جب ایک گھنٹہ کے بعد اپنے اُسے اُٹھایا تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا، کہ ذیال! تم یہی چاہتے تھے،

ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲

ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲ ص ۱۲

(۲۰) بے موسم سبب کا آنا

شیخ ابو العباس خضر بن عبد اللہ بن

روز میں نے امام مستنجد باللہ ابو المنظر یوسف عباسی کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دیکھا، اس نے آپ سے عرض کیا، کہ حضور! طمانینت قلبی کے لئے میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں، آپ نے دریافت کیا، کہ تو کیا چاہتا ہے، ابو المنظر نے عرض کیا، کہ غیب سے ایک سبب، آپ نے ہوا میں ہاتھ پھیلا یا کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ کے دست مبارک میں دو سبب ہیں، حالانکہ عراق میں اس وقت سبب کا موسم نہ تھا،

آپ نے ایک سبب ابو المنظر کو دیا، اور دوسرا خود رکھا، جب دونوں سبب پھاٹے گئے، تو آپ کا تو سفید خوشبودار اور معطر نکلا، مگر ابو المنظر کے سبب میں کیر نکلا، اس نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا، کہ تیرے سبب کو ظالم کا ہاتھ لگا ہے، جس کی وجہ سے اس میں کیر پیدا ہو گیا ہے، اور میرے سبب کو کسی دلی اللہ کا ہاتھ لگا ہے، اس لئے یہ عمدہ نکلا، اور اس کی خوشبو مہک گئی،

(۲۱) خیر موت

احمد بن المبارک المرغانی بیان کرتے ہیں، کہ بھلائی طلباء کے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ پڑھتے تھے، ایک عجمی شخص تھا، اس کا نام اُبی تھا، یہ شخص نہایت غنی اور کند ذہن تھا، باوجود محنت اور دقت کے ساتھ سمجھانے کے یہ شخص کوئی بات بھی نہیں سمجھ سکتا تھا، ایک روز یہ شخص آپ سے پڑھ رہا تھا، کہ آپ کی ملاقات کے لئے ابن سہل آئے، انہیں آپ کو اس شخص کے ساتھ بہت محنت کرتے ہوئے دیکھ کر نہایت تعجب ہوا، جب وہ شخص اپنے سبق سے فارغ ہو کر چلا گیا، تو انہوں نے آپ سے کہا، کہ مجھے آپ کو اس شخص کے ساتھ اس قدر محنت کرتے ہوئے دیکھ کر نہایت تعجب ہے، آپ تو اس کے ساتھ عدد درجہ مشقت اٹھاتے ہیں، آپ نے فرمایا، کہ اس کے ساتھ میری محنت و مشقت کے دن ایک ہفتہ سے کم رہ گئے ہیں، ہفتہ پورا نہ ہونے پایگا، کہ یہ بیچارہ اس جہان کو خیر باد کہہ کر دار ابدی کی

۱۲ سنہ ۷۰۰ھ ابو المنظر نے عباسیوں سے تعلق رکھا، ۵۵۰ھ میں مسند طمانینت پر مشاء اور شیخ جو مدنی اہل کو تیک کہہ کر دار ابدی کی جانب کوچ کر گیا ۱۲ سنہ ۷۰۰ھ ملاحظہ ہو مکتبہ الجواہر ۱۲ سنہ ۷۰۰ھ

جانب کوچ کر جائیگا،

ابن سخیل کہتے ہیں کہ میں اس بات سے نہایت متعجب ہوا اور ہفتہ کے دن شمار کرنے لگا، یہاں تک کہ ہفتہ کے آخری دن وہ شخص داعی اجل کو لبیک کہ گیا۔

ہیں بن عبداللہ تستری کا بیان ہے کہ
(۲۲) آپ کا پانی پر چلنا | ایک مرتبہ آپ اہل بغداد کی نظر سے

عرصہ تک غائب رہے، لوگ آپ کی تلاش میں نکلے، اچانک ایک شخص نے لوگوں کو اطلاع دی، کہ میں نے آپ کو دریا کی طرف جاتے دیکھا ہے، یہ سن کر سب کے سب دریا کی طرف گئے، جب دریا پر پہنچے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ پانی پر سے لوگوں کی طرف چلے آ رہے ہیں، اور مچھلیاں بکثرت آن آ کر آپ کو سلام اور دست بوسی کرتی جاتی ہیں، اس وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا، اسی اثنا میں ایک بڑی بھاری جائے نماز دکھائی دی، جو تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی، یہ جائے نماز سبز رنگ کی تھی، اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر میں آلائی اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون اور دوسری میں سلام علیکم اهل البیت انہ حمید مجید لکھا ہوا تھا،

ہیں بن عبداللہ تستری بیان کرتے ہیں، کہ جب یہ جائے نماز بچھ چکی، تو ہم نے دیکھا، کہ بہت لوگ آئے، اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تھی، یہ لوگ سب کے سب سرنگوں تھے، اور ان کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری تھے، ان کی خاموشی اور ان کے سکوت سے ایسے معلوم ہوتا تھا، کہ گویا قدرت نے انکو خاموش ہی پیدا کیا ہے، جب تکبیر کہی گئی، تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے، اس وقت آپ کے چہرہ سے عظمت اور رعیت ٹپک رہی تھی، غرض اس جماعت نے اور اہل بیان بغداد نے جو آپ کی جستجو میں وہاں پہنچے ہوئے تھے، آپ کے پیچھے ظہر کی نماز ادا کی، نماز کے وقت سب پر ایک وجدانہ کیفیت طاری تھی، آگے آگے آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا

نور نظر لکرا آسمان کی طرف جاتا تھا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے یہ دعا پڑھی
 اللَّهُمَّ لِيَّ اسْتَلْكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ
 حَبِيبِكَ وَخَيْرَتِكَ مِنْ
 خَلْقِكَ أَنْتَ لَا تَقْبِضُ
 دُوحَ مُرَيْدٍ أَوْ مُرَيْدِيهِ
 لَا ذُوَالِ إِيَّالَا عَلَى تَوْبَةٍ
 نے مولا! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب
 اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفیٰ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ بنا کر دعا مانگتا ہوں
 کہ تو میرے مریدوں کو اور میرے مریدوں
 کے مریدوں کی کہ جو میری طرف منسوب
 ہوں، روح قبض نہ کر، مگر توبہ پر،

ہیل بن عبد اللہ تستری بیان کرتے ہیں، کہ ہم نے آپکی دعا پر ملائکہ کے ایک
 بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا، جب آپ دعا ختم کر چکے، تو پھر ہم نے یہ ندا سنی،
 ابشُرْنَا لِيَّ قَدْ اسْتَجَبْتُ
 تم خوش ہو جاؤ، میں نے تمہاری دعا،
 قبول کر لی،

(۲۳) نظر کشفی شیخ ابوالفتحی محمد بن ازہر صیرفینی بیان کرتے ہیں، کہ میں
 ایک سال تک اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا رہا، کہ وہ
 مجھے رجال الغیب میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب کرے، اچانک میں
 نے ایک شب خواب میں دیکھا، کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
 کے مزار شریف پر حاضر ہوں، اور ایک بزرگ بھی وہاں موجود ہیں، مجھے خیال
 ہوا، کہ یہ بزرگ رجال الغیب سے ہیں، اس کے بعد میں بیدار ہو گیا، بیدار
 ہونے کے بعد میں نے چانا، کہ حالت بیداری میں ان کی زیارت کروں، چنانچہ
 میں اس امید پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت
 کرنے آیا، جب مزار شریف پر پہنچا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ وہی بزرگ وہاں موجود ہیں
 جن کی میں نے گذشتہ شب خواب میں زیارت کی تھی، میں نے چانا، کہ مزار شریف
 کی زیارت سے جلد فارغ ہو کر اس بزرگ کی گد م بوسی کا شرف حاصل کروں، مگر
 وہ مجھ سے پہلے فارغ ہو کر واپس ہو گئے، میں بھی سب کچھ چھوڑ کر ان کے پیچھے
 پیچھے ہو لیا، یہاں تک کہ وہ دجلہ پر آئے، ان کے آتے ہی دجلہ کے دونوں
 کنارے اس قدر قریب ہو گئے، کہ وہ اپنا ایک قدم اس کنارہ پر اور دوسرا اس

کنارہ پر رکھ کر دجلہ سے پار ہو گئے ہیں نے، اُس وقت انہیں قسم دلائی، کہ وہ ذرا ٹھیر کر مجھ سے کچھ ہم سخن ہوں، چنانچہ وہ ٹھیر کر میری طرف متوجہ ہوئے ہیں نے ان سے دریافت کیا، کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، حَنِيفًا مُسْلِمًا ذَمًا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اس سے میں سمجھا، کہ شاید یہ بزرگ حنفی المذہب میں اس کے بعد میں واپس ہونے لگا، تو مجھے خیال ہوا، کہ میں اب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بھی یہ واقعہ بیان کروں، مگر خیال پیدا ہوتے ہی سیدھا میں آپ کے عقبہ عالیہ پر گیا، جب آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر پہنچا، تو اپنے اندر سے ہی پکار کر مجھ سے فرمایا، کہ محمد بن ازہر! اس وقت مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے،

اپ کے خادم ابوالرضیٰ بیان کرتے ہیں، کہ ایک (۲۲) روحانی اشارہ روز آپ اشارہ کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ دستے میں اپنے اوپر کی طرف نگاہ کی پھر خاموش ہو گئے پھر اپنے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ نہیں، صرف سو دینار کے لئے کہتا ہوں، بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لیکر آئے، آپ نے صرف ایک شخص سے لے لے اور باقی لوگ واپس آ گئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ نے یہ سو دینار کس واسطے طلب فرمائے ہیں؟

ابوالرضیٰ بیان کرتے ہیں، کہ اس کے بعد اپنے مجھے بلا کر فرمایا، کہ تم یہ مقبرہ ثونیزیہ پر لے جاؤ، وہاں ایک ضعیف العمر شخص بڑبڑا ہوا ہوگا، اسے یہ سو دینار دیکر میرے پاس لے آؤ،

میں حسب ارشاد مقبرہ ثونیزیہ پر گیا، وہاں پر ایک بوڑھا شخص بڑبڑا ہوا تھا، میں نے السلام علیکم کہہ کر سو دینار اسے دیدیئے، وہ یہ دیکھ کر بے ساختہ زور سے چلایا، اور بیہوش ہو کر گر گیا، جب وہ ہوش میں آیا، تو میں نے اسے کہا کہ حضور غوثیت مآب تمہیں بلا رہے ہیں، یہ شخص بڑبڑا اپنے کندھے پر رکھ کر میرے

ساتھ ہو لیا، جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے، تو آپ نے اُسے اپنے نزدیک منبر پر بلوا کر فرمایا، کہ تم اپنے قصہ کو بالتفصیل بیان کرو، اُس نے کہا، کہ حضرت! میں اپنی صغیر سنی میں بہت عمدہ گانا بجاتا تھا، لوگ بھی کہاں اشتیاق سے میرے گانے کو سنا کرتے تھے، جب میں بڑا ہو گیا، تو لوگوں کا میری طرف التفات بہت کم ہو گیا، اس لئے میں اپنے دل میں عہد کر کے شہر سے بالکل باہر نکل گیا، کہ اب آئندہ سے میں مردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤنگا، میں اس اثنا میں قبرستانوں میں پھرتا رہا، اچانک ایک دن ایک قبر میں سے ایک شخص نے اپنا سرنکا لکر مجھ سے کہا، کہ تم مردوں کو اپنا گانا کہاں تک سناؤ گے، اب تم خدا کے ہو جاؤ، اور اُسے اپنا گانا سناؤ، اس کے بعد مجھے کچھ مینڈی آگئی، پھر میں نے اٹھکر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے،

يَا زَيْتُ مَالِي عُدَّةٌ يَوْمَ الْوَلَقَاءِ
إِلَّا رَجَا قَلْبِي وَنُطْقَ رِسَائِي

ہی قیامت کیدن کے لئے میرے پاس کوئی سامان نہیں، بجز
اس کے کہ دل سے امید مغفرت اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں

قَدْ أَمَكَ الرَّأْجُونَ بِيَعْفُونَ الْمُنَى
وَأَجِيبَتَانِ عُدَّتُ بِالْحُرْمَانِ

کل امید رکھنے والے تیری درگاہ میں نائز المرام ہوں گے، اگر میں محروم
رہ جاؤں، تو میری بدقسمتی پر سخت انوس ہے،

إِنْ كَانَ لَا يَرْجُوكَ إِلَّا فَحْسِنُ
فَمَنْ يَلُودُ وَيَسْتَجِيرُ الْجَائِي

اگر صرف نیک لوگ ہی تیری خواہش کیا کرتے، تو گناہگار لوگ
کس کے پاس جا کر پناہ لیتے،

شَيْبِي شَفِيعٌ يَوْمَ عَرْعِي وَالْوَلَقَاءِ
فَعَسَاكَ تُنْقِذُنِي مِنَ النَّيْرَانِي

میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنیگا، امید ہے، کہ

تو مجھے اُس پر نظر کر کے دوزخ سے بچائیگا،
 میں کھڑا ہوا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آکر منہ سے یہ دینار
 دینے اُج میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں، پھر اُس
 شخص نے اپنا بڑبڑ توڑ ڈالا، اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا،
 اس کے تائب ہونے پر باقی چالیس آدمیوں نے بھی جن کے دینار حضور
 غوثیت تائبے واپس کر دیئے تھے، اپنے اپنے سو دینار اسی کو دیدیئے، یہ
 واقعہ دیکھ کر پانچ شخص جان بحق تسلیم ہوئے،

شیخ المشائخ زین العلماء بدیع
 الدین ابوالقاسم کا بیان ہے،

(۲۵) معیبات پر اطلاع

کہ ایک دفعہ ابو عمر و عثمان بن اسمعیل نے مجھے بغداد میں مسند امام احمد بن حنبل کا نسخہ
 خریدنے کیلئے بھیجا جب میں بغداد میں آیا، تو میں نے لوگوں کو حضرت شیخ محی الدین
 عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر فریفتہ پایا، میں نے دل میں کہا، کہ اگر
 فی الحقیقت یہ شخص ایسا ہی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے، تو ضرور یہ مجھے میرے دل
 کی بات بتا دیگا،

پھر میں نے اپنے دل میں سوچا، کہ میں چاہتا ہوں، کہ جب میں شیخ محی الدین
 کے پاس جاؤں، اور اُن سے سلام کہوں، تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں، بلکہ مجھ
 سے منہ پھیر لیں، اور اپنے خادم سے کہیں، کہ اس آبنو اے شخص کی پشیمانی کے
 داغ کے برابر چھوٹا ہے، کا ایک ٹکڑا اور شہد جو وزن میں پورے دو دانگ ہو،
 لے آؤ، جب خادم یہ دونوں اشیاء شیخ کے پاس لے آئے، تو پشیر اس کے کہ میں
 اُن سے سوال کروں، وہ اپنی کلاہ مجھے پہنا دیں، اور میرے سلام کا جواب دیں،
 یہی جی میں ٹھان کر میں فوراً اُٹھا، اور شیخ کے مدرسہ میں آیا، میں نے اُنکو محراب میں
 بیٹھے پایا، انہوں نے میری طرف ایک نظر دیکھا، جس سے میں سمجھ گیا، کہ انہوں
 نے میرے مافی الضمیر کو دریافت کر لیا ہے، میں نے اُن سے سلام کیا، انہوں نے
 میرے سلام کا جواب نہ دیا، بلکہ مجھ سے اپنا منہ پھیر لیا، اور اپنے خادم سے کہا، کہ

لے دیکھو بوجہ مسئلہ ۱۲ مندرج

اس آنیوالے شخص کی پیشانی کے دغ کے برابر چہو ہارے کا ٹکڑا اور پورے دو دانگ شہدے آو، وا شد شیخ نے وہی الفاظ دہرائے، جو میرے دل میں تھے جب خادم دونوں چیزیں لے آیا، تو شیخ نے اپنی کلاہ مجھے پہنادی اور میرے سلام کا جواب دیا، اور مجھ سے فرمایا، کہ کیا تو یہی چاہتا تھا، یہ دیکھ کر میں نے آپ کی خدمت میں قیام کیا، اور آپ سے علم پڑھا، اور حدیثیں سنیں،

(۲۶) محضی بات پر اطلاع ابو الفرح ابن الہامی بیسان کرتے ہیں، کہ میں حضرت

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ایسی باتیں سنا کرتا تھا، جن کا معرض وقوع میں آنا مجھے محال، ناممکن اور بعید از قیاس معلوم ہوتا، اس لئے میں ان باتوں کی تردید کیا کرتا تھا، مگر ساتھ ہی میں آپ سے ملنے کا شائق بھی رہتا تھا، ایک دن کا ذکر ہے، کہ مجھے باب الاذح جانے کی ضرورت لاحق ہوئی جب میں وہاں سے واپس ہوا، تو آپ ہی کے مدرسہ کے قریب سے میرا گذر ہوا، اُس وقت آپ کی مسجد میں نماز عصر کی تکبیر کی جا رہی تھی، اس لئے مجھے بھی خیال ہوا، کہ میں بھی عصر کی نماز پڑھتا ہوا آپ کو سلام کرتا چلوں، چنانچہ میں آپ کی مسجد میں گیا، جماعت کھڑی تھی، جا کر شامل ہو گیا، جماعت میں شامل ہوتے وقت مجھے یہ نہ معلوم تھا، کہ میں بے وضو ہوں،

جب آپ نماز پڑھ کر دعا سے فارغ ہوئے، تو آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا، کہ فرزند من! اگر تم میرے پاس اپنا کام بیکر آتے، تو میں تمہارا کام پورا کر دیتا، مگر تمہیں نسیان بہت غالب ہے، تم نے اس وقت بھوے سے بے وضو نماز پڑھ لی ہے،

آپ کے یہ فرمانے سے میں حیران و انگشت بدندان رہ گیا، کہ آپ کو میرا محضی حال کیونکر معلوم ہو گیا، میں نے اسی وقت آپ کی صحبت اختیار کی،

(۲۷) حالات محضیہ کا اظہار شیخ زین الدین ابو الحسن علی بن ابی طاہر بن نجابن عنانم الانصاری

لہ قلائد ۱۲۱۲ سنہ ۷۰۰ھ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے ۱۲ سنہ ۷۰۰ھ

الفقیہ الحنبلی الواعظ نزیل مصر بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ میں اور میرا ایک رفیق ہم دونوں حج کر کے بغداد آئے، ہمارے پاس اُس وقت سوائے ایک چھری کے اور کچھ نہ تھا، ہم نے اُسے فروخت کر کے چاول خرید کئے، اور پکا کر کھائے، مگر اس سے نہ تو ہم سیر ہوئے، اور نہ ہی ہمیں لطف حاصل ہوا، اس کے بعد ہم حضرت شیخ عبدالقادر حیدرانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے، اپنے اپنا کلام قطع کر کے فرمایا، کہ حجاز سے چند فقراء و مساکین آئے ہیں ان کے پاس بجز ایک چھری کے اور کچھ نہ تھا، اس کو انہوں نے فروخت کر کے چاول لیکر پکائے، اور کھائے، مگر اُس سے نہ تو وہ سیر ہوئے، اور نہ اُس میں انہیں کچھ مزا آیا،

ہمیں یہ سن کر نہایت تعجب ہوا، اس کے بعد اپنے دسترخوان پہنچوایا، میں نے اپنے رفیق سے آہستہ سے پوچھا، کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے، اُس نے کہا، کہ کشک کی، میں نے اپنے دل میں کہا، کہ مجھے تو شہد کی اشتہا ہے، آپ نے اپنے خادم سے فوراً یہ دونوں چیزیں منگوائیں، اور ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ ان دونوں کے سامنے رکھ دو، خادم نے کشک میرے سامنے اور شہد میرے رفیق کے سامنے رکھ دیا، آپ نے فرمایا، یہ ٹھیک نہیں، اس کا عکس کرو، یہ شکر میں بے اختیار چلا اٹھا، اور بے ساختہ دوڑ کر آپ کے پاس گیا، آپ نے فرمایا، واعظ مصر! مر جبا مر جبا، میں نے عرض کیا، کہ حضرت آپ کیا فرماتے ہیں، میں تو اس لائق نہیں، مجھے تو سورہ فاتحہ پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے، آپ نے فرمایا، نہیں، نہیں بھلو علم ہو ابے، کہ میں تم کو ایسا کہوں

ابوالحسن بیان کرتے ہیں، کہ پھر میں آپ سے تحصیل علوم میں مشغول ہو گیا، اور ایک سال میں ہی مجھے اتقدر روحانی فتوحات ہوئیں، جس قدر کہ اور کسی کو بیس سال میں بھی حاصل نہ ہو سکتی تھیں، اس کے بعد میں بغداد میں دُعا کہتا رہا، پھر میں نے آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لی، آپ نے مجھے اجازت دی، اور فرمایا

دیکھو بچو ۱۲ مندرجہ کشک ایک قسم کا کھانا ہے، جو بریسہ کی مانند ہوتا ہے، جسے نہوں یا جو کے آرد اور بکری کے دورھ سے تیار کیا جاتا ہے، کذاتی البران و السراج ۱۲ مندرجہ

کہ جب تم دمشق پہنچو گے، تو وہاں پر نہیں ترکی فوج لیگی، جو کہ مصر پر قبضہ کرنے کی غرض سے آئی ہوگی، تم ان سے کہنا، کہ تم اس سال اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے، اس لئے تم واپس ہو جاؤ، پھر آئندہ دوسرے سال تم کامیاب ہو سکو گے، پناچہ جب میں دمشق پہنچا، تو مجھے ترکی فوج ملی، جو کچھ کہ اپنے ان کی نسبت مجھ سے فرمایا تھا، وہ میں نے ان سے کہ دیا، لیکن انہوں نے میرا کتنا مانا، بعد ازاں جب میں مصر پہنچا، تو وہاں جا کر دیکھا، کہ خلیفہ مصر ان سے مقابلہ کی تیاری کر رہا ہے، میں نے اس سے کہا، کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے، وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے، بلکہ تمہارے ہی سر فوج کا بہرہ بندھیگا،

آخر کو ترکی سپاہ نے مصر پر حملہ کیا، اور ہزیمت پا کر واپس گئے، خلیفہ مصر نے میری بڑی عزت کی، اور مجھے اپنا صاحب اور رازدار بنا لیا، دوسرے سال ترکی سپاہ نے پھر چڑھائی کی، اور اس دفعہ وہ مصر پر قابض ہو گئے، اور میری انہوں نے بھی عزت کی، غرضیکہ آپ کی صرف ایک بات میں مجھے دونوں سلطنتوں کی جانب سے ڈیڑھ لاکھ دینار وصول ہوئے،

خطیب ابو الجرحاء الحزانی بیان کرتے ہیں
(۲۸) آئندہ واقعہ کی خبر

خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنی جائے نماز چھا کر آپ ہی کے نزدیک بیٹھ گیا، اپنے میری طرف دیکھ کر فرمایا، کہ تم امراء و سلاطین کی بساط پر بیٹھو گے، جب میں حنّان واپس آیا، تو سلطان نور الدین الشہید نے مجھے اپنے پاس رہنے پر مجبور کیا، اور مجھے اپنا صاحب بنا کر ناظم اوقاف کر دیا، اس وقت مجھے آپ کا قول یاد آیا،

ابو عبد اللہ محمد بن خضر
(۲۹) لڑکا تولد ہونے کی بشارت

میں، کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی، کہ ۵۶ھ ہجری میں یتیم خانہ بغدادی قادریہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا، کہ اے خضر! تو موصل میں چلا جا، تیری پشت میں اولاد ہے، جو وہاں پیدا ہوگی، سب سے پہلے لڑکا تولد ہوگا، جس کا نام محمد ہوگا، جب وہ

یہ دیکھو، ص ۶۹، ۷۰، ۷۱

سات سال کا ہوگا، تو ایک بغدادی نابینا حافظ اس کو سات ماہ میں قرآن شریف حفظ کرادیگا، اور تیری عمر ۹۴ سال ایک ماہ سات دن ہوگی، اور تواربل میں صحیح الحواس مریگا،

ابو عبد اللہ کا بیان ہے، کہ میرے والد موصل میں سکونت پذیر ہوئے ہیں وہاں شروع صفر ۳۲۵ ہجری میں پیدا ہوا، جب میں سات سال کا ہوا، تو مجھے والد نے مجھے قرآن شریف ازبر کرانے کے لئے ایک نابینا حافظ کے سپرد کیا میں نے سات ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا، میرے والد نے اس حافظ سے نام و سکونت دریافت کی، تو اس نے کہا، کہ میرا نام علی ہے، اور میرے شہر کا نام بغداد ہے، اُس وقت میرے والد کو حضور غوثیت مآب کا قول یاد آگیا،

میرے والد نے ۹ صفر ۳۲۵ ہجری کو اربل میں بعمر ۹۴ سال ایک ماہ سات روز وفات پائی، اور وقت وفات ہوش و حواس قائم تھے

(۳۰) روحانی قوت | شیخ ابو محمد مفرج بن نہبان کا بیان ہے، کہ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

علیہ کی عالمگیر شہرت ہو گئی، تو بغداد کے بڑے بڑے ایک سو فقہاء و آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے، ان سب کی رائے اس بات پر قرار پائی کہ انہیں سے ہر ایک شخص مختلف علوم و فنون میں جدا جدا مسئلہ پوچھے، غرضیکہ وہ تمام فقہاء اس ارادہ سے آپ کی مجلس وعظ میں آئے،

ابو محمد بیان کرتے ہیں، کہ میں اُس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے، تو اپنے اپنا سر جھکایا، معاصر جھکاتے ہی آپ کے سینہ مبارک سے نور کی شعاع ظاہر ہوئی، جسکو کسی نے دیکھا، اور کسی نے نہیں یہ شعاع ان تمام فقہاء کے سینوں پر سے گزری، جس کے سینہ پر گزرتی، وہ حیران و پریشان اور مضطرب و بے قرار ہو جاتا،

اس کے بعد وہ سب کے سب بے ساختہ برہنہ سر ہو کر زور زور سے چلانے روٹنے پھینٹنے اور بے خود ہو کر کپڑے چاک کرنے لگ گئے، تھوڑی دیر کے

بعد تخت پر چڑھ کر رب نے اپنے سر آپ کے قدموں پر ڈال دیئے، مجلس میں ایک کہرام مچ گیا، چاروں طرف شور پیدا ہو گیا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا بغداد ہل رہا ہے،

اس کے بعد اپنے ایک ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا، جب سب کو آپ اپنے سینے سے لگا چکے، تو ان میں سے ایک ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، کہ تمہارے سوال کا یہ جواب ہے، اسی طرح سے اپنے ہر ایک کے سوال کا نام لیکر اس کا جواب بیان فرمادیا، جب آپ کے سب سوالوں کے جواب بیان فرما چکے، اور مجلس ختم ہو گئی، تو میں نے ان سے دریافت کیا، کہ اس وقت آپ لوگوں کا کیا حال ہو گیا تھا، تو انہوں نے بیان کیا، کہ جب ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھے، تو جس قدر کہ ہمارا علم تھا، وہ سب ہم سے سلب ہو گیا، گویا کہ کبھی ہم نے کچھ پڑھا ہی نہ تھا، پھر جب اپنے ہمیں اپنے سینے سے لگایا، تو ہمارا وہی علم بدستور لوٹ آیا، پھر اپنے ہم میں سے ہر ایک کے سوال کو بیان کر کے اس کے وہ وہ جواب بیان فرمائے، جسے ہم مطلقاً نہیں جانتے تھے،

(۳۱) درازی عمر کی خبر | شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفتح الہروی جو حضور غوثیت مآب کے قدیمی خادم

تھے، بیان کرتے ہیں، کہ حضور غوث پاک نے مجھے محو طویل پکارا کرتے تھے، ایک روز میں نے عرض کیا، کہ حضور! میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں، آپ نے فرمایا، تو طویل العمر اور طویل الاسفار ہے، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا، کیونکہ شیخ محمد ایک سو تیس سال زندہ رہے، اور انہوں نے اپنی سیاحت کے دوران میں عجائبات اور درویشوں کے مالک دیکھے، اور کوہ قاف تک پہنچے،

(۳۲) سلب علم | شیخ ابو المنظر منصور بن المبارک الواسطی الواعظ بیان کرتے ہیں، کہ میں عالم شباب میں حضرت

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے پاس اس وقت فلسفہ اور علوم روحانیت کی ایک کتاب تھی، آپ نے قبل اس کے کہ میری کتاب دیکھیں

لے بیجو مشہد ملاحظہ ہو، ۱۲۱ مندرج لکھ دیکھو بیجو مشہد ۱۲ مندرج

یا اس کا مضمون دریافت فرماویں، مجھ سے فرمایا، کہ منصور! یہ کتاب تیرا بڑا
 ساتھی ہے، اٹھ اسے دہو دے، میرے دل نے اس کا دھو ڈالنا گوارا نہ کیا،
 کیونکہ مجھے اس سے محبت تھی، اور اس کے چند مسائل و احکام مرغوب خاطر تھے
 اس لئے میں نے ارادہ کیا، کہ آپ کے سامنے سے اٹھ جاؤں، اور کتاب کو گھر میں
 رکھ آؤں،

اس نیت سے میں اٹھے، کو تھا، کہ حضرت غوث اعظم نے تعجب کی نگاہ سے
 میری طرف دیکھا، پس میں اٹھ نہ سکا، پھر اپنے فرمایا، کہ مجھے اپنی کتاب دو، میں نے
 جو اسے کھولا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ فقط سفید کاغذ میں، جن پر ایک حرف تک بھی
 نہیں لکھا ہوا، میں نے وہ کتاب آپ کو دیدی، آپ نے ورق گردانی کے بعد فرمایا
 کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے، جو محمد بن ضرس کی تصنیف ہے، اور مجھے واپس
 کر دی، کیا دیکھتا ہوں، کہ فی الحقیقت فضائل قرآن ہے، جو ابن ضرس کی تصنیف
 ہے، اور نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہے، پھر آپ نے فرمایا، کہ جو بات دل میں ہو زبان
 سے بھی وہی کہا کرو، توبہ کرو، آگے سے کبھی ایسا نہ کرنا، کہ دل میں تو کچھ ہوا، اور زبان
 پر کچھ، میں نے عرض کیا، کہ ہاں میں توبہ کرتا ہوں،

ابوالمظفر کا بیان ہے، کہ میں دہاں سے اٹھا، تو مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات
 جو مجھے یاد تھے، سب کے سب ایسے فراموش و نسیا منسیا ہو گئے، کہ گویا کبھی ذہن
 میں آئے ہی نہ تھے،

(۳۳) چھت گرنے کی اطلاع | شیخ عبد اللہ محمد بن ابی القاسمی
 الحسینی بیان کرتے ہیں، کہ

ماہ محرم الحرام ۵۵۹ ہجری کا واقعہ ہے، کہ ایک روز آپ کے مسافر خانہ میں آپ کی
 زیارت کے لئے قریباً تین سو اشخاص جمع تھے، اُس وقت آپ بجلت دولت خانہ
 سے نکلے، اور چار پارچہ دفعہ باواز بلند سب کو پکار کر کہا، کہ دوڑ کر میرے پاس آ جاؤ
 تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے، جب اس کے نیچے کوئی بھی نہیں رہا
 تو اس کی چھت گر پڑی، اور لوگ پنج گئے، آپ نے نہ بایا، کہ میں ابھی مکان میں تھا۔

عنه كشف الظنون میں ابن القریب لکھا ہے، وادئ اعلم بالصواب ۱۲ منہج گئے، لیکھو تلامذہ ۱۲ ہجرت ۷

تو اس وقت مجھ سے کہا گیا، کہ اس کی چھت گرنے والی ہے، مجھے خوف ہوا، کہ کوئی
دب جائے اس لئے میں نے تم سب کو بلدی سے اپنے پاس بلایا،

(۳۴) **بشارتِ علم** ابو محمد انشاب النخوی بیان کرتے ہیں، کہ میں مین
عالم شباب میں علم نحو پڑھا کرتا تھا، اس وقت بسا

اوقات اکثر لوگوں سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و
عادات، آپ کی فصاحت و بلاغت اور آپ کے مواعظِ حسنہ کی بجز تعریف تو صیغ
سنا کرتا تھا، اس لئے مجھے آپ کے مواعظ سننے کا اشتیاق مالا یطاق تھا، مگر مجھے

عدم فرصت کی وجہ سے اس کا موقع نہیں ملتا تھا، غرضیکہ میں ایک روز لوگوں کے ساتھ
آپ کی مجلس وعظ میں گیا، جاتے ہی حضور غوثیتِ مآب نے میری طرف التفات کر کے
فرمایا، کہ اگر تم ہمارے پاس رہو، تو ہم تمہیں دینیبویہ کا زمانہ بتا دینگے، چنانچہ میں نے اسی

وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا اور ایک قلیل ہی عرصہ میں مجھے
وہ کچھ حاصل ہوا، جو اس عمر تک حاصل نہیں ہوا تھا، اور مسائلِ نحویہ و علوم عقلیہ و
نقلیہ جو مجھے اس عمر تک کسی سے بھی معلوم نہیں ہوئے تھے، اچھی طرح یاد ہو گئے،

(۳۵) **اثر توجہ** شیخ ابوالحسن علی بن طالع اب التوا بیان کرتے ہیں، کہ میں
ایک روز ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ

اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا، یہ لوگ اپنی ایک مہم کی بابت آپ سے دعا کرنے
جا رہے تھے، راستہ میں اور بھی بہت سے لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے، ان لوگوں میں
ایک لڑکا بھی ساتھ ہو گیا تھا، جو نہایت بد اخلاق تھا، اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا اور

ہلن و براز کے بعد استنجا بھی نہیں کیا کرتا تھا،

اتفاق سے اس وقت آپ رستے ہی میں بل گئے، ان لوگوں نے آپ سے

اپنا مافی الضمیر بیان کیا، اور آپ سے اس کی نسبت دعا کے خواستگار ہوئے، اس

کے بعد ہم آگے بڑھے، اور یکے بعد دیگرے سب نے آپ کی دست بوسی کی، جب

اس لڑکے کی نوبت آئی، اور اس نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا، تو آپ نے اپنا دست مبارک

لے دیکھو، کلانڈ ۱۱۲ سنہ ۱۱۲۰ء میں علم نحو کے بڑے امام گزرو سے ہیں ۱۱۲۰ سنہ ۱۱۲۰ء میں یہ واقعہ

کا ذکر ابو ابرین مذکور ہے ۱۱۲۰ سنہ ۱۱۲۰ء

آستین میں دبا لیا، اور اُس کی طرف ایک نظر دیکھا، مفاد کیجھتے ہی وہ لڑکا بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، جب ہوش میں آیا، تو ڈاڑھی اُس کے چہرہ پر نمودار تھی، پھر یہ اٹھا، اور آپ کے دست مبارک پر تائب ہوا، پھر اپنے اُس سے مصافحہ کیا،

شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائمی الحسینی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا ذکر ہے، کہ شیخ

(۳۶) سلب و اعطاء حال

ابوالحسن علی بن ابیہتی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لائے، میں بھی اُس وقت آپ ہی کے ساتھ تھا، اُس وقت ہم نے آپ کے دولتخانہ کی دہلیز پر ایک نوجوان کو چت پڑا دیکھا، یہ نوجوان شیخ ابوالحسن علی ابیہتی سے کہنے لگا، کہ حضرت آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے، تو شیخ ابوالحسن علی ابیہتی کے کلام کرنے سے قبل ہی آپ نے اُن سے فرمایا، کہ میں نے یہ نوجوان آپ کو دیدیا شیخ موصوف باہر آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا، آپ نے باہر آکر اُس نوجوان کو اس بات کی اطلاع دی، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے بارہ میں میری سفارش منظور کر لی ہے، یہ نوجوان اس بات کی اطلاع پاتے ہی

دہلیز سے نکلا، اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا،

پھر ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے، تو ہم نے آپ سے دریافت کیا، کہ یہ کیا واقعہ تھا، آپ نے فرمایا، کہ یہ نوجوان ہوا میں پرواز کرتا ہوا بغداد پر سے گذرا، اس نے اپنے دل میں خیال کیا، کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے، اس لئے میں نے اسکا حال سلب کر لیا تھا، اگر شیخ علیؑ اس کی سفارش نہ کرتے تو میں اسے نہ

چھوڑتا،

شیخ ابو الخیر محمد بن محفوظ نے بغداد کے اندر اپنے مکان واقع باب

(۳۷) قضائے حاجات

الازج میں بتایا، ۳ رجب ۵۹۳ ہجری بیان کیا، کہ میں اور شیخ ابوالسعود بن ابی بکر، شیخ محمد بن قائد اوانی، شیخ ابو محمد حسن فارسی، شیخ جمیل، شیخ ابوالقاسم مکر

بہ قائد ۱۲۱۲ ہجری ۱۲۱۳ ہجری ۱۲۱۴ ہجری ۱۲۱۵ ہجری ۱۲۱۶ ہجری

بزار، شیخ ابو حفص عمر غزال، شیخ خلیل بن احمد مصری، شیخ ابو البرکات علی بطائی،
 شیخ ابو الفتوح نصر معروف ابن الحضری، شیخ ابو عبد اللہ محمد بن الوزیر عون الدین،
 ابو الفتوح عبد اللہ بن بہتہ اللہ اور ابو القاسم علی بن محمد بن الصاحب حضرت شیخ
 عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے فرمایا جو جو کچھ
 مانگنا ہے، مانگو، شیخ ابو السعد نے کہا، میں ترک ختمیاری چاہتا ہوں، شیخ محمد بن
 قاندر نے کہا، میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں، شیخ بزار نے کہا، میں خوف الہی چاہتا
 ہوں، شیخ فارسی نے کہا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک حال تھا، جسے میں کھوٹھا
 ہوں، میں چاہتا ہوں، وہ حال پھر وارد ہو جائے، شیخ جمیل نے کہا، میں حفظ
 وقت چاہتا ہوں، شیخ عمر غزال نے کہا، میں عمر کی زیادتی چاہتا ہوں، شیخ خلیل
 مصری نے کہا، میں چاہتا ہوں، کہ جب تک میں تمام قطبیت حاصل نہ کروں، مجھے
 موت نہ آئے، شیخ ابو البرکات نے کہا، کہ میں محبت الہی میں استغراق چاہتا ہوں،
 شیخ ابو الفتوح بن الحضری نے کہا، میں چاہتا ہوں، کہ مجھے قرآن و حدیث ازبر ہو
 جائے، میں نے عرض کیا، کہ میں معرفت چاہتا ہوں، جس کو مراد بانیہ اور مراد غیر
 ربانیہ میں تمیز کر سکوں، ابو عبد اللہ محمد بن الوزیر عون الدین نے کہا، میں نائب وزیر
 بننا چاہتا ہوں، ابو الفتوح بن بہتہ اللہ نے کہا، میں خلیفہ کے گھر کا استاد بننا چاہتا
 ہوں، ابو القاسم بن الصاحب نے کہا، میں خلیفہ کی درباری چاہتا ہوں، الغرض سب
 کی حاجات سکر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

كَلَامًا مَدَّ هُوَ كَلَامًا وَ دَهْوًا كَلَامًا مِنْ (اے پیغمبر) وہ دوتا کے طالب اور یہ)
 عَطَاءُ رَبِّكَ مَا كَانَ عَطَاؤُ (آخرت کے طالب) سب ہی کو تمہارے
 رَبِّكَ مَحْظُورًا (بنی اسرائیل سے) پروردگار کی بخشش سے اراد دیتے ہیں
 اور تمہارے پروردگار کی بخشش (عام ہے) کسی پر بند نہیں،

شیخ ابو الخیر کا بیان ہے، کہ واللہ تم باللہ جس نے جو جو کچھ طلب کیا تھا، اُسکو وہی
 کچھ بلا، میں نے ہر ایک کو اسی حالت میں دیکھا جس کو وہ چاہتا تھا، سوائے شیخ
 خلیل کے، کیونکہ ابھی وہ وقت نہ آیا تھا، جس میں اُن سے قطبیت کا وعدہ تھا،

(۳۸) زر نقد کا خون ہو جانا شیخ ابو العباس الخضر الحسین موسیٰ کا بیان ہے، ہم بہت سے آدمی

ایک شب کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حاضر تھے، کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتضی لامر اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام کر کے آپ کے سامنے متودب ہو کر بیٹھ گیا، خلیفہ موصوف اُس وقت آپ سے نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے آیا، اور اپنے ہمراہ دس تھیلیوں میں زر نقد بھرا کر لایا، یہ تھیلیاں خلیفہ موصوف نے آپ کے پیش کیں، آپ نے ان کے لینے سے انکار کیا، خلیفہ نے بہت اصرار کیا، کہ آپ سے ضرور بالضرور قبول فرمائیں، اپنے اس کے اصرار سے دو عمدہ سی تھیلیاں اٹھالیں، ایک کو اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ لیا، اور دوسری کو بائیں میں، پھر آپ نے ان دونوں تھیلیوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نچوڑا، تو ان سے خون ٹپکنے لگا، آپ نے خلیفہ موصوف سے فرمایا، کہ تم غلے تعانے سے نہیں شرماتے، لوگوں کا خون کر کے تم اس مال کو میرے پاس لائے ہو، خلیفہ موصوف یہ سن کر بہوش ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا، کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسب متصل ہونے کی عزت و حرمت مد نظر نہ ہوتی، تو میں اس خون کو اُس کے گھلوں تک بہا دیتا،

(۳۹) ظی الارض شیخ ابو الحسن المعروف بابن السطنطہ البغدادی کا بیان کرتے ہیں، کہ جب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا تھا، تو اُس وقت آپ ہی کا کوئی نہ کوئی کام انجام دینے کی غرض سے اکثر اوقات شب بیداری کیا کرتا تھا۔

چنانچہ ۵۵۲ ہجری کا واقعہ ہے، کہ ایک شب آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے، میں آپ کی خدمت میں آنا بہ بھر کر لایا، مگر آپ نے لیا نہیں، اور بیدار مدرسہ میں تشریف لے گئے، پھر باہر نکلے ہیں بھی آپ کے پیچھے پیچھے بولیا، اس کے بعد آپ بغداد کے دروازہ پر پہنچے، پھر چانک میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے شہر میں پایا، جسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، اس شہر میں پتھر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے،

۱۲ مندرجہ ذیل دیکھو طاہر ۱۲ مندرجہ

جو آپ کے مسافر خانہ کے مشابہ تھا، اس مکان میں چھ اشخاص تھے، انہوں نے آپ کو سلام کیا، آپ ذرا آگے پھلے گئے، اور میں ایک کھنبے کے پاس پھیر گیا، یہاں سے میں نے نہایت پست اور دھیمی آواز سے کسی کے کہنے کی آواز سنی، کچھ منٹ کے بعد یہ آہٹ بند ہو گئی، اس کے بعد جہاں سے یہ آہٹ سنائی دی تھی، ایک شخص اسی طرف گیا، اور وہاں سے ایک شخص کو اپنے کندھے پر اٹھا لایا، اس کے بعد ایک اور شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں، اور سر برہنہ تھا، آیا، اور آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھا کر اس کی مونچھیں تراشیں، اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا، پھر ان اشخاص سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے، کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا، ان سب نے یکزباں ہو کر عرض کیا، بسر و چشم، پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے، ہم تھوڑی دور چلے تھے، کہ بغداد کے دروازہ پر آن پہنچے، دروازہ خود بخود کھل گیا، آپ مدرسہ میں تشریف لائے، اور پھر وہاں سے مکان میں چلے گئے،

جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا، تو میں نے آپ کو قسم دلا کر پوچھا، کہ یہ واقعہ کیا تھا، آپ نے فرمایا، یہ جو شہر تم نے دیکھا، یہ نہاوند تھا، جو کہ اطراف جوانب کے بلاد بعیدہ میں سے ایک شہر کا نام ہے، اور یہ چھ شخص ابدال و نجبا سے تھے، اور ساتویں شخص کہ جن کی آہٹ سنائی دیتی تھی، یہ بھی انہیں میں سے تھے، اور اس وقت وہ وفات پائی ہوئے تھے، اس لئے میں ان کے پاس گیا، اور جس شخص کو کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھایا، وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی شخص تھا، مجھے حکم ہوا تھا، کہ یہ شخص انکا قائم مقام ہوگا، اس لئے وہ میرے پاس لایا گیا، اور اس نے اسلام قبول کیا، اور اب وہ ابدال و نجبا سے ہے، اور جو شخص کہ اپنے کندھے پر ایک شخص کو لائے تھے وہ ابو العباس حضرت خضر طیبہ السلام تھے،

یہ بیان فرمانے کے بعد اپنے مجھ سے اس بات کا اہدیا، کہ میں آپ کی حیات تک کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کروں گا،

(۴۰) مشاہدہ نور | عمر بن حسین بن خلیل الطیب بیان کرتے ہیں، کہ میں

لے قلائد الجواہر ص ۱۱۱ مندرج

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اسوقت میں نے قندیل کی طرح ایک روشنی سی دیکھی، جو آپ کے دہن مبارک سے دو تین دفعہ قریب قریب ہو کر واپس ہو گئی، میں نے نہایت متعجب ہو کر اپنے دل میں کہا، کہ میں لوگوں سے اس کا ذکر ضرور کروں گا آپ نے اسی وقت فرمایا، کہ تم خاموش بیٹھ رہو، مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں، پھر میں نے آپ کی وفات تک اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا،

قدوة العارفين حضرت شیخ مطر البزازانی کے
(۴۱) خواب پر اطلاع | خلف الصدوق ابو الجیر کرم بیان کرتے ہیں کہ میں

نے اپنے والد ماجد کی زندگی کے آخری لمحات میں اُس نے پوچھا، کہ مجھے بتلائیے، کہ میں آپ کے بعد کسی کی پیروی کروں؟ تو آپ نے فرمایا، کہ شیخ عبد القادرؒ کی مجھے خیال ہوا، کہ معلوم نہیں، کہ آپ قصد اکہ رہے ہیں، یا غلبہ مرض کی وجہ سے آپ کی زبان سے نکلا گیا ہے، اس لئے ایک گھڑی کے بعد میں نے آپ سے پھر پوچھا، کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ تو آپ نے فرمایا، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی، پھر میری دفعہ ایک گھڑی کے بعد آپ سے میں نے پوچھا، کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں، تو اس دفعہ بھی آپ نے فرمایا، کہ متقرب ایک زمانہ آئیگا، کہ اسوقت زیادہ تر حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی پیروی کی جائے گی،

الغرض میں اپنے والد کی وفات کے بعد بغداد آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ کی مجلس میں شیخ بقابن بطون، شیخ ابو سعید قیلونی اور شیخ علی بن البیتنی وغیرہ ایسا مشائخ بھی موجود تھے، اسوقت میں نے رجال الغیب کی نورانی شکلیں ملاحظہ کیں ان شکلوں کے دیکھتے ہی مجھے غشی آگئی، پھر جب میں ہوش میں آیا، تو لوگوں کی صفیں چیرتا ہوا بلے ساختہ دوڑ کر آپ کے تحت پر چڑھ گیا، آپ میری وجہ سے تھوڑی دیر خاموش ہو گئے، اور فرمانے لگے، کہ تمہیں اپنے والد ماجد کی وصیت ایک دفعہ ہی کافی نہیں ہوئی میں خوف زدہ ہو کر خاموش رہ گیا،

(۴۲) سانپ سے ہمکلامی | احمد بن صالح الجیلیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بغداد کے مدرسہ نظامیہ

۱۵ فلانہ الجواہر ۱۲ ۱۵ ہجرت الہیہ ۱۲۸۵

میں آپ کے ساتھ موجود تھا، اس وقت کثیر تعداد علماء و فقہاء آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور آپ اس وقت نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ قضا و قدر کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے، کہ اس آٹن میں ایک بست بڑا سانپ آپ کے سامنے پھت سے گرا، تمام لوگ ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ اور ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ مگر آپ نے جُمنش تک نہیں کھائی۔ اور اسی طرح استقلال کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھے تقریر فرماتے رہے۔ یہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس کر آپ کے تمام جسم پر پھرا، اس کے بعد آپ کے گلے کے پاس سے اتر کر زمین پر کھڑا ہو گیا، اور آپ سے کچھ باتیں کر کے چلا گیا۔ مگر اس باتوں کو کسی نے سمجھا نہیں اس کے بعد تمام لوگ پھر بدستور آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ اس نے آپ سے کیا باتیں کی تھیں، آپ نے فرمایا، اس نے مجھ سے کہا، کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا، مگر آپ جیسے استقلال والا میں نے کسی کو نہیں پایا، اس کے جواب میں میں نے کہا، چونکہ میں قضا و قدر کے متعلق گفتگو کر رہا تھا، اس لئے تو میرے اوپر گرا، تو زمین کا کیرا ہے، قضا و قدر ہی تجھے متحرک کرتی ہے، تو نے چاہا، کہ میرا قول و فعل دونوں برابر ہو جائیں،

(۲۳) جن سے ہمکلامی آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالرزاق بیان فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے قبیلہ

گاہ سے سنا، اپنے بیان فرمایا، کہ یکدن میں جامع منصور میں ہزاروں لوگ گھبراہٹ سے گھبراہٹ تھے، کہ دوران نماز میں میں نے بورینے پر سے کسی چیز کے آنے کی آہٹ سنی، اچانک کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک اژدہا میرے سجدہ کی جگہ منہ کھولے بیٹھا ہے، سجدہ کرتے وقت میں نے اُسے ہاتھ سے ہٹا دیا، جب میں قعدہ میں بیٹھا، تو یہ میری رانوں پر سے ہو کر میری گردن پر چڑھ گیا، بعد ازاں جب میں سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا، تو پھر وہ مجھے دکھائی نہیں دیا،

پھر دوسری صبح کو میں جامع مذکور کے ایک ویران حصہ میں گیا تو یہاں پر مجھے ایک شخص جو آنکھیں پھاڑے ہوئے تھا، دکھائی دیا، میں تازہ گیا، کہ ضرور بالضرور یہ کوئی نیکوئی جن ہے، اُس نے مجھ سے بیان کیا، کہ کل دن کو آپ کے پاس نماز میں میں ہی آیا تھا، اس

طرح سے میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا، مگر آپکی طرح کسی کو ثابت قدم نہیں دیکھا، بلکہ کسی کے ظاہر میں اور کسی کے باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا، صرف آپ ظاہر اور باطن دونوں میں یکساں ثابت قدم رہے،
پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی،

شیخ ابو عمر عثمان صریفی رح
(۴۴) دُور دراز فاصلہ سے مدد کرنا اور شیخ ابو محمد عبد الحق حری رح

بیان کرتے ہیں، کہ ۳ ماہ صفر ۵۵۵ ہجری کا ذکر ہے، کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے ایک لخت اپنے اٹھکر لکڑی کی نعلین پہنیں، وضو کیا، اور دو رکعت نماز پڑھی، جب اپنے سلام پھیرا، تو زور سے ایک چیخ ماری، اور ایک نعل لیکر ہوا میں پھینکی، وہ ہماری نظر سے غائب ہو گئی پھر اپنے دوسری دفعہ زور سے چیخ ماری، اور دوسری نعل بھی ہوا میں پھینکی، وہ بھی ہماری نظر سے غائب ہو گئی، پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے، کسی کو آپ سے یہ واقعہ پوچھنے کی جرات نہ ہوئی،

پھر تین روز کے بعد ایک قافلہ آیا، اور کہنے لگا، کہ ہمیں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے، ہم نے آپ سے اس قافلہ کے اندرائیگی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دیدی، اور فرمایا، جو کچھ یہ دیں، وہ لے لو،

غرض اہل قافلہ اندر آئے، اور انہوں نے ریشمی اور اونی کپڑے، کچھ سونا اور نعلیں منگوا کر اپنے اس روز پھینکا تھا، ہم کو دینے، ہم نے ان سے دریافت کیا، کہ یہ نعلیں تمہیں کہاں سے ملی تھیں؟ انہوں نے بیان کیا، کہ بروز یکشنبہ تین ماہ صفر کو ہم جا رہے تھے کہ راستہ میں ہاکر ہم کو بدوں نے ٹوٹ لیا، اور ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، اور ایک طرف جا کر ہمارا مال تقسیم کرنے لگے، اس وقت ہم نے کہا، کہ اگر ہم ان قزاقوں کے ہاتھوں سے بچ کر سلامت رہیں، تو ہم اپنے مال میں سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ضرور بالضرور کچھ نہ کچھ نذر کریں گے،

جب ہم نے آپکا نام لیا، تو ہم نے بڑی بڑی دوزور کی چمچیں سنیں، جس نے سارے بیابان کو ہلا دیا، قزاق ان چیخوں کے سنتے ہی ہیبت زدہ ہو گئے، ہم نے سمجھا، کہ شاید

نہ ملاحظہ ہو مجھے الامرار ص ۱۲۱ مذکور ہے ہمارے ہاں اس کو کھڑا میں کہتے ہیں ۱۲۱ نمبر ۲

کوئی شخص ان سے مال چھیننے کیلئے آ رہا ہے، اتنے میں یہ قزاق ہمارے پاس دوڑے ہوئے آئے، اور کہنے لگے، کہ آؤ، تم اپنا مال اٹھا لو، اور دیکھو ہم پر ناگاہ کیا مصیبت ٹوٹ پڑی، ہم ان کے ساتھ گئے، تو ہم نے دیکھا، کہ ان کے دونوں سوار مرے پٹے ہیں، ہر ایک کے پاس پانی سے بھیگی ہوئی ایک ایک نعل پڑی تھی، غرض انہوں نے ہمارا مال واپس کر دیا، کہ اس کا کوئی بڑا سبب ہے،

(۴۵) انہارمانی الضمیر | شیخ عمر البزاز بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز کا واقعہ ہے، کہ میں جمعہ کے دن آپ کی

سعیت میں نماز جمعہ پڑھنے کیلئے جا رہا تھا، اس روز راستہ میں کسی نے بھی آپ کو سلام نہیں کیا، مجھے خیال گذرا کہ ہم ہر جمعہ کو لوگوں کے اذحام کی وجہ سے نہایت مشقت اور دشواری کے ساتھ مسجد تک پہنچتے تھے، مگر آج آپ کو کسی نے بھی سلام نہیں کیا، میرے دل میں اس خیال کا گزرنا تھا، کہ لوگ چاروں طرف سے آپ کو سلام کرنے کیلئے ٹوٹ پڑے، پھر آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے، اور فرمانے لگے، کہ عمر! کیا تمہاری یہی خواہش تھی؟

(۴۶) رجال غیب | شیخ خلیفہ النہرکی تمیذ شیخ ابوسعید قبیلوی بیان کرتے ہیں، کہ مجھے ایک مرتبہ بلاد سواد میں جانیکا اتفاق

ہوا، وہاں میں نے ایک شخص کو ہوا میں معلق دیکھا، میں نے انہیں سلام کیا، اور ان سے پوچھا، کہ آپ ہوا میں کیوں معلق بیٹھے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ میں ہواؤ ہوس کو چھوڑ کر تقویٰ و پرہیزگاری کے تحت پر بیٹھا ہوا ہوں،

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں، کہ پھر جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے اس شخص کو پھر آپ کے سامنے قبتہ لا دلیا میں معلق ہوا میں مودب بیٹھے ہوئے دیکھا، انہوں نے اس وقت آپ سے حقائق و معارف کی بہت سی باتیں دریافت کیں، جنہیں میں مطلق نہیں سمجھا، پھر آپ وہاں سے تشریف لیگئے، اور صرف میں ان کے پاس اکیلا رہ گیا، میں نے ان سے کہا، کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں، انہوں نے کہا، کیوں نہیں، کوئی ایسا ولی و مقرب بھی ہے

کہ جس کی اس در پر آمد و رفت نہ ہو، پھر میں نے اُن سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ میں آپ کے کلام کو مطلق نہیں سمجھا، انہوں نے کہا، کہ ہر مقام کے احکام جدا ہوتے ہیں اور ہر حکم کے معنی علیحدہ، اور ہر معنی کی عبارت دیگر، اُس عبارت کو وہی سمجھتا ہے، جو کہ اس کے معنی سے واقف ہو، اور معنی سے وہی واقف ہوتا ہے، جو کہ حکمت سے آگاہ ہو، اور حکمت سے وہی آگاہ ہوتا ہے، جو کہ عالی مقام میں پہنچا ہو،

اس کے بعد میں نے اُن سے کہا، کہ آپ نہایت مؤدب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں، تو انہوں نے کہا، کہ میں آپ کے سامنے مؤدب ہو کر کس طرح نہ بیٹھوں، حالانکہ آپ نے سورجاں غیب پر جو ہوا میں معلق رہتے ہیں، اور جنہیں بجز خاص لوگوں کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا، مجھے افسر بنایا ہے،

شیخ محمد بن الخضر بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، وہ بیان کرتے تھے، کہ میں ایک

(۴۷) باطنی قوت

روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، میرے دل میں اُس وقت خیال پیدا ہوا، کہ مجھے حضرت شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیے،

مجھے یہ خیال گزرتے ہی اپنے فریاد، خضر! لوشیخ احمد الرفاعی سے ملاقات کرو میں نے آپ کے بازو کی طرف نظر کی، تو مجھے ایک ذی ہیبت بزرگ دکھائی دیئے میں نے اٹھ کر اُن سے سلام عرض کر کے مصافحہ کیا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ خضر! جو شخص شیخ عبد القادر جیسے اولیاء اللہ کو دیکھ لے، تو پھر اُسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی کیا ضرورت ہے، کیونکہ میں بھی تو آپ ہی کے تحت میں ہوں،

اس کے بعد آپ مجھ سے غائب ہو گئے، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد میں شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے دیکھا کہ آپ وہی بزرگ ہیں، جنکو میں نے حضرت فوٹ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بازو کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا، آپ نے جب مجھے دیکھا، تو فرمایا، کہ نہیں میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی،

(۴۸) خیانت کا اظہار | بوکر اتیمی نے اپنی کتاب میں بیان

کیا ہے، کہ میں آواہل ریعان میں شتر بان تھا، ایک وفد میں حج کی نیت سے مکہ معظمہ جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک حبیلانی شخص بھی میرے ہمراہ ہو گیا، اثنائے راہ میں اُس شخص کو اپنی موت کا یقینی علم ہو گیا، اُس نے مجھے اپنی چادر، کپڑا اور دس دینار دیئے، اور کہا، یہ لے جا کر تم حضرت شیخ عبدالقادر حبیلانیؒ کو دیدینا، اور عرض کر دینا، کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں، یہ کہہ کر اُس شخص کا انتقال ہو گیا،

جب میں بغداد واپس آیا، تو مجھے طمع حرص اور لالچ نے آن دیا، کہ اس کی کسی کو خبر تو ہے نہیں، چلو دینار اپنے پاس ہی رہنے دو، غرض میں نے دس دینار رکھ لئے،

ایک روز میں کہیں جا رہا تھا، کہ مجھ سے آپ کا سامنا ہو گیا، میں نے سلام عرض کر کے آپ سے معاف فرمایا، تو آپ نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا، کہ تم نے دس دینار کے پیچھے خدا کا بھی خوف نہیں کیا، اور اُس عجمی کی امانت رکھ لی،

آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے، جب مجھے افاقہ ہوا، تو میں فوراً دوڑا ہوا گھر گیا، اور وہ دس دینار اور چادر لاکر آپ کو دیدی،

شیخ ابو عمر عثمان بیان کرتے ہیں، کہ میں نے عالمِ رو بیا میں دیکھا، کہ نہر عیسیٰ کا پانی خون و پیپ۔

(۴۹) تصدیق ولایت

ہو گیا ہے، اُس کی مچھلیاں سانپ وغیرہ حشرات الارض ہو گئی ہیں، اور وہ بڑھتی جاتی ہیں، میں خائف ہو کر اپنے مکان میں بھاگ آیا، اُس وقت کسی نے مجھے پکھا دیا، اور کہا، اے مضبوط پکڑ لو، میں نے کہا، یہ مجھ سے نہیں اٹھتا، انہوں نے کہا، تمہارا ایمان اُسے اٹھا بیگا، تم اُسے ہاتھ میں لے لو، میں نے اُسے ہاتھ میں لے لیا، معاہدہ خوف رنو چکر ہو گیا، میں نے انہیں قسم دلا کر پوچھا، کہ آپ کی برکت سے فرشتے تعالے نے مجھے تسکین و اطمینان عطا فرمایا ہے، آپ کون ہیں، فرمایا، کہ میں تمہارا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، میں آپ کی ہیبت و عظمت سے کانپ اٹھا، پھر میں نے آپ سے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمائیے، کہ میرا خاتمہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنت پر ہو، آپ نے فرمایا، بیشک ایسا

ہی ہوگا، اور تمہارے شیخ شیخ عبد القادر ہیں، میں نے پھر آپ سے عرض کیا، کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمائیے، کہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنت
 پر میرا خاتمہ ہو، آپ نے فرمایا، بیشک ایسا ہی ہوگا، اور تمہارے شیخ شیخ عبد القادر میں
 تیسری دفعہ پھر میں نے آپ سے عرض کیا، تو پھر آپ نے ہی جواب دیا، پھر جب میں بیدار
 ہوا، تو میں نے اپنی خواب اپنے والد ماجد سے بیان کی، تو آپ نے مجھے ہمراہ بیکر آپ کی
 خدمت میں آئے، اس روز آپ مسافر خانہ میں وعظ فرما رہے تھے، ہمیں چونکہ جگہ
 خالی نہیں ملی، اس لئے ہم آپ کے قریب نہ جاسکے، اور اخیر مجلس ہی میں بیٹھ گئے
 مگر اپنے دیکھتے ہی ہمیں اپنے پاس بلوایا، میرے والد ماجد تخت پر چڑھے، اور ان
 کے پیچھے پیچھے میں بھی تخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا، آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا،
 کہ تم مجب کم فہم آدمی ہو، بلا دلیل میرے پاس آتے ہی نہ تھے، پھر میرے والد کو اپنا
 اپنا قمیص اور مجھے اپنی ٹوپی پہنائی،

اس کے بعد ہم تخت سے اتر کر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے، میرے والد نے دیکھا
 تو قمیص اٹلی تھی، آپ نے سیدھا کرنی چاہی، تو وہ خود بخود سیدھی ہو گئی، یہ دیکھ کر میرے
 والد پر غشی طاری ہو گئی، اور مجلس میں اضطراب سا پیدا ہو گیا، پھر آپ نے میرے
 والد کی نسبت فرمایا، کہ انہیں میرے پاس لے آؤ، پھر جب ہم آپ کی خدمت میں آئے
 تو آپ قبۃ الاولیاء میں تھے، اپنے میرے والد ماجد سے فرمایا، کہ جسکے رہنما رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اور جس کا شیخ عبد القادر ہو، تو اُسے کیوں کرامت حاصل
 نہ ہوگی، یہ تمہاری ہی کرامت ہے،

(۵۰) حضرت امام احمد بن حنبل کا قبر سے نکلنا | حضرت علی بن ابی بنی حمزہ

اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں اور شیخ بقا بن بطو حضرت شیخ محی الدین
 عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ
 کی زیارت کو گئے، انہیں نے دیکھا، کہ امام موصوف نے قبر سے نکل کر حضرت غوث اعظم
 رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینہ سے لگایا، اور خلعت پہنائی،

لے آئے قبۃ الاولیاء، اسلئے کہتے تھے، کہ اس میں اولیاء اللہ اور رجال غیب کثرت آیا کرتے تھے، یہ آپ کے مسافر خانہ میں

(۵۱) آفتابہ کاروبقلم ہونا

شیخ ابو عبد اللہ قرظینی و شیخ احمد بخاریان کہتے ہیں، کہ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرت ہوئی تو جیلان سے تین بزرگ آپ سے ملاقات کرنے کیلئے تشریف لائے، جب یہ بزرگ آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے، اور اجازت لے کر سامنے آئے، تو انہوں نے دیکھا، کہ آپ اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لے ہوئے بیٹھے ہیں اور آپ کا آفتابہ رو بقبلہ نہیں ہے، اور آپ کا خادم آپ کے سامنے کھڑا ہے، یہ بزرگ اس حال سے نفرت کر کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، آپ نے کتاب رکھ کر خادم کی طرف نظر اٹھائی، تو وہ اسی وقت دم بخود ہو کر زمین پر گر پڑا، پھر آپ نے آفتابہ کی طرف توجہ کی، تو وہ اسی وقت گھوم کر رو بقبلہ ہو گیا،

(۵۲) محفنی بات پر اطلاع

شیخ ابو محمد الجونی کا بیان ہے، کہ ایک روز میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں اس وقت فاقہ سے تھا، اور میرے اہل و عیال نے بھی کئی روز سے مطلقاً کچھ نہ کھایا تھا، میں نے آپ کو سلام کیا، اور آپ نے سلام کا جواب دیکر اس وقت مجھ سے فرمایا، کہ جونی! بھوک خدا تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے، اسی کو وہ عطا فرماتا ہے، اور جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ میرے بندے! تو نے میری وجہ سے اب تک کچھ نہیں کھایا، مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے، کہ میں تجھے کھلاؤنگا اور پلاؤنگا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴) جیسا کہ قلائد میں مذکور ہے ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷

قریب تھا، کہ میں یہ سنکر صبح اٹھا، مگر اپنے خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا، پھر اپنے فرمایا، کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے، اور بندہ اُسے پوشیدہ رکھتا ہے، تو اُسکو اللہ تعالیٰ دو حصے اجر دیتا ہے، اس کے بعد اپنے منہ سے اپنے قریب بلا کر پوشیدہ طور سے کچھ دیا، میرا قصد اسے ظاہر کر نیکا تھا، مگر اپنے فرمایا، جوئی! فقر کو چھپانا بہتر ہے،

(۵۳) اجابت دعا
شیخ ابو السعود الحریبی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ ابو المنظر الحسن بن نعیم تاجر حضرت شیخ حماد الدباس

کی خدمت میں آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضرت! میرا قصد شام کے سفر کر نیکا ہے میرا قافلہ بھی تیار ہے، جس میں میں سات سو دینار کا مال لے جاؤنگا، آپ نے فرمایا، کہ اگر تم اس سال سفر کرو گے، تو تم مارے جاؤ گے، اور تیسرا سارا مال لٹ جائیگا، یہ تاجر آپ کا یہ قول سنکر نہایت مغموم ہوا، اور پریشانی کی حالت میں نوٹا، دستہ میں اس کی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی، اس نے شیخ حماد کے مقولہ کا آپ سے تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا، بیشک تم جاؤ، انشاء اللہ تعالیٰ تم اپنے سفر سے صحیح و تندرست واپس آؤ گے،

غرض یہ اپنے سفر کو گیا، اور شام میں پہنچ کر اس نے اپنا مال ایک ہزار دینار کو فروخت کیا، اور پھر وہاں سے اپنی کسی ضرورت کے لئے حلب گیا، حلب میں کسی جگہ پر اس نے اپنے ایک ہزار دینار رکھ دیئے، اور آتے وقت انہیں بھول گیا، اس وقت اسے نیند کا کچھ غلبہ معلوم ہوا، اس لئے یہ سو گیا، سوتے ہی خواب میں کیا دیکھتا ہے، کہ عرب بدوں نے ان کا قافلہ لوٹ لیا ہے، اور قافلہ کے بہت سے لوگوں کو بھی مار ڈالا ہے، اور خود اپسر بھی وار کر کے اس کو بھی تیغ کے گھاٹ اُتار دیا ہے، یہ گھبرا کر اٹھا اسی وقت اس کو اپنے دینار بھی یاد آ گئے، فوراً دوڑا ہوا گیا دیناروں کو اپنی جگہ پر دیئے، ہی پڑا پایا، یہ انہیں لیکر وہاں سے کوچ کر کے بغداد آیا، جب بغداد میں پہنچ گیا، تو اسے تردد ہوا، کہ حضرت شیخ حماد اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگوں میں سے پہلے کس کے پاس جاؤں، غرض یہ اسی تردد میں تھا، کہ حسن اتفاق سے

سُوقِ سُلْطَانِ مِیْنِ اِسے شَیْخِ حَمَادِ بِلِی گئے، اور آپ نے اِس سے فرمایا، کہ نہیں تم پہلے
 حضرت شَیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیؒ کی خدمت میں جاؤ، وہ محبوبِ بھلائی ہیں، انہوں نے
 تمہارے حق میں ستر دفعہ دعا مانگی ہے، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے واقعہ
 کو بیداری سے خواب میں تعبیر کر دیا،

عرض یہ پہلے حضرت شَیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا، تو
 اپنے اُسے فرمایا، کہ کیا تمہیں شَیْخِ حَمَادُ نے پہلے میرے پاس آنے کیلئے فرمایا ہے، میں
 نے ستر دفعہ تمہارے حق میں خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی، کہ وہ تمہارے واقعہ کو
 بیداری سے خواب میں تعبیر کر دے، اور تمہیں صبحِ دسالم مع الخیر واپس لائے،

شَیْخِ عَمْرٍ زَاکَا بِلِیَانِ ہے
(۵۴) غیب سے ایک بتی کا گرنا کہ ایک روز میں آپ کی

خدمت میں حاضر تھا، کہ یکایک آپ نے فرمایا اُسے عمر! اپنی پشت کو بتی کے گرنے سے
 بچاؤ میں نے یہ شکر دل میں کہا، کہ چھت میں تو کوئی روزن ہے نہیں، میرے اوپر بتی
 کہاں سے گر گئی، ابھی میرا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا، کہ اچانک غیب سے ایک بتی میری
 پشت پر آگری، اپنے منامیرے سینہ پر ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھرتے ہی میرا قلب شمس
 نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا،

شَیْخِ ابُو مُحَمَّدِ صَالِحِ دِیْرِ جَانِ الزَّکَا بِلِیَانِؒ
(۵۵) سلب جذباتِ ارادہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت شَیْخِ ابُو دِیْنِ حَمِیْدِ

اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا، کہ تم بغداد جاؤ، اور حضرت غوثِ اعظمِ رحمۃ اللہ علیہ کی
 خدمت میں رہ کر تعلیم فقر حاصل کرو،
 چنانچہ میں شَیْخِ کے حسبِ الحکم بغداد آیا، جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں
 نے آپ کو سب سے زیادہ مہیب پایا، اپنے بچھے اپنے خلوت خانہ کے دروازہ
 پر بیس روز تک بٹھلایا، اس کے بعد ایک روز اپنے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
 کہ صالح! اس طرف دیکھو، میں نے اُس طرف دیکھا، تو مجھے قبلہ نظر آیا، پھر اپنے
 مجھ سے دریافت کیا، کہ کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، کہ کعبہ شریف، پھر اپنے

مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اس طرف دیکھو، میں نے اُس طرف دیکھا، تو مجھے اپنے شیخ ابو مدین نظر آئے، آپ نے فرمایا، کیوں کیا دیکھ رہے ہو، میں نے عرض کیا کہ اپنے شیخ ابو مدین، پھر آپ نے فرمایا، کہ کیوں کہاں جاؤ گے، کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف، میں نے عرض کیا، کہ اپنے شیخ کی طرف، پھر آپ نے فرمایا، اچھا! ایک قدم میں جانا چاہتے ہو، یا جس طرح سے کہ تم آئے تھے، میں نے عرض کیا، جس طرح سے کہ میں آیا تھا، فرمایا اچھا ایسا ہی ہوگا،

پھر آپ نے فرمایا، کہ صالح! تم فقر کو اُس وقت تک نہیں پاسکتے، جب تک کہ تم اسکی بیٹری پر بند نہ چڑھو، اور اس کی بیٹری توجید ہے، اور توجید کا دار و مدار اس پر ہے، کہ تمام آثارِ حادثہ کو اپنی نظر سے منادو، میں نے عرض کیا، کہ حضرت پھر آپ توجہ فرما کر ایسا کر دیجئے، آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا، تو میرے دل سے میرے تمام جذبات ارادہ اس طرح جدا ہو گئے، جس طرح رات دن سے جدا ہو جاتی ہے،

(۵۶) آواز کا یکساں پہنچنا | آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی تھی، کہ ہاوجود اس کے کہ آپ کی مجلس

وعظ میں لوگ بکثرت ہوا کرتے تھے، لیکن آپ کی آواز دور و نزدیک سب کو یکساں پہنچا کرتی تھی، نیز دورانِ وعظ میں حاضرین کو نضائے جوت میں سے مس و حرکت کی آواز سنائی دیا کرتی تھی، اور اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز بھی معلوم ہوا کرتی تھی، یہ لوگ رجال غیب ہوتے تھے،

(۵۷) غیب سے سبز پرندوں کا نمودار ہونا | شیخ محمد بن ابی ہریرہ کا

بیان ہے، کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے، کہ بعض لوگوں میں کچھ بے توجہی سی پیدا ہو گئی، آپ نے فرمایا، کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے، تو میرا کلام سننے کے لئے سبز پرندوں کو بھیج دے، ابھی آپ کا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا، کہ مجلس میں بکثرت سبز پرندے بھر گئے، اور حاضرین نے انہیں مشاہدہ کیا،

لے قلم ۱۲ مندرج سے قلم ۱۲ مندرج

شیخ محمد بن الہری بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ میں آپکی مجلس میں حاضر تھا، آپ نے اسٹائے وعظ میں فرمایا، کہ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ

(۵۸) ایک پرندہ کا آپکی آستین میں داخل ہو جانا

میرا کلام سننے کے لئے ایک بزن پرندے کو بھیجے تو وہ ایسا کر سکتا ہے، آپ ابھی یہ فرمایا رہے تھے، کہ اتنے میں ایک نہایت خوبصورت بزن پرندہ آیا، اور اگر آپ کے آستین میں گھس گیا، اور پھر نہیں نکلا،

(۵۹) جیوش عجم کی مراجعت

ایک دفعہ عجم کے ایک بادشاہ نے خلیفہ بغداد پر چڑھائی کرنے کی غرض سے بہت بڑا جزا لشکر بھیجا، خلیفہ بغداد مقابلہ سے عاجز آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے روحانی امداد کی درخواست کی، آپ نے حضرت شیخ علی بن ابیہنی سے فرمایا، کہ مخالف فوج سے کہدو، کہ تم بغداد سے چلے جاؤ، شیخ موصوف نے کہا، بہت اچھا، اور اپنے خادم سے بلا کر کہا، کہ تم عجمی لشکر میں جاؤ، اور اس کے اخیر میں جا کر دیکھو، وہاں چادر کا ایک خیمہ سا بنا ہوگا، اور اس میں تین شخص بیٹھے ہونگے، ان سے تم کہنا، کہ علی بن ابیہنی تم سے کہتے ہیں، کہ تم بغداد سے چلے جاؤ، اگر وہ تمہیں یہ جواب دیں، کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں، تو تم بھی یہ کہنا کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے ہی آیا ہوں،

غرض خادم نے جا کر انہیں شیخ موصوف کا حکم سنایا، وہ کہنے لگے، کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہیں، خادم نے کہا، میں بھی دوسرے کے حکم سے ہی آیا ہوں، یہ لشکر ان میں سے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا، اور چادر کے بند کھولڈا، پھر چادر لپیٹ کر یہ تینوں شخص واپس چلے گئے، اسی وقت انکا لشکر بھی خیمہ گر کر چلتا بنا،

(۶۰) امامت طبر

ایک روز آپ قدرت الہی کے تعلق بیان فرما رہے تھے، اور لوگ بھی متاثر ہو کر حالت استغراقی میں نہایت خشوع و خضوع کر رہے تھے، کہ اتنے میں ایک عجیب الحلقہ پرندہ مجلس کے اوپر سے گزرا، لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہو گئے، آپ نے لوگوں کی طرف

مخاطب ہو کر فرمایا، کہ اس ذات پاک کی قسم ہے، کہ اگر میں اس پر نہ سے سے کہوں
کہ تو اللہ کے حکم سے مر جا، تو یہ فوراً مر جائے، ابھی اپنے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا، کہ
یہ پرندہ خود ہو کر زمین پر گر پڑا۔

(۶۱) پوشیدہ بات پر اطلاع پانا | ابوالمظفر شمس الدین بن قزلی
بن عبد اللہ الترمذی العونی کا بیان

ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ چہار شنبہ کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے،
ایک دفعہ میں نے شب سے ہی ارادہ کر رکھا تھا، کہ صبح میں آپ کے وعظ میں ضرور
جاؤنگا، اتفاق سے اسی شب کو مجھے احتلام ہو گیا، اور شب کو سردی بھی نہایت شدت
کی تھی، جس کی وجہ سے میں غسل نہیں کر سکا، میں نے کہا، خیر آپ کے وعظ میں تو ہو
بی آؤں، اس کے بعد پیرا کر غسل کرونگا، غرض میں آپ کی مجلس میں گیا، اور جب
قریب پہنچا، تو اپنے میری طرف دیکھتے ہی فرمایا، کہ تم بحالت ناپاکی ہماری مجلس میں
آ رہے ہو، اور سردی کا بہانہ کرتے ہو،

(۶۲) اظہار مافی الضمیر | ابوالمظفر شمس الدین مذکور بیان کرتے
ہیں، ایک بزرگ مظفر نام نے جو اہل

جرم سے تھے، مجھ سے بیان کیا، کہ میں اکثر اوقات آپکی مجلس میں شریک ہونے
کی غرض سے چہار شنبہ کی رات کو آپ ہی کے در - میں سو یا کرتا تھا، ایک رات
گرمی بہت تھی، اس لئے میں مدرسہ کی چھت پر چڑھ گیا، یہیں ایک کمرہ میں آپ
بھی تشریف رکھتے تھے، اور آپ کے اس کمرہ میں ایک چوٹا سا درجہ بھی تھا جب
میں اس کمرہ کی طرف آیا، تو اس وقت مجھے کھجور کے چار پانچ دانے کھانے کی خواہش
ہوئی، ابھی مجھے یہ خیال ہوا ہی تھا، کہ اپنے اپنے کمرہ کا درجہ کھولا، اور میرا نام لیکر
مجھے پکڑا، کھجور کے پانچ دانے مجھے دیئے، اور فرمایا، کہ جو چیز تم کھانا چاہتے ہو
لو، اس سے قبل آپ میرا نام نہیں جانتے تھے۔

(۶۳) ایک منحرف کی توبہ | ابو الیسر عبد الرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبد الصمد
بن ہمام جو ایک ثقہ اور ذی ثروت شخص

گذرے ہیں، ابتداء میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت انحراف رکھتے تھے، صرف اس وجہ سے کہ عوام و خواص آپ کے عجیب عجیب خوارق و کرامات بیان کیا کرتے تھے، مگر بعد میں صدق دل سے آپ کے خادم بن گئے تھے، عبدالرحیم بیان کرتے ہیں حضرت غوث اعظم کی وفات کے بعد میں عبد الصمد بن ہاشم سے اسکی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بیان کیا کہ ابتداء میں حضرت غوث اعظم سے میرا انحراف محض میری خوش قسمتی کی وجہ سے تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ جمعہ کے دن مجھے آپ کے مدرسہ کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا، میں اس وقت قضاے حاجت کیلئے جانا چاہتا تھا، مگر نماز عنقریب ہونے والی تھی، اس لئے مجھے خیال ہوا، کہ میں نماز پہلے پڑھ لوں، پھر قضاے حاجت کیلئے جاؤنگا، میں مسجد میں گیا، منبر کے پاس جگہ خالی تھی، بیٹھ گیا، مجھے یہ نہ علم تھا کہ جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں گے، غرض لوگ بکثرت آگئے، میں اپنی جگہ بٹھا رہا، گو مجھے اس وقت حاجت زیادہ محسوس ہوئی، اور رفع حاجت کے لئے میں اٹھنا بھی چاہتا تھا، لیکن لوگوں کے کثرت آمد کی وجہ سے میں اٹھ نہ سکا، اس کے بعد مجھے حاجت بشدت محسوس ہوئی، جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا، اتنے میں آپ منبر پر چڑھے، جس سے میری حالت اور بھی متغیر ہوگئی، اور آپ کا بغض میرے دل میں زیادہ ہو گیا، میں اس وقت نہایت حیران و پریشان ہوا، کہ اب کیا کروں، علاوہ ازیں شدت حاجت کی وجہ سے قریب تھا، کہ میرے کپڑے ناپاک ہو جاتے، اسلئے میں نہایت پریشان و مضطرب اور محزون و مغموم ہو رہا تھا، کہ اگر میرا پیشاب پاقانہ نکل گیا، تو میری سخت ذلت و رسوائی ہوگی،

اس مصیبت سے بس میں لقمہ اجل ہو رہا تھا، کہ اتنے میں اپنے منبر پر سے دو تین میٹر جھین اتر کر اپنی آستین مبارک میرے سر پر رکھی، جس سے مجھے ایسا معلوم ہوا، کہ میں ایک باغیچہ میں ہوں، جہاں پانی بھی بہ رہا ہے، میں نے یہاں سنبھالا وغیرہ کیا، اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی، اس کے بعد اپنے اپنی آستین اٹھالی تو میں وہیں اپنی جگہ منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس سے میں نہایت متعجب ہوا، بعد ازاں میں نے اپنے اٹھ پاؤں کو دیکھا، تو مقامات وضو کی نئی میرے کپڑوں میں موجود تھی، مجھے اس سے اور بھی زیادہ حیرت ہوئی، غرض جب نماز ہو چکی، اور

میں واپس ہونے لگا، تو مجھے اپنا دستی رومال جس میں میری کینیاں بندھی ہوئی تھیں
 نہیں ملا، میں نے ہر چند تلاش کی، مگر ان کا کچھ پتہ نہ چلا، میں گھر چلا آیا، اور اپنے صندوق
 کو قفل ساز سے کھلوا لیا،

چونکہ میں اسی وقت اپنے کسی کام کے لئے عراقِ عجم کا قصد کر رہا تھا، اس لئے
 میں اسی روز روانہ بھی ہو گیا، جب ہم دو منزلیں طے کر کے قیسری منزل پر پہنچے، تو
 راستہ میں ہمارا گذر ایک مقام پر ہوا، جہاں باغیچہ بھی لگا ہوا تھا، اور پانی بھی بہ رہا تھا،
 میرے رفقاء نے کہا، کہ ہمیں آگے پانی ملتا نظر نہیں آتا، اس لئے ہم یہیں اتر کر نماز پڑھ
 لیں، اور کھانا وغیرہ بھی کھائیں،

غرض میں نے اتر کر دیکھا، تو بیشک وہی مقام تھا، کہ جسے میں اُس روز دیکھ چکا
 تھا، میں نے وضو کیا، اور نماز پڑھنے کے قصد سے آگے بڑھا، اچانک کیا دیکھتا ہوں
 کہ میرا دستی رومال مع کٹیخوں کے وہاں پڑا ہے، میں چار موجد حیرت میں پڑ گیا، آخر اپنا
 سفر پورا کر کے اس نیت سے جلدی واپس آیا، کہ بغداد پہنچتے ہی آپ سے مسافری
 مانگوں، اور آپ کی خدمت اختیار کروں،

(۶۴) گمشدہ اونٹوں کا دستیاب ہو جانا | شیخ عبداللہ حبیبی
 بیان کرتے ہیں

کہ ہمدان میں اہل دمشق سے ظریف نامی ایک شخص کی مجھ سے ملاقات ہوئی، اُس نے
 بیان کیا، کہ میں نیشاپور کے راستہ میں بشر قرظلی سے بلا، جو چودہ اونٹوں پر شکر لادے
 ہوئے جا رہے تھے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا، ہمیں راستہ میں ایک ایسے
 خطرناک بیابان میں اترنے کا اتفاق ہوا، جہاں خوف کے مارے بھائی بھائی کا ساتھ
 نہ دیتا تھا،

جب ہم نے شروع شب سے بوجھ لادے، تو ان میں سے چار لادے ہوئے
 اونٹوں کو نہ پایا، میں نے ہر چند تلاش کی، مگر کچھ پتہ نہ چلا، حتیٰ کہ قافلہ چل دیا، لیکن
 میں اونٹوں کی تلاش کرنے کے لئے پیچھے رہ گیا، شتر بان بھی میری خیر خواہی کے
 لئے میرے ساتھ ٹھہر گیا،

۱۲۱۱ھ ۱۱۲۱ھ

جب صبح نمودار ہوئی، تو میں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا،
 کیونکہ آپ نے مجھ سے فرمادیا تھا کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے، تو تم مجھے
 پکارنا، تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی، جب میں نے آپ کو پکارا، تو اسوقت مجھے
 ٹیلے پر ایک شخص دکھائی دیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا، وہ اپنی تین سے مجھے
 اشارہ کر رہا تھا کہ ادھر آؤ، جب ہم ٹیلے پر چڑھے، تو وہاں کسی کو نہ پایا، پھر میں نے
 ٹیلے کے نیچے نگاہ جو دوڑائی، تو چاروں اونٹ وہاں بیٹھے نظر آئے، ہم نے پکڑ لے
 اور قافلہ سے جا ملے،

(۶۵) اظہارِ رویاء | محمد بن ابوالعباس القضر الحسینی الموصلی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد ماجد سے

سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ۵۵ھ ہجری کا واقعہ ہے، کہ آپ کے عہد میں میں نے
 خواب میں دیکھا، مشائخ بزرگ جمع میں، جن کے صدر آپ ہیں، ان میں سے
 بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے عمامہ پر دو چادریں
 اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دکھیں، میں خواب میں سوچتا رہا، کہ آپ کے عمامہ
 پر تین چادریں کیسی ہیں؟ اتنے میں میری آنکھ کھلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے
 سر ہانے کھڑے فرما رہے ہیں، کہ ایک شریعت کی دوسری حقیقت کی،
 اور تیسری بزرگی و عظمت کی،

(۶۶) باطن بینی | ابو الفضل احمد بن القاسم بزاز بیان کرتے ہیں، کہ ایک
 روز آپ کا خادم میرے پاس آیا، اور کہنے لگا کہ مجھے

ایک کپڑا دو، جو کہ فی گز ایک دینار کا ہو، میں نے وہ کپڑا اس کو دیکر پوچھا، کہ یہ کس
 کے لیے ہے؟ آپ کے خادم نے کہا، کہ حضرت غوث اعظم کے لیے، میں نے
 اپنے دل میں کہا، کہ آپ نے امر، و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا، میرے دل میں
 ابھی یہ بات نہیں گزری تھی، کہ میرے پیر میں ایک بیخ آگلی، جس میں قریب المرگ
 ہو گیا، لوگوں نے میرے پیر سے اس بیخ کے نکانے کی بہت کوشش کی، لیکن کسی
 سے وہ بیخ نکل نہ سکی، میں نے کہا، مجھے آپ کی خدمت میں لے چلو، چنانچہ لوگوں

نے مجھے بجا کر آپ کے سامنے ڈال دیا، آپ نے فرمایا، ابو الفضل! تم نے اپنے باطن میں مجھ سے کیوں تعرض کیا، دانشد میں نے یہ لباس نہیں پہنا لگتا تا وقتیکہ مجھ سے کہا گیا، کہ ایسا پہنو، ابو الفضل یہ مردوں کا کفن ہے، اور مردوں کا کفن خوشنما ہوتا ہے، یہ میخ ایک ہزار موت کے بعد پہنا ہے،

پھر اپنے میرے پیر پر اپنا دست مبارک پھیرا، تو معاذردن موقوف ہو گیا، اور میں ٹٹھ کر اچھی طرح سے دوڑنے لگا۔

(۶۷) اشروعاء | ابن الحسینی کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ ایک شب کو آپ کے ایک خادم نے خواب میں ستر عورتوں سے جماع کیا، جب

یہ خادم صبح کو اٹھا، تو بہت حیران ہوا، اور آپ کی خدمت میں تمام خواب کہ سنایا، اپنے اُسے دیکھتے ہی فرمایا، کہ گھبراؤ مت، انچھ رات کو بتلایا گیا تھا، کہ تم ستر عورتوں سے مرتکب بزنا ہو گے، اس لئے میں نے ایزد متعال کی بارگاہ میں تمہارے لئے دعا کی

کہ وہ ان واقعات کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے چنانچہ ایسا ہی کر دیا گیا **(۶۸) آپکی صداقت** | تین طریق سے بانسا و متصل مروی ہے، کہ چہار شنبہ کے روز ۲۷ رذی الحجہ ۵۲۹ ہجری کو حضرت غوث اعظم

رحمۃ اللہ علیہ مقابر شونیزیرہ کی زیارت کو تشریف لے گئے، علماء فقراء کی ایک بڑی جماعت آپ کے ہمراہ تھی، آپ حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بہت دیر تک کھڑے رہے، حتیٰ کہ آفتاب کی گرمی عدد درجہ بڑھ گئی، پھر جب آپ واپس آئے، تو آپ کے چہرہ پر شاشت نمایاں تھی، بوٹیوں نے آپ سے اس کا اور شیخ موصوف کے مزار پر طول قیام کا سبب دریافت کیا،

آپ نے فرمایا، کہ ۲۹۹ ہجری کا واقعہ ہے، کہ میں جمعہ کے روز پندرہویں شعبان کو شیخ حماد دباس اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا، تاکہ ہم جامع الرضا فیہ جمعہ پڑھیں، جب ہم دریا کے پل کے پاس پہنچے، تو شیخ حماد نے

۱۲ مئی ۱۲۰۲ء قاضی صمدیہ لابن حجر المکی ص ۲۱۲، ۱۲۰۲ء ملاحظہ ہو بیخبر الاسرار ص ۲۱۲
۱۲ مئی ۱۲۰۲ء بغداد میں مغرب کی جانب ایک مقبرہ ہے، جس میں صالحین کی ایک بڑی جماعت مدفون ہے، اسکو شونیزیرہ کے نام سے پکالا جاتا ہے، یہاں سو فیاضہ کریم کی ایک خانقاہ ہے کہانی عمم البلدان یاقوت الحموی ۱۲۰۲ء
۱۲ مئی ۱۲۰۲ء اس پل کا نام قنطرة اليهود ہے، ۱۲۰۲ء

مجھے دھکیں کر پانی میں پھینک دیا، اس وقت جاڑے کا موسم تھا، جب اپنے منہ

دھکیلا، تو میں نے کہا،

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَيْتُ غُسْلَ الْجُمُعَةِ بِسْمِ اللّٰهِ فِي غَسْلِ جَمْعِهِ كِي نَيْتُ كَرِي،

اور پانی میں کود پڑا، میں اس وقت صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا، اور میری آستین،
میں کتاب کے چند اجزات تھے، اس لئے میں نے اپنا ہاتھ اٹھائے رکھا، تاکہ وہ بیگ
نہ جائیں، آپ مجھے چوڑ کر چلے گئے، بعد میں میں نے پانی سے نکل کر اپنے جبہ کو
پنچوڑا، اور پھر آپ کے پیچھے ہولیا، مجھے اس وقت سردی سے تکلیف پہنچی، آپ
کے اصحاب نے مجھے پھر پانی میں دھکیلنا چاہا، تو اپنے انہیں ڈانٹ کر فرمایا،
کہ میں نے تو آزمائش کے لئے انہیں اذیت دی تھی، مگر انہیں ایسا پہاڑ پایا کہ ہلتا
نہیں،

آج میں نے شیخ کو جو اہرے مرصع حلقہ نورانی زیب تن کئے ہوئے، کالج
یا قوتی سر پر رکھے ہوئے اور پاؤں میں سونے کا پاپوش پہنے ہوئے ایک عمدہ
صورت میں دیکھا، مگر آپ کا دامن ہاتھ بیکار تھا، ہلا نہیں سکتے تھے، میں نے
آپ سے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا، یہ وہ ہے جس سے
میں نے تمہیں پانی میں دھکیلا تھا، کیا تم مجھے اس کی معافی دے سکتے ہو؟ میں نے
کہا، ہاں، بیشک، تو آپ نے فرمایا، کہ اچھا تم میرے لئے خدا نے تعالیٰ کی جناب
میں دعا مانگو، کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے، اس لئے میں اتنی دیر خدا
سے دعا مانگتا ہوا کھڑا رہا، پانچ روزا دیا، اللہ بھی میرے ساتھ ہو کر دعا مانگتے رہے حتیٰ
کہ میری دعا قبول ہو گئی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس ہاتھ کو درست کر دیا، اور
پھر آپ نے اسی ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیا،

جب بغداد میں یہ قصہ مشہور ہوا، تو حضرت شیخ حماد دباس کے اصحاب میں
سے بڑے بڑے مشائخ جمع ہوئے، تاکہ آپ سے اس قصہ کا ثبوت طلب کریں
ان بزرگوں کے ساتھ فقرا و کا ایک گروہ بھی ہولیا، یہ جملہ مشائخ آپ کے مدرسہ
میں تشریف لائے، مگر آپ کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے کسی کو آپ کے سامنے
بولنے کی جرأت نہیں ہوئی، آخر کو آپ ہی نے ان سے پیش قدمی کر کے فرمایا، کہ

آپ لوگ اپنی جماعت میں سے دو شخصوں کو منتخب کرو، کہ تم پر ان کی زبانی میرے قول کی صداقت ظاہر ہو جائے،

چنانچہ انہوں نے بالاتفاق شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی اور شیخ ابو محمد عبدالرحمن کردی کو منتخب کیا، یہ ہر دو بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے،

جلد مشائخ نے ان دونوں بزرگوں کو منتخب کرنے کے بعد آپ سے کہا، کہ آپ کو بہت ہے، کہ جمعہ تک آپ ہمیں ان دونوں بزرگوں کی زبانی اس واقعہ کی اصلیت دریافت کرادیں، اپنے فرمایا، نہیں نہیں یہاں سے اٹھنے سے قبل انشاء اللہ تمہیں میرے قول کی تصدیق ہو جائے گی۔ اس کے بعد اپنے مراقبہ میں سر جھکایا، اور آپ کے ساتھ ہی تمام فقرہ و مشائخ نے بھی مراقبہ کے لئے اپنے اپنے سر جھکائے، کچھ دیر نہ گزری تھی، کہ شیخ یوسف برہنہ پا دوڑتے ہوئے آئے، یہاں تک کہ دروازے میں داخل ہو گئے، اور کہنے لگے، کہ مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا، کہ شیخ حماد فرار ہے، کہ تم جلدی شیخ عبدالقادر کے درس میں جاؤ، اور وہاں جو مشائخ جمع ہیں، ان سے کہدو، کہ شیخ عبدالقادر نے میری نسبت جو خبر دی ہے، وہ سچ ہے شیخ یوسف اپنا کلام ختم کرنے نہ پائے تھے، کہ شیخ عبدالرحمن بھی آگئے، اور انہوں نے بھی وہی بیان کیا، کہ جو شیخ یوسف نے بیان کیا تھا، اس کے بعد تمام مشائخ نے اٹھ کر آپ سے معافی مانگی،

حافظ ابو العباس احمد بیان کرتے ہیں، کہ ایک وقت

(۶۹) قال سے حال کی طرف جوع کا ذکر ہے، کہ میں اور علامہ ابن جوزی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں

شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی مشاہیر اکابر مشائخ خراسان سے تھے، صاحب کشف و کرامات اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، وہ بیگزین میں جو ہمدان سے سادہ کی طرف ایک منزل کے فاصلہ پر ہے قریباً ۱۲۰۰ میل دور ہے اور ۱۲ رجب الاول ۵۳۵ ہجری میں راہی محل کو تیک گئے تھے کوفی جو ہمدان بہا قوت الحموی

۱۲۰۰ میل دور ہے اور ۱۲ رجب الاول ۵۳۵ ہجری میں راہی محل کو تیک گئے تھے کوفی جو ہمدان بہا قوت الحموی شیخ ابو محمد عبدالرحمن کردی قبیلہ میں مقیم تھے، اہل کشف طاق و صاحب احوال فاخرہ تھے، ۱۲۰۰ میل دور ہے اور ۱۲ رجب الاول ۵۳۵ ہجری میں راہی محل کو تیک گئے تھے کوفی جو ہمدان بہا قوت الحموی البغدادی معروف پابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے، جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا، و موصوفاً

حاضر ہوئے، اس وقت آپ ترجمہ پڑھا رہے تھے، ناری نے ایک آیت پڑھی، اور اپنے اس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے، میں نے پہلی وجہ پر شیخ جمال الدین مذکور سے پوچھا، کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے، انہوں نے کہا، ہاں، یہاں تک کہ آپ نے اس آیت کے متعلق گیارہ وجہیں بیان فرمائیں، اور ہر ایک وجہ پر میں شیخ موصوف سے پوچھتا گیا، کہ کیا آپ کو یہ وجہ معلوم ہے، تو شیخ موصوف ہر ایک وجہ کی نسبت کہتے گئے، کہ ہاں یہ وجہ مجھے معلوم ہے، اس کے بعد اپنے ایک وجہ اور بیان کی، جس کی نسبت شیخ موصوف سے میں نے دریافت کیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ وجہ مجھے معلوم نہیں، اس طرح اپنے پوری چالیس وجہیں بیان کیں، اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف بھی منسوب کرتے گئے، اور اخیر تک ہر وجہ پر شیخ موصوف نے کہا، کہ مجھے اس کا علم نہیں، آخر آپ کے وسعت علم پر شیخ موصوف نہایت تعجب ہو کر بے ساختہ کہنے لگے، کہ تم قال چہوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں، **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ**،

انکا یہ کہنا ہی تھا، کہ مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا، اور شیخ موصوف نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے،

شیخ مظفر منصورؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے،

(۷) خیر موت

آپ سے اس وقت ایک بزرگ کا نام لیکر جو کرامات و عبادات میں مشہور و معروف تھا، بیان کیا گیا، کہ وہ کہتے ہیں، کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی گذر چکا ہوں، یہ سُکر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، اور اٹھکر بیٹھ گئے، اور تکیہ ہاتھ میں لیکر اسے سامنے ڈال دیا، اور فرمایا، عنقریب ان کی روح پرواز

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

تلبیس ابلیس، منتظم فی تاریخ الامم، نقطہ المناقب، وغیرہ بہت سی کتب آپ کی تصنیف میں، رمضان ۹۵ھ ہجری میں بغداد کے اندر انتقال فرمایا، کہتے ہیں، کہ مرتے وقت اپنے وصیت کی تھی، کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، انکا تراشہ ہر سے حجر میں ہے، مرنیکے بعد جھلو بنلائیں، تو غسل کیلئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں، چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا، اور پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ پڑھا، ۱۲۱ھ منہ راج

ہو جائے گی، ہم لوگ یہ سنتے ہی جلدی سے اُن کی طرف روانہ ہوئے، جب وہاں پہنچے، تو اُن کی روح پرواز ہو چکی تھی، اس سے قبل یہ بزرگ بالکل صحیح و تندرست تھے،

(۷۱) آپ کے جسم پر کتھی کا نہ بیٹھنا | محمد بن خضر اپنے والد سے
نے بیان کیا، کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، اس اثنا میں میں نے دیکھا، کہ نہ تو آپ کا ریٹھ نکلا، اور نہ بلغم اور نہ کسی آپ کے جسم پر کتھی بیٹھی،

(۷۲) عذاب قبر سے نجات | ایک روز اہل بغداد سے ایک شخص آپ کے پاس آیا، کہ حضرت میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، آج صبح کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا، کہ وہ مجھے کہ رہے ہیں، کہ قبر میں مجھے عذاب ہو رہا ہے، تم حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ، اور اُن سے عرض کرو، کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں، یہ شخص آپ کے پاس آیا، اور تمام خواب کہ سنایا، آپ نے دعا فرمائی، یہ شخص آپ کی خدمت میں دوسرے روز پھر آیا، اور کہنے لگا، کہ حضرت! میں نے آج اپنے والد کو خوش و خرم بنزلباس پہنے ہوئے دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اب مجھ پر سے عذاب اٹھا دیا گیا ہے۔

(۷۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت | شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے

ہے، کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا، آپ ممبر کے دوسرے پایہ پر دو طرفہ فرما رہے تھے، جب میری نظر پہلے پایہ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ پایہ حدنگاہ تک وسیع ہو گیا ہے، اُس پر سبز سندس کا فرش بچھ

لے دیکھو، ہجرت الاسرار ص ۱۲۱ ۱۲۲ مندرج ہے آپ عراق کے شہر شامخ میں سے تھے، صاحب کشف و کرات تھے، نبر الملک کے علاقہ کے اندر قریب بانوس میں رہا کرتے تھے، وہیں قریباً اسی سال کی عمر میں ۳۵۲ ہجری کے اندر انتقال فرمایا، اردیکھو ہجرت ص ۱۵۹ ۱۶۰ مندرج ہے ملاحظہ ہو ہجرت ص ۱۲۹ ۱۳۰ مندرج

گیا ہے، اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خلفائے اربعہ کی معیت میں اُس پر جلوہ افروز ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر تجلی فرمائی، آپ ایک طرف کوائل ہوئے، یہاں تک کہ گرنے لگے، مگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گرنے سے بچایا، پھر آپ کا جثہ سکر گیا، یہاں تک کہ چڑیا کی مانند ہو گیا، پھر بڑھنے لگا، یہاں تک کہ ہیپ، ڈراؤنی اور خوفناک صورت بن گیا پھر یہ سب کچھ میری نظر سے غائب ہو گیا۔

ابوالعباس کا بیان ہے، کہ پھر شیخ بقائے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رویت کی بابت دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ انکی ارواح متشکل و متجسم ہو گئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی قوت دی ہے، کہ جس سے وہ ظاہر ہو جاتے ہیں، جسکو اللہ تعالیٰ ان کی رویت کی قوت بخشتا ہے، وہ انکو اجساد کی صورت اور ایمان کی صفات میں دیکھتا ہے، اور اسکی دلیل حدیث معراج ہے،

جب ان سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے بڑھنے کی بابت دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ پہلی تجلی ایسی صفت کے ساتھ تھی، کہ جس کے آگے بجز نایب نبوی کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا، اسی واسطے اگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تھامتے، تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ گر جاتے، دوسری تجلی بلحاظ موصوف طلال کی صفت کے ساتھ تھی، اسی واسطے آپکا جثہ سکر گیا، اور تیسری تجلی مشاہدہ کے لحاظ سے جمال کی صفت کے ساتھ تھی، اسی واسطے آپکا جثہ بڑھ گیا، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم

(۷۳) ایک چور کا ولی ہو جانا | شیخ محمد بن قاندر بیان کرتے ہیں، کہ شیخ الاجل حضرت ابوالفتوح حضرت

غوث پاک کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، یا حضرت! احمد ابدال عطسی کاتج انتقال ہو گیا ہے، ان کی جگہ کسی دوسرے بزرگ کو مقرر فرمائیے آپ نے فرمایا، اچھا جدید مقرر کیا جائے گا، اتفاقاً اسی شب کو ایک چور بغرض سرقہ

لکھنؤ، کونوٹائف القادریہ ص ۲۵، ۱۲۲ نمبر ۲۷

حضور کے دولت خانہ میں آیا، اور ایک حجرہ میں سے کچھ برتن چرانے کا ارادہ کیا، جس وقت اس نے برتنوں کو ہاتھ لگایا اسی وقت اُس کی بینائی جاتی رہی، اس گھبراہٹ میں وہ حجرہ سے باہر نکل آیا، حضور نے اُس کو دیکھ لیا، اور ہاتھ پکڑ کر کہا، کہ اے شخص! تو کون ہے، اور یہاں کیوں آیا ہے؟ اُس نے پچ سارا حال کہ دیا اور کہا کہ میں قبیلہ نبی اشرف سے ہوں، نام میرا سلیمان ہے، مفلوک الحالی کے سبب اس پیشہ کو کرتا ہوں،

حضور کو اُس کی حالت پر رحم آیا، اپنا لب مبارک اُس کی آنکھوں پر لگایا، جس سے اُس کو بینائی حاصل ہو گئی، پھر اُس سے توبہ کرائی، اور اپنی خانقاہ میں اُس کو ٹھیرایا، تزکیہ قلب و تصفیہ روح کے طریقے بتلائے، اور منازل سلوک طے کرا کر احمد عظمیٰ کی جگہ "ابدالیّت" کے درجہ پر مقرر فرمایا،

آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

شیخ علی بن ابی نصر اہلبیتی رحمۃ اللہ علیہ کا
(۷۴) قبر سے جواب بیان ہے، کہ ایک دفعہ میں حضور غوثیت

مآب کے ساتھ حضرت شیخ معروف کرخی کے مزار مبارک کی زیارت کو گیا، جب ہم قبر مبارک پر پہنچے تو آپ نے فرمایا، السلام علیک اے شیخ معروف! آپ ایک درجہ ہم سے آگے ہیں،

کچھ عرصہ کے بعد دوسری دفعہ پھر میں آپ کے ہمراہ شیخ موصوف کے مزار کی زیارت کو گیا، آپ نے مزار پر کھڑے ہو کر فرمایا، السلام علیک شیخ معروف! ہم دو قبضے آپ سے بڑھ گئے، شیخ معروف نے قبر میں سے جواب دیا، السلام یاسید اہل الزمان

شیخ ابوالقاسم محمد بن احمد بن علی الجہنی فرماتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر حبیلالی
(۷۵) سربند کا غائب ہونا

نے دیکھو بیخبر الامراء ص ۲۲، منہج، اے ابوالمخوف معروف بن فیروز کرخی مشاہیر اولیاء سے کرام سے ہیں، نجاب الاعوات

رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا، اور کرسی کے ہر پایہ پر آپ کے دو دو نقیب بیٹھا کرتے تھے، یہ سب ولی یا صاحبِ مال ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کرسی پر بیٹھے اپنے کلام میں ایسے مستغرق ہوئے کہ آپ کے عامرہ کا ایک پیچ کھل گیا، اور آپ کو خبر نہ ہوئی، یہ دیکھ کر سب حاضرین نے اپنے عامرے کلاہ کیت کرسی کے نیچے پھینک دیئے، جب آپ اپنے کلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنا عامرہ درست کر لیا، اور مجھ سے فرمایا، کہ ابو القاسم! لوگوں کو ان کے عامرے دیرو میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی، عامرے تقسیم کرنے کے بعد میرے پاس ایک سر بند باقی رہ گیا، مجھے معلوم نہ تھا، کہ وہ کس کا ہے، کیونکہ مجلس میں کوئی باقی نہ رہا تھا، پیچ علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ یہ سر بند مجھے دو، میں نے وہ سر بند آپ کے حوالہ کر دیا، آپ نے اُسے اپنے دوش مبارک پر رکھ لیا، معاذِ دوش پر رکھتے ہی وہ غائب ہو گیا، میں حیران رہ گیا، جب آپ کرسی سے اترے، تو فرمایا، ابو القاسم! جب اہل مجلس نے عامرے پھینکے تھے، تو اسفہان میں ہماری ایک بہن نے بھی اپنا سر بند پھینک دیا تھا، جب

فقید حاشیہ صفحہ گذشتہ تھے، امام داؤد ظالی کی صحبت میں رہے، شیخ

سری سطلی آپ کے شاگرد تھے، مرض موت میں آپ سے کہا گیا، کہ کچھ وصیت فرمائیں، سپر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں مر جاؤں، تو میری نعین خیرات کر دی جائے، کیونکہ میری خواہش ہے، کہ دنیا سے میں سی طرح برہنہ تن جاؤں، جس طرح میں برہنہ تن آیا تھا، بغداد میں سنہ ہجری میں اپنے انتقال فرمایا، اور وہیں کسب میں دفن ہوئے، اور کچھ طبقات کبریٰ لشعرانی جزاوں میں، حیوۃ الیومین جز ثانی ص ۱۲۵، ۱۲۶ مندرجہ

۱۰ قبر سے آواز آتا ہے کہ جواب دینا، حدیث سے ثابت ہے، رخا نچہ ذیل کی حدیث اسپر بڑے زور سے دہلی ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَأْتِيهِ
الْحَرَّةَ لَمْ يُوَدِّ أَنْ يَنْسَبِ إِلَى اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَرَدَ لَمْ يَقْرَأْ وَلَمْ يَرْجُحْ سَعِيدُ
ابْنُ الْمَسْلَبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ
وَقَدْ صَلَّوْا إِلَّا بِهَمَّهِمْ يَسْمَعُهَا
مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سعید بن عبد العزیز روایت کرتے ہیں کہ جب
ایام حترہ کا واقعہ ہو، تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں نہ تین روز تک اذان کہی گئی، اور نبی کا مسنت
اور سعید بن سبب مسجد نبوی میں ہی رہا کرتے تھے اور
آپ نماز کا وقت ایک ہلکی آواز سے معلوم کیا کرتے تھے
جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنا کرتے تھے

۱۰ دیکھو ہجرت ۱۱۱۱ ص ۱۲۵، ۱۲۶ مندرجہ

تو نے لوگوں کو عامے واپس دیریتے، اور اس سر بند کو میں نے اپنے دوش پر رکھ
 لیا، تو اس بہن نے، پنا سر بندے لیا،
 حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات تو ان کے علاوہ بی شمار ہیں، لیکن
 خوف طوالت سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے،

آپ کی عبادات

آپ کی عبادت کی تو یہ کیفیت تھی، کہ آپ اپنے قیام و قعود، اپنی نوم و بیداری اپنے ہر فعل و ہر عمل اور اپنی ہر حرکت و سکون میں اپنے مولا، اپنے آقا، اپنے خالق، اپنے رازق اور اپنے مالک کی خوشنودی کو ملحوظ خاطر رکھا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ
مِيرَى نَمَازِ مِيرَى تَمَامِ عِبَادَتِ مِيرَا مِرَا مِرَا
دَعْمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ جِنَابِ اللَّهِ كَلِيْلِي هِيَ، جَو سَارِي

جہان کا پروردگار ہے،

مجاہدہ آپ کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا، شب بیداری آپ کی عادت ستمرہ تھی، نفس کشی آپ کا شیوہ تھا، صائم فی انہما رہنا آپ کا معمول تھا، قائم بائیل رہنا آپ کا ادنیٰ عمل تھا۔

چنانچہ منزل تجرید کو طے کرنے کے لئے آپ نے علی التواتر پچیس برس عراق کے جنگلوں، بیابانوں، ریگستانوں، پتھر ٹلی زمینوں اور ویران مقامات میں تن تنہا گزارے،

شب بیداری اور قیام لیل کی یہ حالت تھی، کہ چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نمازیں پڑھیں، اور تین ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن میں گزاریں، نفلوں کی یہ کیفیت تھی، کہ ہر رات دو دو سو رکعت کے قریب پڑھا کرتے اور ہر رکعت میں سورہ فزل یا الرحمن تلاوت فرماتے، اگر سورہ اخلاص پڑھتے تو ہر رکعت میں سو بار سے کم نہ پڑھتے، نفس کشی یہاں تک تھی، کہ کئی کئی روز تک ایک ہی روزہ رکھتے، اور پھر افطار کرتے وقت درختوں کے پتوں، بیابان کی جڑی بوٹیوں جنگلی پھلوں اور گری پڑی ترکاریوں سے اُسے افطار کرتے،

آپ ہمیشہ با وضو رہتے، جب حدث لاحق ہوتا، اسی وقت وضو تازہ کرتے اور دو رکعت تجتہ الوضو پڑھ کر بیٹھتے، آخر عمر میں بھی آپ شب کو بالعموم تلاوت

قرآن مجید میں مشغول رہتے، اور بسا اوقات متواتر کئی کئی ساعت سر بسجود رہتے، اور پھر صبح تک باقی وقت مراقبہ، مشاہدہ اور یاد الہی میں گزارتے، آپ محبت الہی میں کچھ ایسے سرشار اور مستغرق تھے کہ نیند مطلقاً آپ کے پاس تک نہ پھسکتی تھی، آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ مجھے درو عشق نیند سے مانع ہے، نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد آپ طلباء، خدام اور صوفیاء کو شریعت و طریقت کی تعلیم دیتے، اور مختلف دینی کتب کے سبق درس فرماتے،

الغرض شرب مولیٰ کی عبادت میں گزارتے، اور دن اصلاح نفوس، اجوائے دین اور اعلائے کلمۃ الحق میں،

باوجودین ریاضات شاقہ، ان مجاہدات شدیدہ، اس نفس کشی، اس اتباع شریعت کے آپ مولیٰ کے دربار میں اپنے تئیں کچھ شے نہیں سمجھتے تھے، ہمیشہ منکسر، متواضع اور نذل رہ کر، اپنے آپ کو خاک نزلت میں گرا کر، سفر آخرت سے ڈر کر، خداوند تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑا کر اپنی بے بسی، بیکسی اور بے سرمایگی کا اظہار کیا کرتے تھے،

پنسا پنچم شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستاں میں ایک واقعہ قلمبند کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ آپ خداوند تعالیٰ کے حضور میں کس قدر پکے نذل و انکسار، صبح و بجزو نیاز اور خالص بے کسی و بے بسی کا اظہار کیا کرتے تھے، فی الحقیقت اس واقعہ کو پڑھ کر بے اختیار آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑتے ہیں، کہ ایسا خدا کا مقرب اور یہ انکساری، یہ بے بسی اور یہ بے بسی،

سعدی بطیبہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ

عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ اور حرم کعبہ سے برحسانہا وہ بطیبہ کو لوگوں نے کعبہ کے اندر کنکریوں

بود و میسفت لے خداوند بخشنے واگر پر سر رکھے ہوئے دیکھا، کہ نہایت بجزو نیاز

مستوجب عقوبت ہمراہ روز قیامت سے کہ رہے ہیں، کہ اے خداوند تعالیٰ

تا مینا برا نگیز تا در روئے نیکاں مجھے بخش اور اگر میں سزا کے لائق ہوں، تو

شر مسار نہ باشم، قیامت کیدن مجھے اندھا اٹھائیو، تاکہ میں

نیکیوں کے روپرو شرمندہ نہ ہوں،

الغرض آپ اپنی حیات کے آخری لمحات تک عبادت، ریاضت، مجاہدہ،
زہد، تقویٰ، طہارت، پاکیزگی، پرہیزگاری، دینداری، اتباع شریعت میں مستغرق
رہے، اور ایک آن، ایک لمحہ، ایک ساعت کے لئے بھی یاد خدا سے غافل نہیں
ہوئے،

آپ کے عقائد

آپ علمائے ماتریدیہ کی رائے کو علمائے اشعریہ کی رائے پر ترجیح دیا کرتے
تھے، کیونکہ ان کو مدخلت فلسفیہ سے بعید اور اقتباس انوار نبوت سے
قریب خیال کرتے تھے۔

آپ ہمیشہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ
اللہ علیہ دونوں کے مذاہب پر فتوے دیا کرتے تھے،

آپ کا لباس

حضرت علامہ کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے، آپ کی پوشاک کے واسطے
دور دراز ممالک سے خاصۃً نعین کپڑا تیار کروایا جاتا تھا، بالعموم ہر صبح آپ لباس
تبدیل فرما کر پہلا لباس فقرا و مساکین کو خیرات کر دیا کرتے تھے،
غالباً ہر روز لباس کی تبدیلی فقرا و مساکین ہی کی خاطر تھی، تبدیل لباس صرف

بہانہ تھا،

حضرت کی طبیعت گند کی، عفونت اور بدبو سے سخت متنفر تھی، اس لئے
عبادت کے وقت خاص کر خوشبو کا استعمال ضرور کیا کرتے تھے،
آپ ہر جمعہ نعین مبارک تبدیل فرمایا کرتے تھے، اور پہلا جوڑا فقرا، کو دیا
کرتے تھے،

آپکی سواری

آپ اکثر اوقات خچر پر سوار ہوا کرتے تھے، آپ کو اونٹ کی سواری کا بھی کمال اشتیاق تھا،

جب آپ باہر نکلتے، تو جس بازار میں جاتے، اُس بازار کے لوگ صف بستہ کھڑے ہو جاتے، سنگڑوں سے سنگڑوں بھی آپ کو دیکھ کر موم ہو جاتا،

آپکی خوراک

آپ کی خوراک بالکل سادہ تھی، آپ کے واسطے غلہ علیحدہ آپہی کے پیسے سے بویا جاتا تھا، آپ کے اجاب میں سے گاؤں میں ایک شخص تھے وہ ہر سال آپ کے واسطے غلہ بویا کرتے تھے، پھر آپ کے دوستوں میں سے ہی ایک شخص اُسے پواتے، اور روزانہ چار پانچ روٹیاں کچوا کر مغرب سے قبل آپ کے پاس لے آتے، آپ انہیں توڑ کر جو غزبا آپ کے پاس موجود ہوتے، انہیں تقسیم کر دیتے، جتنی پختہ رہیں، انہیں خود تناول فرمانے کے لئے رکھ دیتے آپ کی خوراک بہت کم تھی، اکثر اوقات دن رات میں صرف ایک ہی دفعہ کھایا کرتے تھے، کھانے میں اکثر ترک حیوانات فرماتے یعنی گوشت، گھی اور دودھ چھوڑ دیتے،

آپکا حلیہ

آپ نازک بدن اور میانہ قد تھے، رنگ آپ کا گندمی اور سینہ کشادہ تھا، ریش مبارک بہت گنجان تھی، بھنویں باریک اور لمبی ہوتی تھیں، چہرہ پر سمیت حق کی نوری شعائیں دکھتی تھیں، آواز آپ کی بلند تھی،

آپ طبعاً مخلوق سے متوحش، ویرانہ پسند، اختلاط سے دلبرداشتہ، زاویہٴ خموں و گوشہ گنہامی کے مشتاق، اپنے محو و مستغرق میں منہمک اور عاشقانہ و مستانہ وار سوکھانہ گذران کے شیدا تھے،

آپ کے اخلاقِ حسنہ

اور

خصائلِ حمیدہ

شیخ موفق الدین قدیمہ المقدسی بیان کرتے ہیں، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات جمع البرکات صفاتِ جمیلہ، خصائلِ حمیدہ اور اخلاقِ حسنہ کی مجسمہ تھی، آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے پھر نہیں دیکھا، بعض لوگوں کا بیان ہے، کہ آپ بولنے کی بہ نسبت خاموش **آپ کا سکوت** زیادہ رہا کرتے تھے، آپ اپنے درس سے جمعہ کے دن کے

سوا اور کبھی نہ نکلتے، اُس دن آپ جامع مسجد یا مسافر خانہ کو جاتے،

آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہو کر صاف صاف کہہ دیا کرتے، خلیفہ المقتضی لامر اللہ نے جب ابو الوفا یحییٰ بن سعید کو جو ابن المرجم الظالم کے نام سے مشہور تھا، قاضی بنا دیا، تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفہ المؤمنین سے علی الاعلان کہہ دیا، کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب قضا پر مامور کیا ہے، تم کل پروردگار عالم کو جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے، کیا جواب دو گے، خلیفہ موصوف یہ سُکر کانپ اٹھا، اور زار زار رونے لگا، اور اسی وقت اُس نے ابو الوفا یحییٰ بن سعید کو منصب قضا سے معزول کر دیا،

آپ کا دنیا داروں سے اجتناب آپ امراء و وزراء، سلاطین، ملوک اور دنیا داروں کی تعظیم کیلئے

کبھی نہیں اٹھا کرتے تھے، بلکہ جب آپ کی خدمت میں خلیفہ یا وزیر یا اور کوئی بڑا آدمی آتا، اور آپ بیٹھے ہوتے، تو اٹھ کر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے، جب وہ اگر بیٹھ جاتا، تو آپ گھر سے نکلتے، تاکہ اُس کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے، پھر آپ اُس کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتے، اِس کو بہت سی نصیحت

کہتے، وہ آپ کے ہاتھ چومتا، اور نہایت تواضع و انکساری سے بیٹھ کر آپ کی باتیں سنتا

جب آپ خلیفہ کے نام لکھتے، تو یوں رقم فرماتے، کہ عبد القادر تم کو یہ حکم دیتا ہے، اس کا حکم تم پر جاری ہے، اس کی اطاعت تم پر واجب ہے، تمہارے لئے وہ پیشوا ہے، اور تم پر وہ حجت ہے،
جب خلیفہ آپ کی تحریر کو دیکھتا، تو اس کو چومتا، اور کہتا، کہ شیخ عبد القادر نے یہ فرمایا ہے،

آپ کا استغناء | آپ کو دنیا کی کوئی چیز بھی کیا مال اور کیا اولاد کیا بیوی اور کیا اپنے بچے مطلقاً محبوب نہ تھے،

چنانچہ عبد اللہ بن الحسین کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ جب میرے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو میں اسے اپنے ہاتھ پر لیکر کہتا، کہ یہ میرا ہے، پس جب کوئی بچہ مر جاتا، تو مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا، کیونکہ آغاز پیدائش ہی سے میں اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیا کرتا تھا،
آپ کے رط کے رکھیاں مجلس و عطا کی رات کو انتقال کر جاتے، مگر آپ مجلس برخواست نہ فرماتے، غاسل میت کو غسل دیتا، جب غسل دیکر میت کو مجلس میں لاتے، تو آپ کرسی سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے،

مساکین پر شفقت | شیخ عبد الرحمن بن شعیب بیان کرتے ہیں، کہ حضور غوثیت مآب بید منکسر المزاج اکرم النفس اور وسیع الاخلاق تھے، آپ مساکین اور غرباء پر زیادہ شفقت کرتے، اور فرماتے کہ امراد کی تو سب عزت کرتے ہیں، ان غرباء سے کون محبت کرتا ہے؟

بزرگوں کا احترام | آپ بڑی عمر والوں کا احترام کرتے، مفلوک الحال صالحین کو گلے لگاتے، خلاف شرع لوگوں سے بیزاری ظاہر فرماتے، کبھی کسی غریب مسلمان پر کسی متمول شخص کو فوقیت نہ دیتے، اور فرماتے کہ اللہ مال و دولت کو پیار نہیں کرتا، بلکہ تقویٰ اور عمل صالح کو پسند کرتا ہے،

مریضوں کی عیادت

آپ مریضوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے

تو فرماتے، کہ فلاں شخص نظر نہیں آتا، وہ بخیریت ہے، اس کی خبر لاؤ،

عجز و انکسار

آپ اپنے گھر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے بہ نفس

نفس بازار تشریف لے جاتے جب سفر میں جاتے، تو منزل پر پہنچ کر اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھتے، روٹیاں پکاتے، اور اپنے رفعا کو تقسیم فرماتے، خدام عرض کرتے، کہ حضور! یہ کام ہم کر لیں گے، آپ تکلیف نہ کریں، لیکن آپ نہ مانتے، اور فرماتے، کہ اگر میں کرونگا، تو کیا حرج ہے،

جب آپ کی زوجہ محترمہ طویل ہو جاتیں، تو آپ گھر کا سارا کام خود کرتے، گھر میں جھاڑو دیتے، آٹا گوندھتے، روٹیاں پکاتے، اور بچوں کو کھلاتے، اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا، کہ پانی کا گھڑا دوش مبارک پر رکھ کر کنوئیں پر لے جاتے، اور بھر کر لے آتے،

ایک دفعہ ایک کوچہ میں کچھ بچے کھیل رہے تھے، حضرت کا ادھر سے گذر ہو گیا، ایک نے حضرت سے کہا، میرے لئے ایک پیسہ کی مٹھائی بازار سے لایئے، آپ فوراً چلے گئے، اور شیرینی لادی، اسی طرح کئی اور لڑکوں نے شیرینی منگائی، آپ نے کسی کا سوال رد نہ کیا،

الغرض آپ اعلیٰ درجہ کے خوش اخلاق، خندہ پیشانی، ہر حال میں صابر و شاکر، راضی بہ رضائے توکل، تسلیم، تقویٰ، آپ کا شعار تھا، صاحب اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ اور خصائل بنجیدہ تھے، اعلیٰ درجہ کے شرم و حیا والے، دشمنوں کی ایذا پر صبر کر نیا لے، اپنی ذات کیلئے غصہ نہ کرنے والے، لوگوں کے قصوروں و خطاؤں کو معاف کر نیا لے اور شدید انخستہ، رقیق القلب، ہریح الدرع، کثیر البیت، مجیب الدیوانتہ، کرم الافلاق، عیم الاشفاق، خیر الضمیر، مستقل الفکر اور آزاد گوشتے، علم آپکا ہندب اور قرب آپ کا ادب آموز تھا، انس آپ کا ندیم، اور صدق آپ کا نشان تھا، علم آپ کا ثبوت اور ذکر آپ کا ہمیشہ تھا، مکاشفہ آپ کا مصاحب اور شاہدہ آپکا مشیر تھا،

سر بسر نور خدا میں سیدی غوث الانام
 نور چشم مصطفیٰ میں سیدی غوث الانام
 محو ذات کبریا میں سیدی غوث الانام
 وقف تسلیم و رضا میں سیدی غوث الانام
 مقتدائے اولیاء میں سیدی غوث الانام
 قدوہ اہل صفایں، سیدی غوث الانام
 آستانہ غوث کا دارالاعطائے خلق ہے
 چشمہ لطف و عطا میں سیدی غوث الانام

چنانچہ قدوۃ العارفين شیخ عقیف الدین ابو محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
 تاریخ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
 علم شریعت کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے مزین تھے، اپنے دنیا کو خیر باد
 کہہ کر خلائق کو چھوڑ کر خدا نے تعالیٰ کی طرف ہجرت کی، اور اپنے پروردگار کی طرف
 جانے کے لئے پورا سامان کیا، آداب شریعت بجالائے اور اپنے تمام اخلاق و
 عادات، خصائل و شمائل کو شریعتِ غزاکے تابع کر کے اس میں کافی سے زائد حصہ لیا
 اپنے لوگوں کو شرابِ محبت الہی سے سیراب کیا، ان کو قرب الہی کا مشاق
 بنا دیا، معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اٹھائیے
 اور بدوں کی پڑمردہ شاخوں کو وصفِ جمال ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا۔

عَبْدَ اللَّهِ نَوْفُ الْمُعَالِي رُبِّيَّةُ ذَلِكُ الْمُحَارِبِ وَالْمُفَاخِرِ الْخُرِّيَّةُ
 ذَلِكُ الْمُتَعَانِقِ وَالطَّرَائِقِ فِي الْهُدَى ذَلِكُ الْمُعَارِفِ كَالْكَوَاكِبِ تَزْهَرُ
 ذَلِكُ الْفَضَائِلِ وَالْمَكَارِمِ وَالنَّدَى ذَلِكُ الْمُنَاقِبِ فِي الْمَحَافِلِ تُنَشَرُ
 غَوْثُ الْوَرَى عَيْتُ النَّدَى تَوْرَاهُدَى بَدْرُ الدُّجَى شَمْسُ الصُّمَى بَلْ أَوْرَى

لے آپ اُن بندگانِ حرا تھے، کہ جن کا مرتبہ عالی سے ملتی تھا، محارِبِ خلاق اور فضائلِ عالیہ آپ کو حاصل تھے، لہٰذا حقیقت
 و طریقت کے آپ رہنا تھے، اور آپ کے حقائق و معارف تاروں کی طرح روشن اور ظاہر تھے، لہٰذا آپ صاحبِ فضائل
 و مکالم اور صاحبِ جود و سخا تھے، انھوں اور مجلسوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ رہتا ہے، لہٰذا آپ

الغرض زماۃ آپ کی روشنی سے منور ہو گیا، دینی عزت و جلال دو بالا ہوا،
 علمی ترقی ہوئی، عام و خاص آپ سے مستفید ہوئے، بے شمار لوگوں نے آپ
 سے فخر تلمذ حاصل کیا، آپ سے خرقہ پہنا،

سخت و ایثار

پارہ زر سخت و ایثار آپ میں کمال درجہ کا تھا، چنانچہ ایک دفعہ بغداد میں آپ کی
 والدہ ماجدہ نے آپ کو طالب علمی کے زمانہ میں وطن سے ایک پارہ زر
 خرچ کے لئے بھیجا، آپ نے باوجود اشد ضرورت کے اس میں سے کچھ تو رکھ لیا، اور
 باقی سترویوں میں تقسیم کر دیا، پھر جو اپنے لئے رکھا، اس کے عوض طعام منگوا کر
 درویشوں کے ساتھ ملکر کھایا۔

اثنائے سفر حج کا ایک واقعہ آپ غزباً کا بہت خیال رکھتے

ایک مرتبہ آپ حج کے لئے تشریف لینگے، اور راستہ میں بمقام طہ تیار کیا،
 آپ نے وہاں کے ایک باشندے سے دریافت فرمایا، کہ اس جگہ میں کون شخص
 سب سے زیادہ محتاج ہے؟ اس نے آپ کو ایک کثیر العیال، مفلوک الحال،
 شخص کا نام بتایا، آپ اس کے مکان کی طرف تشریف لے گئے،
 جب آپ وہاں پہنچے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ مکان نہایت شکستہ ہے، دیواروں
 کی بجائے بوسیدہ کھیل نکلے ہوئے ہیں، اور اس میں ایک بوڑھا، بڑھیا اور لڑکی
 بیٹھی ہوئی ہے، آپ نے اس بوڑھے سے اجازت طلب کی، اس نے بخوشی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

حق کے عین دردگار اور اس کے حق میں آپ باران رحمت اور نور ہدایت تھے تاہم چودہویں صحت کے
 چاند اور روشن دن کے سورج سے بھی زیادہ منور تھے ۲ مندرجہ ۱۲ صحت ۱۲ مندرجہ

۱۲ مندرجہ ۱۲

اجازت دیدی، آپ نے وہاں قیام فرمایا،
 قہوڑی دیر کے بعد جب آپکی تشریف آوری کی خبر اہل حلقہ کو پہنچی، تو روسائے
 حلقہ دوڑے ہوئے آئے، اور حاضر خدمت ہو کر درخواست کی، کہ حضور ہمارے
 غریب خانوں پر قیام فرمائیے، مگر آپ نے منظور نہ فرمایا، اہالی شہر نے آپ کے لئے
 بہت سی گائے، بکریاں، سونا، چاندی اور کھانا بھیجا، لوگوں کا ہجوم بھی تکلف ہدایا
 لیکر آپ پر ٹوٹ پڑا، آپ نے فرمایا، کہ یہ سب سامان اور زر نقد صاحب خانہ کو دیدو
 دوسرے روز فجر کی نماز کے بعد آپ بیت اللہ کو روانہ ہو گئے،
 آپ کے صاحبزادہ عبدالرزاق کا بیان ہے، کہ کئی سال کے بعد حلقہ میں میرا گند
 ہوا، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ بوڑھا وہاں کے باشندوں میں سب سے مالدار ہے، اُسے
 مجھ سے کہا، کہ یہ سب کچھ اُس رات کی برکت ہے، ان گائے بکریوں نے پیچھے دیئے
 اور وہ بڑھ گئے،

ایک فقیر کا واقعہ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے، کہ ایک دفعہ اپنے ایک
 شکستہ دل فقیر کو دیکھ کر کہا، تو رنجیدہ خاطر کیوں ہے
 اُس نے عرض کیا، کہ میں آج دریا کے کنارے گیا، اور ملاح سے کہا، کہ مجھے
 دوسری طرف لے چل، اُس نے انکار کیا، اس لئے افلاس اور غربت کے سبب
 میں شکستہ دل ہو گیا ہوں، فقیر نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا، کہ ایک شخص تیس دیناروں
 کی قبیلی لیکر آپ کی تذر کرنے آیا، آپ نے اُس فقیر سے فرمایا، کہ یہ قبیلی لے کر
 ملاح کے پاس جا اور اُسے دیکر کہہ دے، کہ کسی فقیر کا سوال نہ رد کیا کر، پھر اپنے
 اپنی قبیلے اتار کر فقیر کو دیدی، پھر اُس سے بیس دینار کو خرید لی؟

ایک روایت علامہ ابن نجار اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، کہ جبانی کا بیان
 علیہ نے فرمایا، کہ میں نے اپنے تمام اعمال کی تفتیش کی، تو کھانا کھلانے اور حسن
 خلق سے افضل و بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا، اگر میرے ہاتھ میں دنیا ہوتی، تو میں

لہ جو صفت ۱۲۲ منہ لے نوات اونیات جز ثانی ص ۱۲ منہ ر

یہی کام کرتا، کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا رہتا،

علامہ ابن نجار جبائی سے یہ بھی نقل کرتے ہیں، کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ بالکل نہیں بھیرتا، اگر صبح میرے پاس ہزار دینار آئیں، تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ نہ پئے،

الغرض آپ پیکر سخاوت اور محبتِ حسن و خلق تھے، **بَلَّغِ دَرْمَانَ قَلْبِكَ**،

کرم میں، فیض میں، جو دو سخا میں دلربائی میں

غرض ہر آن میں محبوبِ شانِ کبریائی ہو

آپ کی تصانیف

حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات اور آپ کے ملفوظات مطالعہ کرنے سے قلب کو جو لذت، حلاوت اور سرور حاصل ہوتا ہے، اس کا نقشہ اُتارنا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے، آپ کے کلمات یا الفاظ کے پڑھنے سے جو لطف میسر ہوتا ہے، وہ شاید ہی دوسرے لوگوں کی تصانیف کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہو۔

آج آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں، اور زندہ جیات ابدی پارہے ہیں، آپ کا کلام رشتہ دریا سلک گوہر ہے، جو مسلسل دریا کی طرح رواں چلا جاتا ہے، آپ کے کلام میں اس قدر تاثیر، ذوق و شوق اور دل سوزی ہے، کہ بسا اوقات پڑھنے والا وجد میں آکر بے اختیار ہو کر کپڑے چاک کرنے لگ جاتا ہے، آپ نے متعدد تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں، جن میں سے بعض مشہور کتب

یہ ہیں،

یہ کتاب مشہور ہے اور حجم میں ضخیم ہے، اس میں شریعت
عَنِیَّةُ الطَّالِبِیْنِ و طریقت کے مسائل کی بحث ہے، اس کا فارسی اللہ

اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے،

بعض علماء نے اس کو حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں بیچ

کرنے سے تامل کر کے کسی دوسرے عبد القادر جیل کی طرف اسکو منسوب کیا ہے ،
 کیونکہ اس کی اور فتوح الغیب کی عبارات میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے
 بہر حال چونکہ لوگ زیادہ تر اس کو آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں ، اس لئے
 اس کو آپ ہی کی تصانیف میں شمار کیا جاتا ہے ،
 اکثر غیر مقلدین کا خیال ہے ، کہ اس کتاب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ
 علیہ نے احناف کرام کو مرجیہ لکھا ہے ، جو بالکل غلط ہے ، کم نہیں اور تقصیب
 پر مبنی ہے ،

مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا خوب منہ توڑ جواب دیا ہے
 آپ فرماتے ہیں ، کہ اہل سنت (حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی) اور مرجیہ ضالہ
 کے درمیان بتائیں کلی کی نسبت ہے ، اور حنفیہ (جو اصول و فروع میں امام اعظم
 ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں) اور اہلسنت کے درمیان عموم و خصوص
 مطلق کی نسبت ہے ، پس ہر حنفی اہلسنت ہوگا ، اور یہ ضروری نہیں ، کہ ہر اہلسنت
 حنفی ہو ،

باقی رہے ، وہ حنفیہ جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صرف فروع میں مقلد
 ہیں ، ان کے اور اہلسنت کے درمیان عموم و خصوص من و وجه کی نسبت ہے
 پس مادہ افتراق یہ ہے ، کہ حنفی ہو ، مگر اہلسنت نہ ہو ، جیسے مرجیہ حنفیہ ،
 اور معتزلہ حنفیہ اور دوسرے یہ کہ اہلسنت ہو ، مگر حنفی نہ ہو ، جیسے شافعی ، مالکی
 ، حنبلی ،

اور مادہ اجتماع یہ ہے ، کہ فروع اور عقیدہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 کے موافق ہو ،

اس تمہید کے فہم گزار ہونے کے بعد ہم کہیں گے ، کہ غنیۃ الطالبین میں جن حنفیہ
 کو مرجیہ میں شمار کیا گیا ہے ، اس سے وہ اصحاب ابو حنیفہ مراد ہیں ، جبکہ یہ اعتقاد ہے
 کہ الايمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله اور یہ صرف فرقہ غسانہ پر منطبق

لے دیکھو مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کا رسالہ "الرفع والتكيس في الجرح والتعديل" ملحقہ بہ

میزان الاقتدال صفحہ ۱۲ مندرج ،

ہوتا ہے،

عساکر کوئی اپنے ناپاک مذہب کی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کیا کرتا تھا، اور اپنے نفس پر قیاس کر کے امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کو یہی مرجیہ سمجھتا تھا، پس یہ بات ظاہر ہو گئی، کہ غنیۃ الطالبین کی عبارت کو آڑ بنا کر حنفیہ یا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع کرنا صرف ان لوگوں کا کام ہے، جو نہایت غبی اور سخت متعصب ہوں،

مولانا کی اس عبارت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے، کہ مرجیہ حنفیہ صرف فروع میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، لیکن جب وہ اصول ہی میں مقلد نہیں، تو فروع میں ان کی تقلید کیسے معتبر ہو سکتی ہے اور کون عقل کا اندھا ان کو حنفیہ کہہ سکتا ہے، ایک شخص اگر فروع اسلام میں موافق ہو، مگر اصول مثلاً توحید و رسالت کا منکر ہو، اور اس پر وہ مسلمان کہلانے، تو کیا اُسے مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ اسی طرح جب حنفیہ مرجیہ اصول ہی میں حنفیہ المسنت کے ساتھ موافقت نہیں رکھتے، تو کیا حقیقی معنوں میں ان کو حنفی کہنا چاہیے؟ یا ان کے حنفی کہلانے سے تمام حنفیہ نشانہ طامت بنائے جاسکتے ہیں،

علم تصوف اور معرفت میں بڑے پایہ کی کتاب ہے،
فتوح الغیب | کئی تعالقات پر شتمل ہے، ہر ایک مقالہ معرفت و حقیقت کے جواہرات کی کان ہے، اسکا فارسی ترجمہ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، اور اردو ترجمہ مولوی ابوالحسن سیالکوٹی اور نواب صدیق حسن صاحب نے کیا ہے،

یہ آپ کے دو سالہ ارشادات و مواعظ کا ملخص ہے، اس کا
فتح ربانی | طرز بیان بھی فتوح الغیب ہی کی طرح ہے، جو کیفیت حضرت ممدوح کے وعظ کی مجلس میں حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتی تھی، اس کا نقشہ آنا و نانا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر عطا فرمائے، حضرت

۱۔ بیسے بعض لوگوں نے جھوٹی حدیثیں بنا کر ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا تھا، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷

شیخ عقیف الدین بن المبارک کو، کہ اپنے آنے والی نسلوں کی پیاس پر نظر رکھی، اور اس ضرورت کو محسوس فرمایا، کہ اس آب شیریں کے بادل کا برسنا جس وقت ختم ہو جائیگا، تو تشنگانِ ہدایت اور قطبِ عالم کے مواعظ و ملفوظات کا فیضان حاصل کرنے کے متمنی و طلبگار مسلمان حسرت و یاس کے ساتھ العطش، العطش بکاریں گے اور آسمان ولایت کے آفتاب کو غروب ہو جانے کی وجہ سے جب دیکھ نہ سکیں گے تو کفِ افسوس ٹٹنے کے یوا کچھ بن نہ پڑیگا، اس لئے اس گہر بار مجلس کے شرابی و غلط قلبند کر دیئے، اور حضرت محبوب سبحانی کے دہنِ طالع معدن سے حکمت و دانش کے جو پھول مختلف مجالس میں جھڑا کرتے تھے، جتنا کچھ ہو سکا، ان کو فراہم فرما کر ہمارے لئے ذخیرہ چھوڑ گئے،

یہ بالکل صحیح ہے، کہ ان مواعظ و ارشادات کے کتاب میں پڑھنے سے وہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی، جو سامعین و حاضرین مجلس کو دہنِ شیخ سے سنکر حاصل ہوا کرتی تھی، لیکن چونکہ کلمات اور الفاظ وہی ہیں، جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا کرتے تھے، اس لئے جتنا لطف آج بھی ان میں چھپا ہوا ہے، وہ متفرق کتبوں یا دوسروں کی تصانیف کے پڑھنے میں نہیں آسکتا،

ان مواعظ کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے، اصل عربی میں ہیں، جو مدرسہ مینیہ مصر میں طبع ہوئے ہیں، آجکل نایاب ہیں،

قصیدہ غوثیہ | یہ قصیدہ جذبہ کی حالت میں آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوا تھا، اس کے پڑھنے اور معانی کو سمجھنے سے الہی محبت کا ایک ایسا سبق حاصل ہوتا ہے، کہ کبھی فراموش ہونے نہیں پاتا، اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے، کہ محبت الہی کیا ہے، اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟ محبت اور محبوب کے درمیان کیسا رابطہ ہے، اور محب محبوب سے واصل ہو کر کیا پاتا ہے گویا یہ ظاہری و باطنی اخلاق کا ایک قبالہ اور حقائق و عرفان کا ایک رسالہ ہے، قصیدہ میں جمالی و جلالی دونوں اثر ہیں، اس لئے اس کے پڑھنے والی کی طبیعت میں دونوں اثر پیدا ہو جاتے ہیں، اس کی فارسی اور اردو میں کئی شریں ہو چکی ہیں،

بعض لوگ اپنی کم فہمی اور خود پرستی کے سبب سے اس تصیّدہ کو حضرت
نوٹ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کرتے، جو سراسر غلط ہے۔

ہم اس کے متعلق چند اصول بیان کرتے ہیں،

اول جو کتاب کسی مصنف کی طرف منسوب کیجاتی ہے، اگر اس کتاب کے مسائل
مصنف کے عقائد کے برخلاف ہوں، تو یہ شک کیا جاسکتا ہے، کہ یہ کتاب اس مصنف
کی تصنیف نہیں ہے،

دوم اگر اس کتاب کے مطالب بمقابلہ فضیلت مصنف اعلیٰ یا ادنیٰ ہوں، تو
بھی من ہو سکتا ہے، کہ وہ کتاب اس کی تصنیف نہیں ہے

سوم اگر اس کتاب کی انشا پر داری مصنف کی انشا پر داری کے رتبہ کی نہ ہو
تو بھی اسی قسم کا خیال ہو سکتا ہے، کہ نسبت درست نہیں ہے،

چہارم بعض کتابوں کے اندر مصنف دیباچہ میں اپنا نام لکھتے ہیں، اور
بعض کتابوں میں دوسرے لوگ دیباچہ الحاقیہ میں یا اپنی تصانیف میں اس کتاب کو
کسی مصنف کی طرف منسوب کرتے ہیں،

پنجم بعض کتابوں کی نسبت نہ تو مصنف کا نام ہوتا ہے، نہ ہی کوئی اور راوی
اس کی نسبت تشریح کرتا ہے، مگر شہرت اور تواتر روایات سے وہ کتاب کسی خاص
مصنف کی تصنیف ثابت ہوتی ہے،

یہ اصول ہیں، جن سے ہم فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی تصنیف
ہے، یا اس کی تصنیف نہیں ہے،

مثلاً کافیه جو نحو میں ابن حاسب کی تصنیف ہے، اس پر صرف تواتر اور شہرت

ہی ایک دلیل ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ ابن حاسب کی تصنیف ہے

ایسا ہی بخاری شریف جو علم حدیث کی مسلمہ کتاب ہے، جس کو محمد بن اسمعیل

بخاری نے مرتب کیا ہے، اگر اس کی نسبت اَلْفَتْ يٰصُنْفَتْ نہیں لکھا، البتہ بعض

نحوں میں قال للامام موجود ہے، جو ان کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے، بیسیوں ایسی

کتابیں ہیں، جن کی تصنیف مصنف کی شہرت و تواتر پر مبنی ہے

اب تصیّدہ غوثیہ کو لیجئے، نہ اس کی انشا پر داری میں کسی قسم کی نحوی اور عروضی

غلطی ہے، اور نہ ہی اس کے مطالب مصنف کے عقائد کے برخلاف ہیں،
 دوسرے سینکڑوں سالوں کے روایات متواترہ یہ آپ کی تصنیف ثابت ہے
 یہ تصیدہ اس وقت تک بھی بغداد شریف اور عرب کی بعض مجالس میں بطور وظیفہ پڑھا
 جاتا ہے، اگر اس کی عربیت یا مضامین کی نسبت کچھ شک ہوتا، تو اس کی اس قدر
 شہرت قائم نہ رہتی،

اس سے زیادہ اور کیا برہان ساطع اور حجت قاطع ہو سکتی ہے، کہ علامہ شیخ
 نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر الحنفی شطرنوفی رحمۃ اللہ علیہ، عارف نامی حضرت
 مولانا عبد الرحمن جامیؒ مصنف شرح کافیہ اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث
 دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ اس تصیدہ کو پڑھتے پڑھاتے چلے آئے ہیں

پس اس قدیمی شہرت اور تواتر کا انکار ایک ایسا انکار ہے، جو ہر طرح سے باطل
 ہے، اگر ہم تواتر اور شہرت کے ثبوت کو نظر انداز کر دیں، تو پھر ہم ایسی کتابوں کو جن
 میں مصنفین نے اپنا نام نہیں لکھا، یہ ثابت نہیں کر سکتے، کہ یہ اس مصنف کی تصنیف
 ہے،

اشعار میں بالعموم یہ قاعدہ ہے، کہ مصنف اخیر پر اپنا نام یا تخلص ظاہر کرتا ہے، تصیدہ
 غوثیہ میں حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا اسم گرامی ظاہر فرما دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ

أَنَا أَحْسَنُ وَأَمْتَدَّ عَمَقًا
 وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرَّجَالِ
 أَنَا الْجَمِيلُ مَحْيُ الدِّينِ إِسْمِي
 وَأَعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجِبَالِ
 وَعَبْدُ الْقَادِرِ الشُّهُورِ إِسْمِي
 وَجَدِي صَاحِبِ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

۱۱ میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہوں، مخدع میرا
 مقام ہے، اور ولیوں کی گردنوں پر میرا قدم ہے،
 ۱۲ میں ہوں جمیل کا اور محی الدین میرا نام ہے، اور میرے اقبال
 کے مجتذبے پہاڑوں پر لہرا رہے ہیں،

(۳) زیادہ تر میرا مشہور نام عبدالقادر ہے اور میرے جدا جدا مجید پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ جمیع کمال میں ۔

دیکھئے، کس قدر تشریح اور وضاحت سے اپنا نام، وطن و لقب بیان فرمایا ہے
جب آپ خود اس قصیدہ کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہیں، پھر کیا شک باقی رہ گیا،
علاوہ ازیں مصنف ہیچہ الامرار نے اس قصیدہ کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ
ہی کی طرف منسوب کیا ہے ۔

الغرض ان دجوات اور ہزار اعلما و فضلاء، مشائخ و صوفیاء، صاحبان کشف و
مقربان بارگاہ احدیت کے تسلیم کرنے کے باوجود بھی اس قصیدہ کو آپ کی تصنیف
نہ کہنا میرے خیال میں جہالت نہیں اتوا اور کیا ہے ،
اب میں آپ کا یہ قصیدہ اردو اور فارسی اشعار کے ترجمہ کے ساتھ درج کرتا ہوں

قصیدہ غوثیہ

سَقَانِي اَنْحُبُّ كَمَا سَاتِ اِلَوْصَالِ

نُقُلْتُ لِحَمْرَتِي لِحَوِي تَعَالِي

عشق نے مجھ کو پانی وصل دہر کی شراب تب کہا میں نے اپنے سے آمیری پانز شتاب
داد جاناں در کفم جام وصال گفتم اے ساتی بمن کن اتعال

سَعَتٌ وَمَشْتٌ لِحَوِي تِي كُوْطِيسِ

فَهَمْتُ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِ

دوڑ کر آئی میری جانب پیالو نہیں بھری کر گئی سب دو تنو نہیں بھی اثر مستی مری

پس بیا مدیش من با جا ہسا پس ز خود رفتم میان اہل حال

وَقُلْتُ بِسَائِرِ اَلْاَقْطَابِ لَمُوَا

يَحَايِي دَاذْ خُلُوَا اَنْتُمْ رِجَايِي

پس کہا میں نے یہ سب قطبوں نے آ رہے کسب اور میری نہیں ہرے ہو جاؤ داخل جلاب

پس گفتم جملہ اقطاب را در خار من در آئید لے رجالت

وَهُمْ أَوْ شَرِبُوا أَنْتُمْ حَبُودِي

سَأَلِي الْقَوْمِ بِأَنْوَافِي مَلَأِي

کر کے ہمت سب پویشکر ہو تم میرا نام دے رہا ہے قوم کا ساقی مجھ بھر بھر کے جام

در کشید از شوق اسے زندان من دوزخا من بخشد این نوال

شَرِبْتُمْ فَضَلَّتْ مِن بَعْدِ سُكْرِي

وَلَا يَنْلَمُ عَلَيَّ وَاتِّصَالِي

مست جب میں ہو گیا تم نے مزاجو ٹھا پیا مرے قرب شان کو ہو کب پہنچ سکتے بجلا

دوے از پیمانہ من خوردہ اید مر شمارا نشام باشد محال

مَقَامِكُمُ الْعُلَى جَمْعًا وَ لَكِن

مَقَامِي فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِي

شک نہیں اس میں کہے عالی تمہارا مرتبہ پر مر اتم سب بڑھ کر ہے ہمیشہ مرتبہ

گرچہ بس عالیست جائے شما از مقام من بود صف تعال

أَنَا فِي خَضِرَةِ التَّشْرِيْبِ وَ حُدِي

يُصَرِّفُنِي وَ حَسْبِي ذُو الْجَلَالِ

منزل قرب الہی میں ہوں میں کیلنا کمال ہوں ترقی پر سد اکافی ہے مجھ کو ذوالجلال

من یگانہ در جناب قرتم بر مدارج بردنم بس ذوالجلال

أَنَا الْبَارِئُ أَشْتَهَبُ كُلَّ شَيْخٍ

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِي

باز سب شیخوں پہ ہوں اونچی مری پرواز ہے مجھ سی ہے کنسر عطا، مجھ کو خدا پر ناز ہے

شاہ بازم سن زہر پیر و جوان کیست انکرمانتہ چوں من کمال

كَأَنِّي خَلْعَةٌ بِطَرَاذِ عَزْمٍ

وَتَوْجِحِي بِتَيْجَانِ الْكَمَالِ

جسپہ گلکاری اللو العزمی کی وہ خلعت دیا اور کمالیت کا تاج اس نے ہے سر پر رکھ دیا

خلعت پوشاند حق بانقش عزم ساخت سلطانم بدہیم کمال

وَأَلْعَفِي عَلَى سِرِّ قَدِيمٍ

وَقَلَّدَنِي وَأَعْطَانِي سِوَايَ

اور قدیمی راز پر اپنے مجھے محرم کیا اور پہنایا مجھے عزت کا اور سب کچھ دیا

اطلاعم دادہ بر راز قدیم خواجہ ام بنمودہ باندر سوال

وَوَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا

فَخَلَّنِي نَائِدًا فِي كُلِّ حَالٍ

بمکوسب قطبوں پر اُسے کر دیا ہے حکمران ساری خلقت پہ ہر دم حکم اب میرا دواں

والیم بر جملہ اقطاب ساخت حکم من جاری شدہ در جملہ حال

نَلَوُ الْقَيْتُ سِرِّي فِي مَعَادٍ

لَقَادُ الْكُلِّ غُورًا فِي الزُّدَايَ

پھینک دوں دریا کے اندر بھید کو اپنے اگر خشک ہو دم میں ہے پانی نہ اُس میں نہ بھر

پس بد ریا راز خود گرا نغمہ خشک گرد و چوں زمیں پا نماں

وَوَلَّانِي سِرِّي فِي جِبَالٍ

لَدَاكَ دَاخَعْتَنِي بَيْنَ الرِّمَالِ

بھید کو اپنے پہاڑوں پر اگر ڈالوں کہیں ریزہ ریزہ ہو کے چھپ چائیں وہ بیتے میں کہیں

راز خود گرا نغمہ بر کو ہزار ریزہ پوشیدہ گرد و درماں

وَوَلَّانِي سِرِّي فَوْقَ نَادٍ

لَمُحَدَّثَاتٍ وَأَنْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَائِلٍ

پھینک دوں گرا راز کو اپنے کسی میاں گ پر ستر کی تاثیر سے ٹھنڈی دیریں ہو سر بسر

راز خود گرا نغمہ بر آتے سرد و خامش می شود از سر حال

وَوَلَّانِي سِرِّي فَوْقَ مَيْتَةٍ

لَقَامَ يَقْدَرَةَ الْمَوْلَى تَعَالَى

پھینک دوں مردہ کے اوپر بھید کو اپنے اگر اٹھ کھڑا ہو قدرت خلاق سے وہ جلد تر

راز خود گرا نغمہ بر مردہ مردہ بر خیزد حکم ذوالجلال

وَمَا مِنْهَا شَهْوَةٌ أَوْ دَهْوَةٌ
تَمُرُّ وَتَنْقُضِي ۚ لَا آتَانِي

ہے نہیں ہوتا بسر کوئی مہینہ یا رماں جب تک مجھے اجازت کے ذوق آکر یہاں
گمزد روزاں صبح ماہ و پچ سال کوئی آید مرا بہر مقال

وَتُخَيِّرُنِي بِمَا يَأْتِي وَيَجْبُرُنِي
وَتُعَلِّمُنِي فَأَقْصِرُ عَنْ جِدَالِ

جو گزرتا ہے جہاں نہیں اُسپہ دیویں اطلاع سب خبر ہوتی ہی مجھ کو چھوڑے یکسر نزاع
در حوادث می نماند م خبر دوستداراں بگنید از قبل قال

مُرِيدِي هُمْ قَطِبُ وَاشْطَمُ وَغَنِي
وَأَفْعَلُ مَا تَشَاءُ فَإِلَّا سَمُّ عَالِ

چین کر خوش میری طالب تمہیں پرواہ ہی کیا کر جو تیرے ہی میں آئے اسم ہے عالی مرا
عاشقانش مست بر گور فر عشق کوشے بنا بلند از حسب حال

مُرِيدِي لَا تَحْفَ اللَّهُ رَبِّي
عَطَائِي رَفْعَةً نَلْتُ الْمَنَالِ

طالبامت ڈر کہ اللہ ہے میرا پروردگار جسے دی ہے مجھ کو نعمت اور کیا عالی وقار
غم مخور عاشق کہ حق رب من است پایہ ام داد و رسیدم بر منال

طَبُوبِي نِي السَّمَاءُ وَدَا الْأَرْضِ دُتَّتْ
وَسَاءُ دُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَا بِي

آسمان پر اور زمین پر میرے نفاے بے اور تعیبان سعادت چلتے ہیں آگے مے
درد و عالم کو ساقبالم زدند پایہ نغم عیاں شد در حنال

يَلَادُ اللَّهُ مُلْكِي تَحْتُ حُكْمِي
رُوقِي قَبْلُ تَلْبِي تَدُ صَعَالِي

ملک حق ہے بلکہ میرا اُسپہ ہے قبضہ مرا دل سے پہلے وقت میرا صاف حق نے کر دیا
زیر فرمانم ہمہ ملک خدا است وقت من خوش گشتہ پیش از مقال

نَظَرْتُ إِلَى يَلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

كُنْزُ دَلِيَّةٍ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

شرق سے غزب تک دیکھا بسی ملک خدا بھکوسب معلوم شل دانہ خردوں ہوا
درنگاہ من ہمہ ملک خدائی ذرہ باشد بحکم اتصال

وَكُلُّ ذِي لَيْلَةٍ قَدَّمَ ذَاتِي

عَلَى تَقْدِيمِ الْبَيْعِيِّ بَدْرَ الْكَمَالِ

چلتے ہیں سائے ولی بس اپنی چال پر ہے قدم میرا فقط بر سنت خیر البشر

ہر ولی را تہہ دادند و من پیر و پیغمبرم بدر کمال

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى جِئْتُ قُطْبًا

وَنِلْتُ الشَّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِ

پڑھے میں علم طریقت ہو گیا قطب زماں ہے سعادت پر مجھے پہنچا یا حق نے بیگیاں

علم حق خواندم کہ گشتم قطب وقت نیک نختی یا فتم اندر کمال

مُرِيدِي لَا تَخَفْ وَائِشْ فَاَتِي

عَزُومًا قَاتِلًا عِنْدَ الْقِتَالِ

ذری مخالف سے نہ باطل میرے طالب زبیل ہوں دلاور اور قوی بیشک بوقت کارزا

عاشقا ہرگز مہترس از بدنگال من دلیرم غازیم اندر قتال

أَنَا الْحَسْبِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِي

وَأَقْدَارِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

ہوں میں اعلیٰ حسن اور میری مخدع ہے جا سایے دیو کی ہے گردن پر قدم بیشک مرا

بمن نسویم و مخدع مقام پائے من برگردن مردان حال

أَنَا الْجَيْلِيُّ مَوْلَى الدِّينِ إِسْمِي

وَأَعْلَادِي عَلَى زَائِسِ الْجَبَالِ

ہے وطن گیلان سبکتے ہیں موی الدین زعمے میں پہاڑوں پر مہرے آباں کہ تھنڈے گڑے

من موی الدین و من جیلانی ام کوہ زیر حکم من در امتثال

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُورِ إِسْمِي

وَجِدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

نام ہے مشہور عبدالقادر عالم میں مرا صاحب عین الکمالی ہے مرا تانا ہوا
نام من مشہور عبدالقادر اسنت جذمن شد صاحب ذات کمال

چہل کاف چہل کاف سے مراد وہ تین اشعار ہیں، جو محبوب سبحانی
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مناجات
کے طور پر اپنے پاک اور مطہر قلب سے خطاب کرتے ہوئے مرتب فرمائے تھے
چونکہ یہ اشعار نہایت ہی فصیح، بیخ، مشکل اور ادق ہیں، عوام الناس اکثر طویل
پیران کو بالکل غلط پڑھتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ہر ایک شعر میں صحیح
الہاب، ترکیب صرفی و نحوی، وزن عروضی، محل لغات اور فارسی اردو مشترح ترجمہ
کے ساتھ درج کیا جائے،

شرح چہل کاف

یہ ابیات ایک قطعہ کی صورت میں ہیں، جو بحر بسیط سے ہے، جس کے اجزاء
شمن ہیں، اور اس کی اصل **مُسْتَفْعِلُنَّ فَا عِلُّنْ** چار بار ہے،

(۱) پہلا شعر

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَ اِكْفَانَةٌ
كَفْنَا مِمَّا لَكِنَّا كَانْ مِنْ لَكْ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر بیان ہو چکا ہے، تقطیع ملاحظہ ہو،

تقطیع | كَفَاكَ رَبُّ : — مَفَاعِلُنَّ
بُكَ كَمْ : — فَعِلُنَّ

يَكْفِيكَ وَ اِ : — مُسْتَفْعِلُنَّ

كَفَّةٌ : — فَعِلُنَّ

كَفَّكَاهُا : — مُسْتَفْعِلُنَّ

كَيْئُ : — اَعْلُنْ

يَنْ كَانْ مِنْ : — مُسْتَفْعِلُنَّ

نَكَّكُ : — فَعِلُنَّ

ترکیب صرفی و نحوی

کَفَّیٰ باب ضَرْبٌ سے فعل ماضی معروف دو مفعول کو چاہتا ہے، لَک۔
مفعول بہ اول، دوسرا مفعول تعمیم اور اختصار کی واسطے حذف کر دیا گیا ہے رَبُّک۔
مرکب اضافی فاعل، کَمَرٌ۔ خبریہ مفعول مطلق تاکید یا مفعول فیہ، فعل اور
فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،

يَكْفِيٰ : — باب ضَرْبٌ سے فعل مضارع معروف، اس میں ضمیر
مُسْتَفْعِلٌ ہے، جو دَبُّ کی طرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل۔ لَک۔ مفعول بہ اول،
وَ اِكْفَةُ : — مفعول بہ دوسرا اور موصوف كَفَّكَاهُا۔ مرکب اضافی مبتداء
لَک۔ جار۔ کَیِّن : — مجرور اور موصوف۔ کَانَ : — تامہ بمعنی حَصَلَ اس کے
اندر ضمیر هُوَ مُسْتَفْعِلٌ وہ اسکا فاعل، مِنْ : — جار کَلَّکُ : — مجرور، جار مجرور ملکر
کَانَ کے متعلق ہوئے، فعل، فاعل اور متعلق ملکر جملہ صفت کَیِّن کی ہوئی موصوف
صفت ملکر جار کا مجرور ہوا، کَیِّن جار مجرور ملکر مبتداء کی خبر نبی، مبتداء خبر جملہ بنکر
وَ اِكْفَةُ کی پہلی صفت ہوئی

خَلُّ نَعَات

وَ اِكْفَةُ : — تالیفانی صیبت، یا بلائے آسمانی

كَفَّكَاهُا : — مصدر ہے اسنے روکنا پھیرنا، یا دفع کرنا، محاورہ عرب میں بولتے

ہیں، كَفَّكَاهُا یعنی اُس کو روکا، وہ رک گیا،

کَیِّن : — کھات لگانا،

فارسی ترجمہ

کفایت کردہ است ترا پروردگار تو بسیار کفایت و نیز کفایت میکند یا خواهد کرد
ترا از مصیبت کہ بازگشتن آن، یا باز ایستادن آن، از تو مانند کمین کردن است
کہ باشد از شکر در ہم آمدہ ،

اردو ترجمہ

اے میرے دل! تیرا رب پہلے بھی کئی دفعہ تجھے سخت سخت مصائب سے
کفایت کرتا رہا ہے، اب بھی تجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے کفایت کرے گا،
کہ جنگی بازگشت (یعنی واپسی) یا استادگی (یعنی رکے رہنا) بھاری شکر کے گھات
لگانے کی مانند ہے،

یعنی ان مصائب کا پسا ہونا انکے دوبارہ حملہ کرنے کی آمادگی پر مبنی ہے،
جیسے ایک بڑا بھاری شکر اس خیال سے اپنے مقابل سے منہ موڑ کر اپنی پسپائی
ظاہر کرے، کہ مقابل کو دہو کہ دے کر غفلت میں ڈال کر شدت کا حملہ کر کے اس کی
زخ کنی کر دے، یا ان مصائب کاڑکنا گویا ایک عظیم الشان شکر کا اس خیال
سے گھات لگانا اور دیکے نیٹھے رہنا ہے، کہ موقع پاتے ہی جھٹ سے نکل کر اپنے
مقابل کا اتصال کر دے،

(۲) دوسرا شعر

تَكَرُّرًا كَرَّ الْكِرِّي فِي كَيْدٍ
تَحْكِي مُشْكِلَةً كُلُّكَ نَكَكٌ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر ہو چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع | تَكَرُّرًا كَرَّ الْكِرِّي فِي كَيْدٍ — مَفَاعِلُنْ
رَأَى كَرَّ — فَايَعْلُنْ

رَأَى كَرَّ فِي — مُسْتَفْعِلُنْ

كَيْدٍ — نَعْلُنْ

تَحْكِي مُشْكِلَةً — مُسْتَفْعِلُنْ

مُشْكِلَةً — نَعْلُنْ

كُلُّكَ — مَفَاعِلُنْ

نَكَكٌ — نَعْلُنْ

تکریب صرفی و نحوی

تَكَرُّرًا — باب ضَرْبٍ سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مؤنث غائب

ضمیر ہی اس کے اندر مستتر ہے، جو ذاکفۃ کی طرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل

کَرَّ — مصدر، مفعول مطلق اور موصوف لک: — جار، کَرَّ: — مجرور

اور مضاف الْکِرِّي: — مضاف الیہ جار مجرور مکر صفت ہوئی، اِنِّی: — جار کید، —

مجرور، جار مجرور متعلق تشبیہ کے جو کاف سے مستفاد ہے: — فعل فاعل اور مفعول

مکر جملہ فعلیہ دوسری صفت ذاکفۃ کی ہوئی، تَحْكِي باب ضَرْبٍ سے فعل مضارع

معروف صیغہ واحد مؤنث غائب، اس کے اندر ضمیر ہی مستتر ہے، جو ذاکفۃ کی

طرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل مُشْكِيكَةٌ، مفعول بہ لک:۔ جار مُشْكِيكَةٌ
مجرور اور موصوف، لکک:۔ صفت، فعل فاعل اور مفعول مکرر جملہ فعلیہ تیسری
صفت وَآفَةٌ کی ہوئی،

حَلُّ لُغَات

تکڑا:۔ وہ مصائب بار بار حملہ آور ہوتے ہیں،

کڑا:۔ بار بار حملہ کرنا،

کڑا لکڑا:۔ مضبوط موٹی رسی کے اجزاء کا آپس میں ایک دوسرے کے

ساتھ خوب زور سے پٹنا،

گد:۔ سختی اور دشواری،

تھکن:۔ وہ مصائب مشابہ ہیں،

مُشْكِيكَةٌ:۔ نیزہ زن مسلح فوج و لشکر

لُكْلُكٌ:۔ خوب موٹا اونٹ

لکک:۔ گتے ہوئے گوشت والا اونٹ

فارسی ترجمہ

حملہ می کند حملہ کردنی مانند پچیدن رن سطر در سختی و مشقت، حکایت میکند

آن مصیبت جماعت سلاح پوش را با نیزہ تیز را مانند شتر جوان فر بہ سخت گوشت،

اردو ترجمہ

وہ مصیبتیں ایسا سخت اور مضبوط حملہ کرتی ہیں، جو اپنی مضبوطی اور یکجان ہونے

میں ایک بڑی موٹی رسی کی لڑیوں کی مضبوطی اور ان کے یکجان ہونے کی مانند ہیں

اور وہ مصیبتیں اپنی تیزی، تندی، دلیری اور سختی میں ایک ایسے بجاری مسلح نیزہ زن

لشکر کی مانند ہیں، جو اپنی جسارت، طاقت اور یکجان ہونے میں ایک فر بہ، جوان

اور سخت گوشت اونٹ کی مانند ہیں،

(۳) تیسرا شعر

عَفَاكَ مَا يَ عَفَاكَ الْكَافِ كَوْبَتَهُ
يَا عَوْعَبَا كَانَ يَمْكِي كَوْبَ الْفَلَكِ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر بیان ہو چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع | كَفَاكَ مَا : - مَفَاعِلُنْ
يَ عَفَا : - فَاعِلُنْ

كَ الْكَافِ كُرْ : - مُسْتَفْعِلُنْ

بَتَّهُ : - فَعِلُنْ

يَا عَوْعَبَا : - مُسْتَفْعِلُنْ

كَانَ يَمْكِي : - فَاعِلُنْ

كِي كَوْبَ لْ : - مُسْتَفْعِلُنْ

فَلَكِ : - فَعِلُنْ

ترکیب صرفی و نحوی

كَفَاً : - باب صَرَبَ سے ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر ہوس کے اندر مستتر ہے، جو ذب کی طرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل یا الْكَافِ اسکا فاعل لْ : - پہلا مفعول بہ مَا : - موصولہ اپنی : - جار مجرور فعل مخذوف کے تعلق ہو کر صلہ ہوا، موصول صلہ فکر دوسرا مفعول بہ ہوا، فعل فاعل اور مفعول بہ فکر جملہ فعلیہ انشائیہ ادعائیہ یا خبریہ ہوا،

عَفَاً : - فعل لْ : - پہلا مفعول بہ الْكَافِ : - اسم فاعل مخفف

الْكَافِي کا وہ اسکا فاعل كَوْبَتَهُ : - مرکب اضافی، دوسرا مفعول بہ، فعل فاعل

پہلا اور دوسرا مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،
 یا، — حرفِ نداء، عَوْنًا، — منادی موصوف، کَانَ، — فعل ضمیر میں
 فاعل یثبِتُ، — بابِ خَبَرَب سے مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر
 مستتر، فاعل عَوْنًا، — مرکب اضافی مفعول بہ، فعل فاعل
 اور مفعول بہ ملکر کَوْنًا کی صفت ہوئی،

حَلُّ لُغَات

الْكَافُ، — کُوفَت، ریح تکلیف اور پریشانی سے کفایت کرنے والا اصل
 میں الْكَافِي ہے، جو خداوند تعالیٰ کا اسم صفاتی ہے، ضرورت شعر کے الْكَافِ پُرًا
 گیا ہے،

كُوْنًا، — ستارہ

يَثْبِتُ، — مشابہت رکھتا ہے،

الْفَلَاقُ، — آسمان

فارسی ترجمہ

کفایت کننا و ترا پروردگار تو لے دل من از آنچه با من است، یعنی در علم من
 ست، کفایت کننا و از ریح و کلفت آں، لے ستارہ کہ حکایت سے کند ستارہ آسمان

اردو ترجمہ

لے میرے دل جسے میں ستارہ تصور کرتا ہوں، اور جو آسمانی ستارہ کے ہم پلہ
 ہے، خدا نے تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے کفایت کی، جو مجھ پر نازل ہوئی
 تھیں یا خدا نے تعالیٰ نے ان تمام مصائب سے نجات دے، اور کفایت کرے،
 جو مجھ پر آئندہ نازل ہوں، کفایت کر نیوالے خدا نے تجھے تیرے ریح و تکلیف

لے جسے قرآن مجید میں آ ہے، یَوْمَ يَدْعُو الدَّاعِ بِمَا الدَّاعِ خَفِ الدَّاعِ

کافے ۱۲ مندرجہ مکہ یعنی نجات دی تھی ۱۲ مندرجہ

سے کفایت کی (یا کرے)»

دیوان حضرت غوث اعظم | یہ دیوان فارسی میں ہے، بکھنوا اور لاہور
دیوان | وغیرہ میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے، دیوان

کیا ہے، روز عشق کا دفتر ہے، پڑتے ہی بے اختیار انسان پر وجدانہ کیفیت
ظاری ہو جاتی ہے،

مکتوبات حضرت محبوب سبحانی | یہ مکتوب فارسی میں ہیں، مطبع نالکشا
میں چھپے ہیں، تصوف اور عرفان

کا مخزن ہیں، جواہرات معرفت کی کان ہیں، فی الحقیقت قابلِ قرأت اور سزاوار
ملاوت ہیں۔

علاوہ انہیں اور بھی بہت سی کتب مثلاً کبریتِ احمر، اسبوعِ شریف، جلاوا الخاطر
نی اباطن و الظاہر اور یو اقیات الحکم دیوان غوث اعظم وغیرہ آپ کی تصانیف میں
اب بطور تبرک آپ کے چند ارشادات، ملفوظات، مقالات اور تشریح اصطلاحات
صوفیہ کو اردو میں درج کیا جاتا ہے،

اصطلاحات صوفیہ

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اصطلاحات صوفیہ کی تشریح کیا کی
ہے، حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے، چنانچہ آپ ہی کی تشریحات بوج ذیل کی
جاتی ہیں،

محبت | آپ سے محبت کی نسبت دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ محبت دل کی
تشویش کا نام ہے، جو محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے، اس
تشویش کے وقت دنیا اس کے سامنے ایسی ہوتی ہے، جیسے انگشتری کا طبقہ یا تم کا مجمع
محبت ایک نشہ ہے، جس کے لئے ہوش نہیں، ایک تعلق ہے، جس کے لئے
سکون نہیں، محبت محبوب سے خواہ ظاہر، خواہ باطن ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام
ہے، محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کرینے کو کہتے ہیں، عاشق محبت کے

نشے سے ایسے مست ہوتے ہیں، کہ محبوب کے شاہدہ کے بغیر ہوش میں نہیں آتے، وہ اپنے پیار میں، کہ مطلوب کے دیدار کے بغیر تندرست نہیں ہوتے، انہیں انبیاء سے حذرہ کی وحشت ہوتی ہے، بغیر مولا انہیں کسی سے اُنسیت نہیں ہوتی،

اپنے توحید کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا، کہ دل و جان سے صرف خدا کا ہو جانا
توحید اسوائے اللہ سے قطع کرنا توحید ہے،

تجربہ کی بابت آپ سے دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ تجربہ محبوب کو پا کر
تجربہ استقلال کے ساتھ مقام سر کو غور و فکر سے خالی رکھنا، اور تنزل میں

اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا ہے،

معرفت کے متعلق آپ سے پوچھا گیا، تو فرمایا، کہ معرفت یہ ہے
معرفت کہ مشیئات الہیہ میں سے ہر شے کے اشارہ سے جو کہ وہ اُس کی

توحید کی طرف کر رہی ہے، خفایا سے مکنونات و شواہد حق پر مطلع ہو، اور ہر فانی کی فتا سے علم حقیقت کا ادراک کرے اور اُس میں ہیبت ربوبیت اور تاثیر بقا کو دل کی آنکھ سے علانیہ کرے،

برگ درختان بسزور نظر ہوشیار

ہر ورق دفترِ ہیبت معرفت کردگار

ہمت کی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ ہمت نفس کو حبت
ہمت دنیا سے روح کو تعلق آخرت سے اور اپنے قلب کو مولے کے ارادہ

کے ہوتے ہوئے اپنے ارادہ سے دُور رکھنا اور مقام سر کو موجودات کی طرف اشارہ کرنے سے خواہ ایک لمحہ بھریا آنکھ جھپکنے کے برابر ہو، خالی رکھنا ہے،

حقیقت کی بابت دریافت کرنے پر اپنے فرمایا، کہ حقیقت یہ
حقیقت ہے، کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو، اور مقابلہ کی وقت اس کا

منافی باطل اور فنا ہو جائے،

آپ سے ذکر کے اعلیٰ درجات کی نسبت دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ اعلیٰ
ذکر درجات ذکر یہ ہے، کہ اشارات الہیہ سے دل متاثر ہو، یہی ذکر دائمی ہے

جسے نسیان کچھ نقصان نہیں پہنچاتا، اور نہ غفلت میں کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہے

اس صورت میں سکون، نفس، خطرہ سب ڈاگر ہو جاتے ہیں، بہترین ذکر یہ ہے، کہ خطرات الہیہ سے جو کہ تمام ستر میں وارد ہوتے ہیں، پیدا ہو۔

شوق شوق کی بابت دریافت کرنے پر اپنے فرمایا، کہ بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدہ سے پیدا ہو، ملاقات سے نست نہ پڑ جائے، دیکھنے

سے ساکن نہ ہو، قرب سے چلانہ جائے، محبت سے زائل نہ ہو، بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے، شوق بھی بڑھتا جائے، شوق کے لئے ضروری ہے، کہ وہ اپنے اسباب یعنی موافقتِ روح متابعتِ ہمت یا حیا نفس سے خالی ہو، اسوقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے، اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے،

توکل توکل کی نسبت پوچھنے پر اپنے فرمایا، کہ توکل قلب کا غیر کو چھوڑ کر خدا کی طرف مشغول ہونا، اس کے سبب ظاہر کو بھول جانا، اور اکیلی اس کی ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا سے بے پرواہ ہو جانا ہے یہی وجہ ہے، کہ متوکل مقام فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے،

انابت انابت کے متعلق اپنے فرمایا، کہ درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے، اعلیٰ مقامات میں ترقی کرنے، مجالس میں حضرت تقدس میں جا کر ٹھیرنے اور اس مشاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنے کا نام انابت ہے،

توبہ توبہ کے متعلق اپنے فرمایا، کہ توبہ یہ ہے، کہ خدا سے تعافے اپنی قدیم گناہوں سے اور اپنے بندہ پر مہذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے، اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کرے، اور اسے اپنی طرف کھینچ لے، اسوقت بندہ کا دل اپنے سوا کی طرف کھج جاتا ہے، اور روح، قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے، پھر وجود میں امر الہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا، یہی صحت توبہ کی دلیل ہے، دنیا کے متعلق اپنے فرمایا، کہ جو شے انسان کو خدا سے باز رکھے، وہ

تصوف تصوف کے متعلق اپنے فرمایا، کہ قالب کی تمام کہ درتوں سے قلب کو صاف کر نیک نام تصوف ہے،

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے ،

(۱) سخاوت ابراہیم علیہ السلام (۲) رضائے اسحق علیہ السلام

(۳) صبر الیوب علیہ السلام (۴) اشارت زکریا علیہ السلام

(۵) تخرید و تضرع یحییٰ علیہ السلام (۶) صوف موسیٰ علیہ

السلام (۷) سیاحت عیسیٰ علیہ السلام (۸) اور فقر سیدنا ذہبنا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ،

آپ نے فرمایا ، کہ تعززیہ ہے ، کہ عزت اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کی جائے اور
تعززیہ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں صرف کی جائے ، اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے

اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے ،

آپ نے فرمایا ، کہ تکبر یہ ہے ، کہ عزت اپنے نفس کیلئے حاصل کی جائے ،
تکبر اور اپنی خواہشات میں صرف کی جائے ، کبر کے دو قسم ہیں ، ایک طبعی

اور دوسرا کبھی ، کبر طبعی کبر کبھی سے کم درجہ کا ہوتا ہے ،

شکر | شکر کے متعلق آپ نے فرمایا ، کہ شکر کی حقیقت یہ ہے ، کہ نہایت عجز و

انکسار کے ساتھ منعم کی نعمت کا اعتراف کیا جائے ، اور ادا سے شکر کی عاجزی کو مد نظر

رکھ کر منت احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے ،

شکر کی بہت سی قسمیں ہیں ، ایک تو زبان کا شکر ہے ، وہ یہ کہ زبان سے

نعمت کا اعتراف کرے ، ایک شکر بالارکان ہے ، وہ یہ کہ خدمت و وقار سے

موسوف رہے ، ایک شکر بالقلب ہے ، وہ یہ کہ بساط شہود پر معتکف ہو کر حرمت

و عزت کا نگہبان رہے ، پھر اس مشاہدہ کے بعد نعمت کو دیکھ کر منعم کے دیدار کی طرف

ترقی کرے ،

شاکر وہ ہے ، کہ موجود پر شکر کرے ، اور شکوہ نہ کرے ، کہ مفقود پر شکر گزاری

کرے ، اور حامد وہ ہے جو منعم کو عطا اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے ، اور ان دونوں

وصفوں کو مساوی جانے ، اور حمد وہ ہے ، کہ حمد کرنیوالا چشم معرفت کے ساتھ

بساط قرب پر مستفید ہو ،

لہ یعنی مناجات و نماز غنی ۱۲ بندج

صبر اپنے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے قضاء و قدر سے جو واقع ہو، اس پر
ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے،

صبر کی کئی قسمیں ہیں،

ایک صبر اللہ ہے، وہ یہ کہ اس کے اوامر کو بجالاتا اور اس کے نواہی سے بچتا
رہے، ایک صبر مع اللہ ہے، وہ یہ کہ قضائے الہی پر راضی اور ثابت قدم ہے
اور مطلقاً ذرا بھی چون و چرا نہ کرے، فقرے بالکل نہ گھبرائے، اور بغیر کسی قسم
کی ترش روئی کے اظہارِ غم نہ کرتا رہے، ایک صبر علی اللہ ہے وہ یہ کہ ہر ایک امر میں
وعدہ و عید الہی کو مد نظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے،

حسن خلق حسن خلق کے متعلق دریافت کرنے پر اپنے فرمایا، کہ حسن خلق
یہ ہے کہ تم پر لوگوں کے جو رد و جفا کا اثر نہ ہو، اور لوگوں کو جو

مکت اور ایمان دیا گیا ہے اس لحاظ سے انکو بڑا سمجھے۔ یہ بندہ کے افضل مناقب میں
سے ہے، اور اسی سے انسانی جو ہر ظاہر ہوتے ہیں،

صدق کے متعلق اپنے فرمایا، کہ افعال و اقوال میں صدق یہ ہے، کہ رویت
الہی کو مد نظر رکھ کر انکو وقوع میں لائے، اور صدق احوال میں یہ ہے، کہ ہر
ایک حال و خاطر البتہ سے گزرے،

فنا کے متعلق اپنے فرمایا، کہ اگر باطن میں حق تعالیٰ کی ہستی کا ایسا غلبہ ہو جائے
فنا کہ سالک کو خدائے تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا شعور تک باقی نہ رہے، تو اسے فنا
کہتے ہیں

بقا اپنے فرمایا، بقا اسی بقا سے حاصل ہوتی ہے، جسکے ساتھ فنا اور انقطاع نہ ہو
اہل بقا کی یہ علامت ہے، کہ انکے اس وصف بقا میں کوئی فانی شے انکے ساتھ
نہ رہ سکے، کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں،

وفا اپنے فرمایا، کہ حقوق الہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی محافظ اور ظاہر
وفا و باطن اس کی رضا مندیوں کی طرف رجوع کرنے کا نام وفا ہے،

رضا اپنے فرمایا، کہ جب آدمی خدائے تعالیٰ کے قضاء و قدر کو اس طرح برداشت
کرے، کہ گویا اس پر سچے دل سے راضی رہے، اور ہر حالت میں اسکا قلب

مطمئن رہے تو یہ رضا ہے ،

حجاب کے متعلق آپ نے فرمایا ، کہ حجاب ان کو نیہ صورتوں کے دل میں واقع
حجاب ہو جائیگا کہتے ہیں ، جو حق تعالیٰ کے قرب کو روکنے والی ہیں ،

وصل کے متعلق آپ نے فرمایا ، کہ حق تعالیٰ کے شہود میں پہنچ کر اپنے وجود
وصل کو فراموش کر دینے کا نام وصل ہے ،

یزد جد شراب و محبت الہی ہے ، جو مولا اپنے بندہ کو پلاتا ہے ، جب بندہ یہ شراب
پنی لیتا ہے ، تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے ، اور جب اس کا وجود ہلکا ہو جاتا
ہے ، تو اس کا قلب محبت کے بازوؤں پر پرواز کر کے مقام حضرت القدس میں پہنچ
دریائے ہیبت میں گر جاتا ہے ، اسی لئے واجد گر جاتا ہے ، اور اس پر غشی طاری ہو
جاتی ہے ،

آپ نے فرمایا ، کہ خوف کے کئی اقسام ہیں ، گنہگاروں کا خوف
خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے ، عابدین کا خوف عبادت کا ثواب
نہ ملنے یا کم ملنے کے سبب سے ہوتا ہے ، عاشقان الہی کا خوف تقائے الہی
فوت ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے ، اور عارفین کا خوف عظمت و ہیبت
الہی کے سبب سے ہوتا ہے ، یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ زائل نہیں ہوتا ، بلکہ
ہمیشہ رہتا ہے ،

خوف کی تمام قسمیں رحمت و لطف الہی کے مقابلہ میں ساکن ہو جاتی ہیں ،
آپ نے فرمایا ہے ، کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجایہ ہے ، کہ خداوند تعالیٰ کے
رجا ساتھ حسن ظن ہو ، مگر نہ طمع رحمت کی وجہ سے ، اور نہ ہی کسی ضرر یا نفع کی
امید پر ،

اور حسن ظن اپنی ہمتوں کو عنایات و توجہات الہیہ پر چھوڑ کر اپنے قلب کو بلا
کسی طمع و غرض کے خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا ہے ،
کسی نے آپ سے دعا کے متعلق سوال کیا ، تو آپ نے فرمایا ، کہ دعا کے تین
دعا درجے ہیں ،

۱۔ یعنی امید و رحمت ۱۲۷ مندرجہ

اول تعریف دوم تصریح اور سوم ارشاد ،

تعریف سے مراد دعا بہ کنایہ کرنا اور امر ظاہر کو ذکر کر کے امر مخفی طلب کرنا ہے ،

تصریح یہ ہے کہ اسکا لفظ ہو ، اور ارشاد وہ ہے جو قول میں مخفی ہو ،

آپ نے فرمایا کہ مہیا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جسکا

چیلہ کہ وہ اہل نہ ہو ، محارم البیہ کو نہ ترک کرے ، چاہیے کہ تمام گناہوں کو صرف

جیسا کیوجہ سے چھوڑے ، نہ کہ خوف کیوجہ سے ، اس کی اطاعت و عبادت کرتا رہے

اور جانے رہے کہ خدائے تعالیٰ اس کی ہر بات پر مطلع ہے اس لئے اس سے

شرماتا ہے ،

قلب اور ہیبت کے درمیان سے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو جیسا پیدا ہوتی ہے

آپ نے فرمایا کہ ذکر محبوب کے وقت دل میں جوش پیدا ہونے کا نام

سکر سکر ہے ،

لفظ فقیر کے معنی آپ سے دریافت کئے گئے ہا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں

فقیر چار حرف ہیں (ف ق ی ر) پھر اپنے اس کے معنی بیان کرتے

ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ،

فَا الْفَقِيرُ فَنَانُهُ فِي ذَاتِهِ

وَسَرَاغُهُ مِنْ نَعْتِهِ وَصِفَاتِهِ

فانے فقیر سے فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا ،

وَالْقَانُ تَوَاتُؤُهُ لَيْسَ بِمَجِيْبِهِ

وَيَتَأَمُّهُ بِلَهِّهِ فِي مَرْضَاتِهِ

اور قاف فقیر سے یاد الہی کے ساتھ اپنے قلب کو قوت دینا اور ہمیشہ مولا کی

رضا مندی پر قائم رہنا ،

وَالْيَأَىُّ بِرَجْوَةِ رَبِّهِ وَيَخَافُهُ

اور ی سے مراد (رَجْوَةٌ) یعنی رحمت الہی کا امیدوار ہے ، اور (خَافُهُ) یعنی اس سے

ڈرتا ہے ، اور (يَتَّقِيهِ بِاللَّتَّقْوَى) یعنی پرہیزگاری اختیار کرے ، اور جیسا کہ اس کا

درستو اشتہار الہی ۱۲ مندرجہ سے بحجۃ الامراء ص ۲۱۲ مندرجہ

حق ہے پورا ادا کرے ،

وَالرَّاءُ رِقَّةٌ قَلْبِهِ وَصَفَانَةٌ

وَرَجُوعُهُ رِبِّهِ عَنِ شَمَائِلِهِ

اور دوسرا سے رقت قلب اسکی صفائی اور اپنی خواہشوں سے منہ موڑ کر رجوع

الی اللہ مراد ہے ۔

اس کے بعد اپنے فرمایا ، کہ فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے بوسوف ہونا چاہیے
اُسے چاہیے ، کہ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے کسی سے جھگڑے تو ایک عمرہ طریقی سے
اور پھر جب حق معلوم ہو جائے ، تو فوراً حق کی طرف رجوع کرے ، جھگڑا چھوڑ دے ،
راستبازی اپنا شیوہ رکھے ، اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے ، اور اپنے نفس کو سب
سے زیادہ ذلیل جانے ، بٹنے تو آواز سے نہیں ، بلکہ صرف مسکرا کر ، جو بات نہ معلوم
ہو اسے دریافت کرے ، غافل کو نصیحت کرے ، اور جاہل کو علم سکھائے ، کسی سے
ایذا پہنچے ، تو اسے ایذا نہ پہنچانے ، لایعنی اور فضول باتوں سے اجتناب کرے ، محرمات
سے بچے ، مشتبہات میں توقف کرے ، غریب کا معین ، اور یتیم کا مددگار رہے ، اپنے
فقر میں خوشنود رہے ، افشائے راز نہ کرے ، کسی کی پردہ دری کر کے اس کی ہتک
نہ کرے ، اذی اطلاق ، عیلم ، قانع ، صابر اور شاکر ہو ، کسی کے ساتھ بغض نہ رکھے بڑوں
کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے ، امانت کو محفوظ رکھے ، اس میں خیانت نہ کرے
کسی کو برا نہ کہے ، غیبت سے بچے ، کم سخن ہو ، نمازیں زیادہ پڑھے ، روزے بہت
رکھے ، غرباء کو اپنی مجلس میں جگہ دے ، مساکین کو کھانا کھلاے ، ہمسایوں کو
راحت پہنچائے ،

زبرد دنیا کی فانی چیزوں سے دل کا سہی ہو جانا زبرد ہے ،

آپ نے فرمایا ، درع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے ، کہ بندہ تمام اشیاء
ورع سے زکا رہے ، شریعت جس شے کی اُسے اجازت دے ، اُسے اختیار

کرے ، باقی سب کو چھوڑ دے ،

ورع کے تین درجے ہیں ،

اول ورع غوام ہے ، وہ یہ کہ حرام اور مشتبہ اشیاء سے زکا رہے

دوم ورع خواص ہے، وہ یہ کہ نفس خواہش کی کل چیزوں سے رُکار ہے
سوم ورع خواص الخواص ہے، وہ یہ کہ بندہ ہر ایک چیز سے جس کا کہ وہ ارادہ
کر سکتا ہے، رُکار ہے۔

ورع کی دو قسمیں اور بھی ہیں،

ورع ظاہری، وہ یہ کہ بجز امراہی کے حرکت نہ کرے،

ورع باطنی وہ یہ کہ قلب پر باسواے اللہ کے اور کسی کا گزرنہ ہو،

ورع میں اس وقت تک انسان کامل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ دس صفات اپنے نفس
پر لازم نہ کرے،

اول زبان کو قابو میں رکھے،

دوم غیبت سے بچے،

سوم کسی کو حقیر جان کر اس کی ہنسی نہ اڑائے،

چہارم محارم پر نظر نہ ڈالے،

پنجم راستی و راستبازی کو اختیار کرے،

ششم انعامات و احسانات الہی کا اعتراف کرتا رہے،

ہفتم اپنا مال و تناع راہ حق صرف کرے

ہشتم کبر و غرور سے بچے،

نہم ناز و نیگانہ کی محافظت کرے،

دہم سنت نبوی اور جماع مسلمین پر قائم رہے،

اپنے فرمایا، کہ مشاہدہ جہاں میں جو پُر لطف باتیں ہوتی ہیں، اسی کو مسامرہ

مسامرہ کہتے ہیں،

خودی کو منسا نا اور خدا کو قائم رکھنا یہی خلاصہ محو اثبات

محو اثبات ہے،

اپنے فرمایا، کہ علم الیقین اُس یقین کو کہتے ہیں جو غور و فکر اور

علم الیقین استدلال سے حاصل ہوا،

جو بذریعہ کشف اور بخشش و عطا کے
عین الیقین حاصل ہو،

مشاہدہ جمال حقیقی میں جب کوئی شے عاقل نہ ہو یہاں تک
حق الیقین کہ آدمی کو اپنے تن بدن کی بھی خبر نہ ہو، تو اسی کو وصال اور

اسی کو حق الیقین کہتے ہیں،

جو قول و فعل غیر ذات باریقائے سے متعلق ہو، اس کو تفرقہ کہتے
تفرقہ ہیں،

جمع جس قول و فعل کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے ہو، وہ جمع ہے،

بندہ کے کسی عمل مثلاً تلاوت وغیرہ سے اس کے قلب پر مسرت و نشاط دمانی
وجہ یا رنج و ملال کی کیفیت کا طاری ہونا، جس سے بندہ کی حالت متغیر ہو جاتی

ہے، اس کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے،

تواجد ذکر و شغل اور تفکر و مراقبہ کے ذریعہ سے وجہ حاصل کرنا،

سب طرف سے کنارہ کش ہو کر خالق میں مگن ہونے کو مراقبہ
مراقبہ کہتے ہیں،

روپا خواب میں جو کچھ دکھائی دے، وہ روپا ہے،

محاضرہ ارباب تلوین کی حضور کی محاضرہ کہتے ہیں

مشاہدہ اہل تکمین کی حاضری کو مشاہدہ کہتے ہیں،

مکاشفہ تلوین و تکمین کے درمیان کی حضور کی مکاشفہ کہتے ہیں،

تلوب کی حالت بدلتے رہنے کو کہتے ہیں، جب قلب پر دوس کے
تلوین باہر ہو کر صفات کی طرف جاتا ہے، تو چونکہ صفات گونا گوں ہیں اس

لئے قلب کی حالت بھی وگروں ہوتی رہتی ہے، اس لئے اہل قلوب کبھی بیقرار و

مضطرب ہوتے ہیں، کبھی اپنی خوف کا غلبہ ہوتا ہے، کبھی ان کی چشموں سے سیل

اشک جاری ہوتے ہیں، اور کبھی وہ خوش اور شادمان ہوتے ہیں،

تکمین سے مراد تجلی صفات سے گذر کر تجلی ذات کے مشاہدہ تک

پہنچنا ہے، اس میں حالت نہیں بدلتی، کیونکہ صفات کی طرح ذات

میں تغیر نہیں ہوتا،

ذوق، شہود، رتی | ذوق سے مراد ایمان، شہود سے مراد علم اور رتی سے مراد حال ہے، ایمان لانے کے

انسان صرف معرفت کا مزہ چکھتا ہے، علم حاصل ہونے سے معرفت کا ایک حصہ ملتا ہے، اور حال کے حاصل ہونے سے پوری معرفت حاصل ہوتی ہے،

شہود | جب مراقبہ کے ذریعہ سے بندہ خدا کے حضور میں حاضر ہوتا ہے، تو اسکو ایک قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے، اسکو شہود کہتے ہیں،

غیبت | جب بندہ مراقبہ و مشاہدہ کی حالت سے باہر نکل جاتا ہے، تو اس

حالت کو غیبت کہتے ہیں،

آپ کی ادعیہ

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبدالرزاق بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد ماجد نبایت خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے،

اللَّهُمَّ إِنَّا نَخُوضُ بِرُؤُوسِنَا فِي مَدَائِدِكَ	اے مولا! ہم تیرے وسائل کے بدردک
مِنْ صِدْقِكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ	ویسے جانے، تیرے مقرب بن کر نکال دیئے
طَرْدِكَ وَبِقَبُولِكَ مِنْ رَدِّكَ	جانے اور تیرے مقبول ہونے کے بعد
وَأَجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ طَاعَتِكَ	مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں، اسے
وَرَدِّكَ وَأَهْلِنَا لِتُكْرَمِكَ	اللہ تو ہمیں اپنی اطاعت و عبادت کرنے
وَمَهْلِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ	والوں میں سے کر دے، اور ہمیں توفیق

دے، اگر تیرا شکر اور تیری حمد کرتے رہیں،

بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے،

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ إِيمَانًا	اے اللہ ہم تجھ سے ایسے ایمان کے
يُصَلِّحُ الْعَرْضَ عَلَيْنَا	طلبگار ہیں، جو تیری درگاہ میں پیش کرنے

وَإِقَانًا نَقَفَ بِهِ فِي
 الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ
 عِصْمَةً تُنْقِذُنَا بِهَا مِنْ
 نَطَاتِ الذُّنُوبِ رَحْمَةً
 تُظَهِّرُنَا بِهَا مِنْ دَنَسِ
 الْعُيُوبِ وَعِلْمًا نَفَقَهُ بِهِ
 أَوْ أَمْرَكَ وَتَوَاهِيكَ وَفَهْمًا
 نَعْلَمُ بِهِ كَيْفَ مُسَاجِدِكَ
 وَاجْعَلْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 مِنْ أَهْلِ وَكَأَيِّنِكَ وَأَمَلًا
 تَلُوْنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ وَالْحُلْمَ
 عِيُونَ عُقُولِنَا بِأَمْدِ هِدَايَتِكَ
 وَأَحْسِرْ أَسْدَامَ أَفْكَارِنَا مِنْ
 مَزَاجِ مَوَاطِنِ الشَّبَهَاتِ وَأَمْنَعْ
 طُيُورَ نَفْسِنَا مِنْ الْوَقُوعِ
 فِي شُبَاكِ مَوْبِقَاتِ الشَّهَوَاتِ
 وَأَعِنَّا فِي إِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ
 عَلَى تَرْكِ الشَّهَوَاتِ وَأُفْحِمْ
 سُطُورَ سَيِّئَاتِنَا مِنْ جَرَائِدِ
 أَعْمَالِنَا بِأَيْدِي الْحَسَنَاتِ
 كُنْ لَنَا حَيْثُ يُنْقِطِعُ الرَّجَاءُ
 مِينَآذًا أَعْرَضَ أَهْلُ الْجُودِ
 بِوُجُوهِهِمْ عَنْآحِينَ تَحْصُلُ
 فِي ظُلْمِ الْعُودِ أَهَابِنُ أَنْعَالِنَا
 إِلَى يَوْمِ الْمَشْهُورِ وَأَجْرُ عَبْدِكَ

کے قابل ہو، اور ایسا یقین چاہتے ہیں،
 کہ اس کے ذریعہ ہم قیامت کے دن
 تیرے سامنے بلا خوف کھڑے ہو سکیں
 ایسی عصمت کے خواہشمند ہیں، کہ جسکے
 ذریعہ سے تو ہمیں گردِ اپ معاصی سے نکال
 دے اور ایسی رحمت کے خواہاں ہیں جس
 کے ذریعہ سے تو ہمیں عیوب کی گندگی سے
 پاک و صاف کر دے، اور ایسا علم چاہتے
 ہیں، کہ جس سے تیرے اوامر و نواہی کو سمجھ
 سکیں، اے آقا! ہمیں ایسا فہم عطا کر، جس
 سے ہم تیری درگاہ میں دعا کرنا سیکھیں اے
 اللہ تو ہمیں دنیا و آخرت میں اہل اللہ سے
 بنا، ہمارے دلوں کو نور معرفت سے پر
 کر دے، اور ہماری آنکھوں کو اپنی ہدایت
 کے سرمہ سے سرگمین بنا دے، اور ہمارے
 افکار کے قدم شبہات کے موقعوں پر پھسلنے
 سے اور ہماری نفسانیت کے پردوں کو خواہشات
 کے آشیانوں میں جانے سے روک لے ہماری
 شہوات سے ہمیں نکال کر نمازیں پڑھنے، روزے
 رکھنے میں ہماری مدد کر، ہمارے گناہوں
 کے نقوش کو ہمارے اعمال نامہ سے نیکیوں
 کے ساتھ مٹا دے، اے اللہ جبکہ ہمارے
 افعال مہر ہو نہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے
 کے قریب ہوں، اور تمام اہل جود و سخاوت
 سے منہ موڑنے لگیں، اور ہماری امیدیں

الصَّيْفُ عَلَى مَا آتَى وَأَعْبَدَهُ
 مِنْ الرُّزْلِ وَذَلْفَةِ الْخَائِرِينَ
 بِصَالِحِهِ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَأَجْرُهُ
 عَلَى لِسَانِهِ مَا يَنْفَعُ بِهِ السَّامِعَ
 وَتَدْرَفُ الْمَدَامِجَ وَيُذَيِّتُ
 الْقَلْبَ الْخَائِشِعَ وَأَغْفِرُ لَهُ
 وَالْخَائِرِينَ وَالْجَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ
 ان سے منقطع ہو جائیں تو اس وقت تو
 ہمارا قیامت میں والی و مددگار بن، اور اپنے
 ناپسندیدہ کو جو کچھ کہ وہ کر رہا ہے، اس
 کا اجر دے، اور نغز شوش سے اُسے محفوظ
 رکھ، اُسے اور کل حاضرین کو نیک بات
 اور نیک کام کی توفیق دے، اور اُس کی
 زبان سے وہ بات نکلوا جس سے سامعین
 کو نفع ہو، اور جس کے سننے سے آنسو بہنے لگیں، اور سخت سے سخت دل بھی نرم
 ہو جائیں، خداوند اُسے اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخشنے، (آمین)

آپ کا طریقہ

سلوک میں حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بجا ط شدت لزوم منظر
 تھا، مشائخ زمانہ میں سے کسی کو طانت نہ تھی، کہ ریاضت میں آپ کی برابری کرے
 شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی کا بیان ہے، کہ شیخ ابو الحسن علی بن ابیہتی سے
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ دریافت کیا گیا، تو آپ نے
 ذیل کے الفاظ میں بیان فرمایا:

كَانَ طَرِيقُهُ التَّوْبِيضَ وَالْمَوَاقِفَةَ مَعَ الشَّرِيْقِي مِنْ اَحْوَالِ
 وَالْقُوَّةِ وَتَجْرِيدِ التَّوْحِيدِ وَتَوْحِيدِ التَّصَرُّفِ مَعَ اَلْحَضُورِ
 فِي مَوْقِفِ الْعُبُودِيَّةِ بِسِرِّ قَائِمِي مَقَامِ الْعُبُودِيَّةِ الْاِشْتِاقِي
 وَلَا اِشْتِاقِي وَكَانَتْ عُبُودِيَّتُهُ صَحِيحَةً مُتَمَدِّدَةً مِنْ اَحْطَاءِ
 الرُّبُوبِيَّةِ نَهْوُ عَبْدٍ مِمَّا عَنْ مُصَاحَبَةِ الْفَرَقَةِ اِلَى
 مُطَانَعَةِ الْجَمْعِ مَعَ لَزُومِ اَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ

یہ منلق اور معنی خیر عبارت جو قسم قسم گو ناگوں اور متعدد حقائق و معارف اور
 حکم و دقائق پر مشتمل ہے، میرے فہم قاصر و ذہن فاتر سے کہیں بالاتر ہے، اس کو

صحیح طور پر وہی سمجھ سکتا ہے، جس نے یہ تمام مقامات طے کئے ہوں، تاہم حکم مآلا
 يُدْرِكُ كُلَّهُ لَا يَدْرِكُ كُلَّهُ اس کا معنی اپنی ذہن میں جو کچھ آتا ہے، اس کی اجمالی طور
 پر تشریح کئے دیتا ہوں،

حضرت علی بن ابیہتی فرماتے ہیں، کہ آپ کا طریقہ محل عبودیت میں حضور اور
 مقام عبودیت میں مضبوط اور قائم راز کے ساتھ بلا کسی واسطہ اور بغیر کسی غرض کے اپنی تمام
 مرادات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا، قضا و قدر پر راضی رہنا، اپنی قوت و طاقت پر
 مطلقاً بھروسہ نہ کرنا، توبہ کو ایسا خالص بھرد کرنا، کہ اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہ ہے
 اور تفریق کو اعلیٰ اور کمال درجہ تک پہنچانا تھا، آپ کی عبودیت کمال ربوبیت سے
 موید تھی، آپ مصابحت تفرقہ سے نکل کر مع لزوم احکام شریعت مطالعہ جمع میں پہنچ
 گئے تھے،

حضرت شیخ عدی بن مسافر سے آپ کے طریقہ کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ
 الذَّبُولُ تَحْتَ جَدَارِ الْأَقْدَارِ
 بِمُؤَافَقَةِ الْقَلْبِ وَالسُّرُوحِ
 وَإِتِّحَادِ الْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ
 وَإِسْلَاحِهِ مِنْ صِفَاتِ
 النَّفْسِ مَعَ الْغَيْبِ مِنْ دُيَّةِ
 الْمَنَافِعِ وَالضَّرِّ وَالْقُرْبِ وَالْبُعْدِ
 یعنی آپ کا طریقہ ہر مقام پر فروتنی
 اور آپ کا قلب اور روح آپ کا
 ظاہر اور باطن ایک تھا، آپ صفات
 نفس، نفع، ضرر، قرب اور بعد
 سے نکل کر مقام غیبت میں پہنچے
 ہوئے تھے،

غیب بن احمد صریحاً بیان کرتے ہیں، کہ میں نے شیخ بقا بن بطون سے سنا، انہوں
 نے آپ کا طریقہ ان الفاظ میں بیان کیا،

إِتِّحَادُ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْإِتِّحَادِ
 النَّفْسِ وَالْقَلْبِ وَمَعَانِيهِ
 قول و فعل کا اور نفس و قلب کا
 متحد رہنا، اخلاص و تسلیم اختیار

کہ جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں احکام کا مطلق ہے، فَارْتَسِمْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۝۱۲ مندرج
 ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پر طاب
 ہوئے کی تاکید فرمائی ہے ۝۱۲ جو صحت ۱۲ مندرج ہے، دیکھو جو صحت ۸۲ و ۸۵ ۝۱۲ مندرج

الْإِخْلَاصِ وَالسَّيِّئَةِ فَخَلِيمٌ
الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فِي كُلِّ خَطْوَةٍ
وَالْحَطَّةِ وَنَفْسٍ دَوَّارٍ وَ
حَالٍ وَالنَّبُوتِ مَعَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

کرنا، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
مسی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت، ہر لحظہ
ہر آن اور ہر حال میں موافق رہنا اور
تقرب الی اللہ پر قائم رہنا آپ کا طریقہ تھا

شیخ ابوسعید قیلوبی نے بیان کیا ہے، کہ
قُوَّةُ الْبَيْتِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ مَعَ اللَّهِ فِي اللَّهِ وَ
بِاللَّهِ ضَعُفَتْ عِنْدَهَا قُوَّةُ الصَّنَا
دِيدٍ وَنَقَدَ سَبْقُ كَثِيرٍ مِّنَ
الْمُتَّقِدِينَ بِمَسَلِكِهِ بِعُرْوَةٍ
مِّنْ طَرِيقَتِهِ كَالْإِفْصَامِ لَهَا وَ
نَقَدَ رَدَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى مَقَامِ
عَبْدِ بَرِّ تَدْتَبِعُهُ فِي الْحَقِيقَةِ
زبردست مقام پر پہنچایا تھا،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کا مقام مع اللہ فی اللہ اور باللہ
تھا، جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں
سچ تھیں، آپ بہت سے متقدمین میں
سے سبقت لیکر ایسے مقام میں پہنچے
تھے، کہ جہاں تنزل ممکن نہیں خدا کے
تعالیٰ نے آپ کی تدریق فی الحقیقت
کیوجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے

نقیبہ سارح ابو محمد حسن کا بیان ہے، کہ میں نے شیخ علی قرشی کو ایک شخص سے
کہتے ہوئے سنا، کہ اگر تم حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے، تو گویا تم ایسے
شخص کو دیکھتے، کہ جس نے اپنے مولا کی راہ میں اپنی ساری قوت شادی، اہل
طریقت کو قوی کر دیا، آپ کا مشرب و صفا، حکماً و حالاً توحید تھا، آپ کی تحقیق ظاہراً
و باطناً شریعت تھی، فراغت قلبی، سستی فانی و مشاہدہ الہی آپ کا وصف تھا، آپ
ایسے مقام پر تھے جہاں شک و شبہ پاس تک نہیں پھٹک سکتا تھا نہ آپ کے
مقام سر میں اغیار کو جھکڑنے کا موقع مل سکتا تھا، اور نہ آپ کے قلب میں کسی
قسم کی پریشانی ممکن تھی۔

شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الشافعی العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں، کہ میں اخبار صحیحہ سے معلوم ہوا ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

علیہ الرحمۃ ایک اعلیٰ درجہ کے فقیہ، عابد اور زاہد تھے، لوگوں کو زہد و عبادت اور توبہ و استغفار کی ترغیب دیا کرتے تھے، معاصی گناہ اور عذاب الہی سے انکو ڈرایا کرتے تھے، اسقدر اللہ کی مخلوق نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی، کہ جس کی تعداد احاطہ شمار سے خارج ہے،

آپ میں اصناف، شریف الاخلاق، کامل الادب، المروت وافر العلم و العقل، کریم النفس متواضع تھے، تقویٰ، زہد، ادب و پنداری اور روحانیت میں حد درجہ ترقی کر گئے ہوئے تھے

مقامات صوفیاء

صوفیاء کیلئے جو مقامات ہیں، وہ دس ہیں، انہیں مقامات عشرہ بھی کہتے ہیں، وہ

یہ ہیں،

۱۱ توبہ (۲) انابت (رجوع الی الحق) (۳) زہد (۴) ریاضت (۵) ورع (۶) قناعت
۷) انوکھ (۸) تسلیم (۹) صبر (۱۰) رضا،

آپ کی تعلیمات و ارشادات

تعلیم التوحید ہے، بلاشک و شبہ یقیناً تمام جہان کا بنانے والا قدیم، ازلی اور ابدی
اسکادرم محال ہے، وہی عظمت و جلال اور بزرگی و بلندی والا ہے، وہ تمام صفات
کمالیہ سے متصف ہے، وہ ہر قسم کے نقص و زوال سے پاک ہے، وہ تمام مخلوقات
لَعَادَ لَهَا التَّوْبَةُ ثُمَّ الْاِبْتِئْتُ ثُمَّ الرَّهْدُ ثُمَّ الرِّيَاضَةُ ثُمَّ الْوَرَعُ ثُمَّ الْقَنَاعَةُ ثُمَّ الْاَنُكْهُ ثُمَّ
التَّسْلِيمُ ثُمَّ الصَّبْرُ ثُمَّ الرِّضَا وَيُقَالُ لَهَا مَقَامَاتُ عَشْرَةَ ۱۲ مَذْرُوعٌ

کا خالق ہے، وہ تمام معلومات کا عالم ہے، تمام ممکنات پر قدرت رکھتا ہے، حتیٰ ہے، صبح سے بیسیر ہے، نہ کوئی اس کے مشابہ ہے، اور نہ ہی کوئی اس کی ضد، نہ کوئی اس کی مانند ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا شریک، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی رازق ہے، وہی نافع ہے، وہی غائب ہے، وہ نہ کسی کے اندر حلول کرتا ہے، اور نہ ہی کسی میں سماتا ہے، اس کی ذات اور اس کی صفات میں حدوث نہیں، وہ غنی ہے، وہ نہ ذات میں کسی چیز کا محتاج ہے، اور نہ صفات میں وہ سب پر عالم ہے، اس پر کوئی حاکم نہیں،

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو بذریعہ وحی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیا گیا، اس میں اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے کی نکتہ ماہدت ذمائی ہے انسان کو کوشش کرنی چاہیے، کہ ہمیشہ ذیل کے معاصی سے ضرور بالضرور بچتا رہے، شکر، قتل انسان، زنا، چوری، غصب، سود، نافرمانی والدین، حرم میں چلنا، و قتل، لواطت، نشہ، جھوٹی شہادت، ماہ رمضان میں دن کے وقت بلا عذر کھانا، پینا، مسلمان کو ایذا دینا، جھوٹی قسم کھانا، صلہ رحمی ترک کرنا، حیانت کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرنا، صحابہ کرام کو برا کہنا، حق بات چھپانا، رشوت لینا، بیاباں بوی میں نفاق پیدا کرنا، جھگلی کھانا، قرآن شریف پڑھ کر بھول جانا، جاندار کو آگ میں جلانا، خدا سے تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا، خدا تعالیٰ کا خوف نہ رکھنا، علماء کی امانت کرنا، خنزیر کا گوشت کھانا، ریا، کینہ، حسد، تکبر، خود پسندی، نفاق، امر خیر میں خرچ کرنے کو باعث فلاکت سمجھنا، دولت کی وجہ سے مالداروں کی تعظیم کرنا، عیب جوئی کرنا، قضاے الہی سے ناراض ہونا، نعمتوں کا شکر نہ کرنا، شراب پینا، ظالموں اور بدکاروں سے محبت کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام منکر درود نہ پڑھنا، چاندی سینے کے برتنوں میں کھانا، شرمگاہ کو کھلا رکھنا، قبور کو بجدہ کرنا، گناہ کیلئے سفر کرنا، غیر عورتوں پر نظر شہوت دیکھنا، غیبت کرنا، بیوی کے حقوق کو پامال کرنا، مظلوم کی مدد نہ کرنا وغیرہ،

آپ فرماتے ہیں، کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، خدا اور رسول کا کہا مانو، ان کے

تعلیم الشریعت

لے دیکھو فتوح الغیب، ۲، مندرج

علم سے باہر نہ نکلو، دین اسلام کو پرج مانو، اور اس میں شک نہ کرو، مصائب پر صبر کرو
گناہوں سے پاک رہو، اپنے رب کی بندگی کرو، اس کے در سے منہ نہ پھرو، ہر وقت
توبہ کرتے رہو،

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو، آپ کی اتباع میں کوئی دقیقہ
فردگذاشت نہ کرو، قرآن مجید میں صاف موجود ہے،

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اے نبی! تم ان سے کہو کہ اگر تم اللہ سے
محبت کا دعویٰ کرتے ہو، تو میرا اتباع کرو

خدا تم سے محبت کرے گا،

تعلیم المعارف | مسلمان کو یہ تین باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں،

اول یہ کہ نفع اور ضرر کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور اس نے ازل میں جو
کچھ مقدر کر دیا ہے، خواہ وہ آرام ہو یا سختی، آسانی ہو یا تنگی، نفع ہو یا ضرر، وہ ٹھیکو
ضرور پہنچے گا،

دوسرے یہ کہ تو اپنے مولے کا زیر فرمان بندہ ہے، اور تیرے اندر اسی کا
تصرف ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے، تیری حالت بناتا ہے، جبکہ وہ تجھ سے
اور تیرے باپ سے بھی زیادہ تجھ پر مہربان ہے، پھر جو کچھ کہ وہ تیرے ساتھ کرے
تجھے ناپسند نہیں کرنا چاہیے،

تیسرے یہ کہ دنیا زائل اور فنا ہونے والی اور آخرت آبیوالی ہے، جو ہمیشہ
رہے گی، اور تو دنیا میں مسافر ہے، اور آخر کار تیرا سفر ختم ہو جائے گا، اور اپنے
اصل مکان پر پہنچ جائیگا، پس تو سفر کی مشقتوں کو گوارا کر، اور اپنا گھر آباد کرنے اور
اس کی اصلاح اور راستگی کے لئے سعی کر، اور اس تھوڑی مدت میں تو یہ کام کرے
تاکہ ہمیشہ ہمیشہ فائدہ اٹھاسے،

تعلیم الطریقیت | اللہ تعالیٰ کے طالب کو چاہیے، کہ ادا سے فرائض کے

بعد تقرب الی اللہ کی جستجو کرے، ادا اپنے اوپر ان اذکار
و اشغال کو جنکی طاقت رکھتا ہو، لازم کرے، اور یہ خیال کرے، کہ اسکا ہر قول و فعل
اس کی ہر حرکت و سکون، اسکا اٹھنا بیٹھنا، اسکا سونا جاگنا، اور اسکا رونا ہنسنا سب اللہ

کیلئے ہے، کیونکہ اسکا نتیجہ محبت الہی ہے، اور محبت الہی کا نتیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے اظہر من الشمس ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ بندہ نقلی عبادت کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے، یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنائیتا ہوں، میں اس کے کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کے ماتھے ہو جاتا ہوں، جن سے وہ پکڑتا ہے، اُس کے پاؤں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے، اس کا دل ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سمجھتا ہے، اُس کی زبان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ کلام کرتا ہے،

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از علقوم عبد اللہ بود

اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے، تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں،

پس جو شخص اس پر عمل کرنا چاہے، اوہ صبح و شام ذکر کیا کرے، اور دنیوی امور میں انہماک کے باعث غافلوں سے نہ بنے،

تمام اذکار سے بہتر اور افضل لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر ہے، اسی پر زیادہ ترویج

کرے،

تعلیم التصوف | جسم کی تمام کدورتوں سے دل کو صاف کرنے، اخلاقیات کے ساتھ صدق اختیار کرنے اور خلق اللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کو تصوف کہتے ہیں،

صوفی وہ ہے، جو نفس کی برائیوں سے پاک صاف ہو، مخلوقات میں سے کسی کیساتھ اس کے قلب کو آرام نہ ملے، طبع کی مالوفہ چیزوں کو ترک کر نوالا ہو،

ولی کے بارہ خصائل | آپ فرمایا کرتے تھے، کہ جس شخص میں جب تک

کہ ذیل کی بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں، اُسے اس وقت تک ولایت کی مسند پر بیٹھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، وہ بارہ خصلتیں یہ ہیں،

اول دو خصلتیں خدا تعالیٰ سے یکے، عیب پوشی اور حمدی، دو خصلتیں جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یکے، شفقت و رفاقت دو خصلتیں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یسکے راستی و راستگونی،
 دو خصلتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یسکے، ہر ایک کو نیک بات بتلانا
 اور برائی سے روکنا، دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یسکے اطعام
 المساکین اور بغرض عبادت شنب بیداری اور دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ سے یسکے، عالم بننا اور شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
اہل مجاہدہ کے دس خصال اے فرمایا کہ اہل مجاہدہ و محاسبہ

کی دس خصلتیں ہیں، جن پر وہ مداومت کرتے ہیں،

پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ خدا کی قسم نہ غوا کھائے، اور نہ مہوا خواہ
 کاذب ہو، خواہ صادق، یہ اس لئے نہیں، کہ سچی قسم کھانا حرام ہے، بلکہ اس لئے کہ اللہ
 تعالیٰ کی عزت، عظمت، جلال اور شان اس سے نہیں بالاتر ہے، کہ معمولی باتوں
 کے لئے اس کی قسم کھائی جائے،

دوسری خصلت یہ ہے کہ تصدایا بطور منسی مخول بھی دروغگوئی سے
 قطعاً محترز و مجتنب رہے،

تیسری خصلت یہ ہے کہ کسی کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، اگر وعدہ
 پورا کرنے کا یقین نہیں، تو سرے سے وعدہ ہی نہ کرے،

چوتھی خصلت یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کسی چیز پر ہرگز ہرگز لعنت نہ کرے
 پانچویں خصلت یہ ہے، مخلوق میں سے کسی پر بد عائد نہ کرے، اگرچہ اس نے اس
 پر ظلم ہی کیا ہو، بلکہ جو روحقا اور ظلم و ستم کو برداشت کرے،

چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کرے،

ساتویں خصلت یہ ہے کہ ظاہر و باطن کے معاصی سے اپنے اعضاء اور جو اس
 کو باز رکھے،

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ خلعت پر اپنا کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالے،

نویں خصلت یہ ہے کہ ہرگز طمع نہ کرے، بلکہ مستغنی اور بے پرواہ رہے،

دسویں فصلت یہ ہے، کہ سچی تواضع اور انکساری اختیار کرے،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مومن کو

ترتیب اشغال چاہیے، کہ سب سے قبل فرائض میں مشغول ہو، فرائض

سے فارغ ہونے کے بعد سنن میں اور سنن سے فارغ ہونے کے بعد نوافل اور مستحبات

میں، جب تک فرائض سے فارغ نہ ہوئے، تو سنن میں مشغول ہونا احمق، نادانی، جہالت اور بوقوفی ہے، پس اگر فرائض سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہوگا، تو اس سے قبول نہ کئے جائیں گے، اور وہ ذلیل و خوار کیا جائیگا،

اس کی مثال تو اس شخص کی سی مثال ہے، کہ جس کو بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلائے، مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے، بلکہ اس امیر کی خدمت میں قیام کرے، جو بادشاہ کا غلام و خادم اور اس کے دست قدرت و تصرف میں ہو،

لہذا سب سے قبل فرائض میں مشغول ہونا چاہیے، پھر سنن میں پھر نوافل و مستحبات میں، اپنے فرمایا، کہ اعمال میں نیتوں کو درست کرنا چاہیے، عمل ہمیشہ نیت پر منحصر ہوتا ہے، **نیت پر اعمال بالنیات سوا کر نیت**

بیک ہوگی، تو اچھا حاصل ملیگا، اگر نیت بد ہوگی، تو برا حاصل ملیگا، آپ سے دریافت کیا گیا، کہ ابیس نے انا کہا، تو ملعون و مردود ہو گیا، اور منصور طلاج نے انا کہا، تو مقبول و مقرب ہو گیا، اس کی کیا وجہ ہے! تو اپنے فرمایا، کہ منصور کا انا سے مقصود فنا تھا، کہ وہ بغیر خودی کے باقی رہے، اس لئے مجلس وصال میں پہنچایا گیا، اور وہاں اس کو خلعت بقا سے فرزند کیا گیا، مگر شیطان کا مقصود انا سے بقا تھا، اس لئے اس کی ولایت فنا ہوئی، اس کی نعمت چھین لی گئی، اسکا درجہ سلب کر لیا گیا،

اپنے فرمایا، کہ جو چیز قلب میں گذرے، اسے خطرہ کہتے ہیں، **خطرات قلب** ہیں، قلب کے خطرات چھ ہیں،

۱۔ خطرہ نفس، ۲۔ خطرہ شیطان، ۳۔ خطرہ فرشتہ، ۴۔ خطرہ روح، ۵۔

۶۔ فزع ایغیب مقام ۳۸، ۴۸، ۵۸

۷۔ بیعت الاسرار ص ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

خطرہ عقل (۱۱) خطرہ یقین ،

خطرہ نفس حصول شہوات اور جائز و ناجائز خواہشات کی متابعت کا امر کرتا ہے
خطرہ شیطان اصول میں کفر و شرک اور وعدہ الہی میں شک و تہمت کا امر کرتا

ہے ، اور فریغ میں توبہ کا خیال دلا کر معاصی کی ترغیب دلاتا ہے

خطرہ فرشتہ و خطرہ روح طاعت الہی اور امر نیک کے ساتھ وارد ہوتے

ہیں ، یہ دونوں خطرے محمود و پسندیدہ ہیں ،

خطرہ عقل کسی تو اس نفس کا امر کرتا ہے ، جس کا نفس و شیطان امر کرتے ہیں

اور کسی اس کا جس کا روح اور فرشتہ امر کرتے ہیں ، یہ حکمت الہی ہے تاکہ بندہ خیر و شر میں

وجود معقول صحت بہود اور تمیز کے ساتھ داخل ہو ، پس جزا و سزا اس پر عائد ہوگی ،

خطرہ یقین جو روح الایمان اور مزید علم ہے ، صدیقین ، اولیاء ، اصفیاء ، اقبیاء

شہداء ، ابدال ، اقطاب اور انوار کے ساتھ مخصوص ہے ،

یہ خواطر خطاب ہیں ، جو ضائر پر وارد ہوتے ہیں ، جب یہ خطاب فرشتہ کی

طرف سے ہو ، تو اس کو الہام کہتے ہیں ، جب شیطان کی طرف سے ہو ، تو

وسواس جب نفس کی طرف سے ہو ، تو ما جس اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ، تو خطرہ حق ،

الہام کی علامت یہ ہے ، کہ کتاب و سنت کے موافق ہو ، پس وہ الہام کہ ظاہر

شرعیات اسکا شاہد نہ ہو ، بالکل باطل ہے ،

وسواس کی علامت یہ ہے ، کہ جب کسی لغزش کی طرف بلایا جائے ، اور

اس کی مخالفت کی جائے ، تو کوئی دوسری لغزش پیدا ہو جائے ، کیونکہ اس کے

نزدیک تمام مخالفت برابر ہیں ،

ما جس کی علامت نفس کی خاص صفات میں سے کسی وصف میں اصرار کا

پایا جاتا ہے ، یہاں تک کہ وہ شخص اس وصف کا مرتکب ہو جاتا ہے ،

خطرہ حق کی علامت یہ ہے ، کہ حیرت کا موجب نہ ہو ، اور برائی کی طرف نہ

کھینچ لیا جائے ، بلکہ مزید علم و بیان کے ساتھ وارد ہو ، اور بوقت وجدان اپنے وصف

سے پہچانا جائے ۔

اسم اعظم اللہ ہی ہے | آپ نے فرمایا ہے کہ اسم اعظم اللہ ہی ہے

مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے، جبکہ پڑھنے والے کے قلب میں بجز اللہ کے اور کچھ بھی نہ ہو، طرف کا بس اللہ کہنا ایسا ہے،

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا کن کہنا *ذَرَمَن قَلْبَهُ*

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از علقوم عبد اللہ بود

یہ وہ کلمہ ہے، جو اندوہ اور اندیشہ کا ازالہ کرتا ہے رنج و محن اور فکر و غم کو دور کر دیتا ہے، زہر کو تریاق سے بدل ڈالتا ہے، یہ وہ کلمہ ہے، کہ جس کا نور عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے، اللہ منظر عجائب ہے، اللہ کی قدرت بلند ہے، اللہ کی بارگاہ محکم ہے، اللہ بندوں کے حال سے مطلع ہے، اللہ دل کا محافظ ہے، اللہ سرکشوں کو مغلوب کر نیوالا ہے، اللہ تمام زبردستوں کو توڑ نیوالا ہے، اللہ عالم الغیب و الشہادت ہے، اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، جو اللہ کا ہے، وہ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہے، جو اللہ سے محبت رکھتا ہے، وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا، جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے، وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے، وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ کا شتاق ہوتا ہے، وہ اللہ سے انیت رکھتا ہے، جو افسار کو خیر باد کہ دیتا ہے اس کے اوقات خدائے تعالیٰ کے ساتھ گزرتے ہیں، وہ اللہ ہی کا دروازہ کھلکھلتاتا ہے، وہ اسی سے پناہ لیتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے

لے حق سے روگردان، تو اللہ اطراف رخسار کر محبت کی مثال اس پرندے جیسی ہے، جو شعب بھر ذرا بھی آنکھ نہیں لگاتا، اور درخت کی شاخوں پر ٹھیکر جج تک اپنے محبوب کی یاد میں غمہ سرائی کرتا ہے، اور اسی طرح سے اس کا شوق محبت تباہندہ رو بہ ترقی رہتا ہے،

تم خدائے تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کرو، وہ تمہیں بہترین حل سے یاد کرے گا

دیکھو وہ فرماتا ہے، *ذَمِّنْ يَوْمَئِذٍ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ* جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اس کے لئے کافی ہے

لے جو الامرار مشفقہ ۱۹۹۹ء ۱۷۱۲ ج

تم اُسے شوق و محبت سے یاد کرو، وہ تمہیں وصال و قربت سے یاد کریگا، تم اُسے
 حمد و ثنا سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنے انعامات و احسانات سے یاد کریگا، تم اُسے توبہ
 سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنی بخشش و مغفرت سے یاد کریگا، تم اُسے دعا سے یاد کرو، وہ
 تمہیں عطا سے یاد کریگا، تم اُسے غفلت کے بغیر یاد کرو، وہ تمہیں بہمت کے بغیر یاد
 کریگا، تم اُسے ندامت سے یاد کرو، وہ تمہیں کرامت سے یاد کریگا، تم اُسے معذرت
 سے یاد کرو، وہ تمہیں مغفرت سے یاد کریگا، تم اُسے خلوص سے یاد کرو، وہ تمہیں
 خلاصی سے یاد کریگا، تم اُسے ارادہ سے یاد کرو، وہ تمہیں افادہ سے یاد کریگا، تم
 اُسے ننگدستی میں یاد کرو، وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے افتقار کے
 ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے اسلام کے ساتھ یاد کرو،
 وہ تمہیں اکرام کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے صدق سے یاد کرو، وہ تمہیں رزق سے یاد
 کریگا، تم اُسے تعظیم سے یاد کرو، وہ تمہیں تکریم سے یاد کریگا، تم اُسے صفائی کے
 ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں فالص نیکی کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے ترک جفا کے ساتھ
 یاد کرو، وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے ترک خطا کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں
 عطا کے ساتھ یاد کریگا، دَلِّدًا كَرُّنَا لَكَ اَكْبَرًا و رَیْقِنَا اَشَدَّ ذَكَرًا بِرَابِہِ ،

ضرورتِ علم | اپنے فرمایا، کہ علم پڑھو، پھر گوشہ نشین بنو، کیونکہ بے علم عابد
 کے جہاں کام بہ نسبت مدھرنے کے بگڑتے زیادہ ہیں، چراغ
 شریعت لیکر عبادتِ الہی میں مشغول ہونا چاہیے۔

جو شخص اپنے علم پر اعلیٰ ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ اُسے علم لدنی عطا کرتا ہے،
 تم ماسوائے اللہ کو چھوڑ دو، اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے خائف رہو، اُس کی
 یاد میں مشغول رہو، اگر تم پالیس روز تک اُس کی یاد میں بیٹھے رہو، تو تمہارے قلب
 سے زبان کے راستے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے، اور تمہارا دل اُس وقت
 مولیٰ علیہ سلام کی طرح محبتِ الہی کی آتش مشاہدہ کرنے لگیگا، پھر تمہارے نفس
 تمہاری خواہش، تمہارے شیطان، تمہاری طبیعت، تمہارے اسباب اور تمہارے
 وجود سے کہنے لگیگا، کہ بس پھیر جاؤ، میں نے آتش مشاہدہ کی ہے، اور مقامِ تہرے
 اُس کو ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب، تو میرے غیر سے تعلق منقطع کر دے، میرے۔

ماسوی کو بھول جا، مجھے پہچان لے، مجھ سے علاقہ رکھ، میرا طالب بنارہ اور میرا تقرب حاصل کر،

پھر جب تقا تمام ہو جائیگا، تو تمام کدورتیں دور ہو جائیں گی، اور سرکش نفس بھی ساکن ہو جائیگا،

آپ فرماتے ہیں، کہ خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہو، اسکی اطاعت میں ہر وقت کوشاں رہو، ظاہر شرع کو لازم پکڑو، سینہ کو حسد و کینہ سے خالی کرو، فقر و درویشی اختیار کرو، خدا کی یاد سے ایک دم کے لئے بھی غافل نہ رہو،

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راستبازی اختیار کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شیوہ بناتا ہے، وہ شب و روز اپنے ماسوا سے بیزار رہتا ہے، ایسے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو، دعوائے نہ کرو، خدا کو وحدہ لا شریک جانو، یاد رکھو! جسکا خدا کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے، خدا نے تعالیٰ ضرور اسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے،

سلوک قادریہ

سلسلہ قادریہ کی اصطلاحات کی شرح میں متقدمین و متاخرین صوفیہ رحمہم اللہ نے دفتروں کے دفتر بیاہ کر ڈالے ہیں، سینکڑوں مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابیں دکھائی دیتی ہیں، مگر اس بارہ میں عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کیا ہے، تمام اصطلاحات کے حقیقی معنوں کو بالکل ظاہر کر کے عربی زبان میں ایک رسالہ کی صورت میں قلمبند کر دیا ہے، اصطلاحات کی شرح کیا کی ہے دریا کو کوڑہ میں بند کر دیا ہے،

ناظرین کو روحانیت قادریہ سے بہرہ یاب کرنے کے لئے ان کو اردو میں قلمبند کرتا ہوں،

یہ رسالہ عربی میں ہے، اسکا نام "اقول الجلیل" ہے، ۱۲۱ نمبر ۲

اذکارِ جہریہ

ذکر اسم ذات پہلا شغل جسکو مشائخ قادر یہ تلقین کرتے ہیں، وہ اسم اللہ کا جہر یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا ہے، مراد اس جہر سے یہ ہے، کہ

افراط سے نہ ہو، حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے، بلکہ بیانہ آواز سے ہو،

ذکر جہری کی کئی قسمیں ہیں، خواہ ایک ضرب ہو، یا دو ضرب، سہ ضرب ہو، یا چہار ضرب

ایک ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر دو زانو ٹیچکر سانس کو ناف تلے بند کرے، اور لفظ اللہ کو شد و مد اور جہر کے ساتھ ناف سے اٹھا کر قلب پر ضرب لگائے، پھر سانس ٹھکانے آنے تک ٹھیر جائے اور پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے،

دو ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر دو زانو ٹیچکر سانس بدستور سابق رو کے اور اللہ کو آواز بلند سختی اور قوت سے اٹھا کر ایک ضرب زانو تلے راست پر اور دوسری قلب پر لگائے، اور اسی طرح بار بار بلا فصل کرے،

سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر چار زانو بیٹھے، اور ایک بار دابنے زانو پر دوسری بار بائیں زانو پر، اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے، تیسری ضرب سخت اور بلند تر ہونی چاہیے،

چہار ضربی۔۔ چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر چار زانو بیٹھے، پھر تین ضرب مثل سہ ضرب مذکورہ لگائے، اور چوتھی ضرب بہ شد و مد اپنے روبرو زمین پر مارے،

لے یہ اس لئے ہے تاکہ حدیث میں قبول علی الصلویہ وہلم کی مخالفت نہ ہو، جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، کہ اذبحوا علی انفسکم فانکم مذبحون اذبحوا غائباً یعنی خدا کے پکارتے میں اعتداں اختیار کرو، اللہ نہی کرو اپنی جانوں پر، بہت سخت آواز سے پکارو، کہ تم ہر سے یا غائب کو نہیں پکارتے، بلکہ وہ تمہارے قریب اور سمیع و بصیر ہے۔

اتصال ہے کیف ہے قیاس ہست رب الناس را با جان نام

لے شد و مد اور جہر اس لئے ہے، کہ ذکر کے دل پر اثر ہو، اور اس کی پریشان خاطر اور اس کے دماغ مندفع ہو کر اسکو کیسوی حاصل ہو، اور ذکر کو وقت دوسری آواز اس کے کان میں نہ پڑے، اور اس کی طبیعت بہم

وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے ۱۱۰ منہ ۷

ذکر نفی و اثبات

منجملہ ذکر جہری کے نفی اثبات بھی ہے، جس کو مشائخ
تادریہ اسم ذات کے ذکر کی مشق کے بعد تسلیم فرماتے
ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر بطور نماز رو قبیلہ بیٹھے، اپنی آنکھیں بند کرے، اور
دم روک کر لفظ لا کو ناف سے اٹھاتا ہوا دہنے کندھے سے لے جا کر پس پشت
ڈال دے، تاکہ تحت، امام و عقب طے ہو جائے، پھر وہاں سے اللہ کو دماغ تک
پہنچا کر خود دہنی طرف مخاطب ہو جائے، اور خیال کرے، کہ میں نے تمام عالم کو پس
پشت ڈال دیا ہے، سب کچھ فانی ہو گیا ہے، یہاں تک کہ فوق اور میں بھی طے ہو گیا ہے
پھر آلا اللہ کو دہنی طرف سے ہائیں طرف قلب پر لے جا کر پشت و مد ضرب کرے
کہ یسا رہی طے ہو جائے، اور خیال کرے، کہ سوائے اللہ کے تمام عالم فنا ہو گیا ہے
اب فقط اللہ کی محبت میرے قلب میں ہے،

واضح رہے، کہ ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے اور نئے مکانات کی مراعات
میں بہر اور راز یہ مضمون ہے، کہ انسان مخلوق ہے، آوازوں پر کان دھرتا، نعمات کو سننا
جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونا، اور باتوں اور خطرات کا اس کے قلب میں گھومنا
وغیرہ اس کی جبلت اور سرشت میں داخل ہے، تو علمائے طریقت نے اپنے غیر
کی طرف توجہ ہوتے کو روک دینے اور خطرات بیرونی کو آنے سے باز رکھنے کا یہ طریقہ
نکالا، تاکہ اس کی توجہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی ٹوٹ کر اس کا دھیان فقط
اللہ پاک سے لگ جائے،

اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے اذکار مخصوصہ کی واسطے جلسات ہدایات
ایجاد کئے ہیں، جنکو مناسبات مخفیہ کے سبب سے صافی الذہن مرد اور علوم حقہ کا
عالم دریافت کرتا ہے،

بعض صورت میں کسر نفس ہے، بعض جلسہ میں خشوع و خضوع ہے، بعض
میں جمعیت خاطر اور دفع و سواس ہے، اور بعض میں نشاط ہے، اور یہی ستر نماز کے
توسہ، جلسہ، رکوع، سجود اور قیام و قعود وغیرہ میں ہے، اور اسی بھید کی وجہ سے سرور
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کولے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونے سے منع فرمایا
ہے، کہ یہ اہل نار کی شکل ہے، اس واسطے کہ ایسی ہدایات میں اکثر کامی اور فتور نشاط ہوتا

ہے، جو سرگرمی عبادت کا منافی ہے،

ان کو یاد رکھنا چاہیے، کہ ایسے امور کو جو اذکار مخصوصہ میں خاص صفت کیلئے
ایجاد کئے گئے ہیں، مخالف شرع یا داخل بدعات سینہ نہ سمجھنا چاہیے،
اس سلوک کو چاہیے، کہ مجتمع ہو کر نماز فجر یا عصر کے بعد حلقہ کر کے ذکر الہی کریں
حلقہ اجتماعیں جو فوائد میں، وہ تہستانی میں حاصل نہیں ہوتے،

اذکار خفیہ

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ہو، اور اس کا نور اس میں دکھائی دے، تو
اس کو ذکر خفی کا حکم کیا جائے،

اس ذکر جلی کے اثر سے یہ مراد ہے، کہ قلب میں تحریک ذوق و شوق پیدا
ہو، اور نامہ خدا سے دل میں اطمینان، تسلی، تسکین، چین اور راحت حاصل ہو سادیں
دور ہو جائیں، اور حق تعالیٰ کو اس کے ماسوائے پر مقدم رکھے،

جو شخص کہ دو ماہ یا کچھ زیادہ عرصہ تک مذکورہ شرائط کے ساتھ فی یوم چار ہزار
بار اسم ذات کے ذکر پر مداومت کرے، تو انشاء اللہ وہ اپنے قلب میں ضرور یہ اثر
مشاہدہ کریگا، اور نور اور ضرور اور طمانینت پائیگا، خواہ ذکر کیسا ہی کم فہم کیوں نہ ہو
پہلا ذکر اذکار خفیہ میں سے اسم ذات ہے، اور اس کا
دورہ قادریہ طریقہ یہ ہے، کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو

بند کرے، اور دل کی زبان سے **اللہ سَمِیعُ** کہہ کر ناف سے سینہ تک چڑھے پھر اپنے
تصور میں اللہ بَصِیرُ کہہ کر سینہ سے دماغ تک پہنچے، پھر وہاں سے اللہ عَلِیْمُ کہہ کر
عرش تک پہنچے پھر ہی الفاظ خیال کرتا ہو اور جب بدرجہ اترے، یعنی اللہ عَلِیْمُ کہتا ہو
عرش سے دماغ پر اترے اور اللہ بَصِیرُ کہتا ہو اور دماغ سے سینہ پر اترے، اور پھر اللہ
سَمِیعُ کہتا ہو سینہ سے ناف پر اترے، اور اسی طرح ہر بار کرتا رہے۔

اس طریقہ کے بعض لوگ اس میں اللہ قَدِیْرُ کو بھی زیادہ کرتے ہیں، اگر اللہ
قَدِیْرُ کو زیادہ کرے، تو تیسری بار آسمان تک پہنچے، اور چوتھی بار عرش تک،

پاس انفاس | اذکار خفیہ میں سے دوسرا ذکر نفی و اثبات ہے،

اسکا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر بیدار ہوشیار اور اپنے دموں پر آگاہ رہے، جب دم خود بخود باہر نکلے، تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی لا الہ الا اللہ کا تصور کر کے خیال کرے، کہ میں نے جملہ ماسویٰ اللہ کو اپنے جسم سے نکال دیا ہے، اور بذریعہ لافنی کرتا ہوں،

پھر جب سانس خود بخود بغیر ارادہ اور قصد کے اندر جائے، تو لفظ لا الہ الا اللہ کہتا ہوا قلب پر پہنچے، اور خیال کرے، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اشیاء فنا ہو گئی ہیں، اور لفظ اللہ کا نقش دل پر قائم رہ گیا ہے۔

بزرگان طریقت نے کہا ہے، کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے، اور ظرات و وساوس کے دفع کرنے میں اسکا بڑا اثر ہے، **بِئِنَّ ذَرْبًا مِّنْ قَالٍ، ۵**

اگر تو پاس داری پاس انفاس
بسلطانی رسانت اذیں پاس
تا بجا روبرو کا نرو بی راہ
نرسی در مقام الا اللہ
ایک اور عارف فرماتے ہیں ۵

در ذات مقدست کے راہ نیست
وزمین جلال بیچکس آگاہ نیست
سرمایہ رہرواں کہ راہش طلبند
جز گفتن لا الہ الا اللہ نیست

مراقبہ | پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو، اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو، تو اسکو مراقبہ کر نیک امر کیا جائے، ذکر خفی کے اثر سے مراد شوق، محبت الہی کا غلبہ، اسی کی طلب میں محبت کا جم جانا، سکوت میں حلاوت پانا اور اشغال امور دنیوی سے متنفر ہو جانا وغیرہ ہے،

طریقہ مراقبہ | مراقبہ کا طریقہ یہ ہے، ایک آیت قرآنی یا اللہ تعالیٰ کے نام پاک کو زبان تصور سے پڑھے، پھر اس کے معنی کی

طرف متوجہ ہو کر اس نطق کے مفہوم میں اس طرح مستغرق ہو جائے، کہ سوائے
اُس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے، اس کو مراقبہ کہتے ہیں،

مراقبہ کی اصل وہ حدیث ہے، جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمائی ہے،

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْتَ
شَرَّاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ شَرَّاهُ
فَاِنَّهُ يَرَاكَ ،

احسان یعنی اعلیٰ نیکی یہ ہے، کہ تو اپنے
رب کی عبادت اس طرح کر، کہ گویا تو
اسکو دیکھ رہا ہے، سو اگر تو اُسے نہ دیکھ

سکے، تو یہ دھیان کر، کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے،

مراقبہ حضور حق تعالیٰ سے ہے، کہ سالک
مراقبہ حضور حق تعالیٰ سے ہے، یا جنان میں خیال کرے،

کہ اللّٰهُ حَاضِرٌ لِّيْ، اللّٰهُ نَاظِرٌ لِّيْ، اللّٰهُ مَعِيَ، پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور
نظر اور معیت اور ساتھ ہی اُس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے پاک ہونے
کو خوب منسوب تصور کرے، یہاں تک تصور جائے، کہ اُس میں مستغرق ہو جائے،

یا اس آیت کا تصور کرے، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ
طَرِيقَ مَعِيَّتِ

حق تعالیٰ تم جہاں کہیں ہو، ہر سارے ساتھ ہے، ہر
اُس کے ساتھ ہونے کو قیام و قعود، خلوت و جلوت اور عمل و بیکاری میں دھیان کرے،
اقسام مراقبہ قرآنیہ | ایہ آیت پڑھے،

اَيْنَمَا تُوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ فَوَجْهُ اللّٰهِ

یعنی جہر تم سوجھ ہو، وہاں اللہ کی ذات ہے
یا یہ آیت پڑھے،

الْمَعِيْلُ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

کیا انسان نہیں جانتا، کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے
یا اس آیت کا مراقبہ کرے،

فَمَنْ اَشْرَبَ اِلَيْهِ مِنْ

ہم انسان کی رگ گردن سے بھی قریب
حَبْلِ الْوَرِيْدِ

ترہیں،
یا اس آیت کا تصور کرے،

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ

یعنی اللہ ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے

یا اس آیت کا دھیان کرے
إِنَّمَا مَعَى رَبِّي سَيِّدُونَ

یقیناً میرا اللہ میرے ساتھ ہے، وہ مجھ کو
ہدایت کریگا،

یا اس آیت کا مراقبہ کرے،

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ
یعنی حق تعالیٰ اول ہے، اُس سے پہلے
کوئی چیز نہیں، آخر ہے، جو بعد فنا کے عالم
باقی رہیگا، ظاہر ہے، باعتبار اپنی صفات اور افعال کے باطن ہے، باعتبار اپنی ذات
کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل کا تعلق ہونیکے واسطے از حد مفید ہیں،
وہ مراقبہ جو قطع علائق، بجز تمام، سکر، محو، بیہوشی اور فنا کے لئے
مراقبہ فنا مفید ہے، وہ اس آیت کا مراقبہ ہے،

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ
وَالَّذِينَ ظَلَمُوا
ذُرِّيَّتَهُمْ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا
فِيهَا
وَالَّذِينَ
كَانُوا
يُشْرِكُونَ
جو کچھ زمین پر ہے، وہ نیست و نابود ہونے
والا ہے، اور باقی صرف تیرے رب کی
ذات رہیگی، جو بڑائی اور بزرگی والا ہے،

حضرات قادریہ کے درمیان اس مراقبہ فنا کا اکثر معمول ہے،
اس کا طریقہ یہ ہے، کہ اپنے آپ کو تصور کرے، کہ مر کر فنا ہو گیا ہے، اور
ایسی راگ ہو گیا ہے، جسکو ہوائیں اڑاتی ہیں، ہر شے کی ترکیب اور شکل بٹ گئی
ہے، اور ایک ایسی ہوا غیب سے چلی، کہ اُس نے پرزے پرزے اڑا کر تمام
عالم کو نیست و نابود کر دیا ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ بھی باقی نہیں رہا، اس
تصور پر دیر تک قائم رہے، شغل فنا بخوبی حاصل ہوگا،

اسی طریقہ مذکورہ سے ذیل کی آیات کا مراقبہ
مراقبہ نیستی کا باعث ہے،

إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ
فِي اللَّهِ مَلَأْتُمْ كَفًّا
يُذِيبُكُمْ وَالْمَوْتَ الَّذِي تَتَوَكَّلُونَ
عَلَيْهِ
یقیناً جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو، وہ تم کو
ملنے والی ہے، جہاں کہیں کہ تم ہو گے
موت تم کو پالے گی، اگرچہ تم اپنے اور

فی بروج مشیداً

مضبوط برجوں میں ہو،

جب مراقبہ کا اثر طالب میں ظاہر ہو جائے، اور اس کا
توحید افعالی نور شاہدہ ہو، تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جائے،

توحید افعالی یہ ہے، کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو، خدا کی جانب سے سمجھ
 نہ زید اور عمر کی طرف سے، تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے، اور نہ توقع، جیسا کہ

سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے،

دریں نوع از شرک پوشیدہ بست کہ زیدم بیازرد و عمر دم نخست

وقائع زندہ کے کشف کیلئے چاہیے، کہ طالب
کشف وقائع آمندہ اچھی طرح غسل کر کے پاکیزہ لباس پہنے خوشبو

لگائے، اور خلوت میں بھٹے پر بیٹھے، پھر حق تعالیٰ سے یہ سہی تمام دعا کرے، کہ فلاں
 واقعہ کو مجھ پر ظاہر کرے، پھر اسم ذات کا یا یا عیلم یا مبین یا خبیر اسکا
 تلامذہ کا ان شرائط کے ساتھ جیسا کہ یک ضربی یا سہ ضربی طریق میں بیان ہوا ہے، با
 ضرب ذکر کرے، یہاں اپنے قلب میں کشائش اور نور کو پاوے، اور سات دن
 تک اسپر داومت کرے، تو انشاء اللہ اسپر کشف حال ہوگا،

مشائخ قادریہ نے کہا ہے، کہ جو طریقہ کشف ارواح
کشف ارواح کے واسطے ہمارا مجرب ہے، وہ یہ ہے، کہ شرائط

مذکورہ کے ساتھ داہنی طرف سُبُوح کی ضرب لگاوے، اور بائیں طرف قُدُوس
 کی اور آسمان میں رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ کی اور دِل میں وَالسُّجُود کی،

حل مشکلات کے لئے یہ طریقہ ہے، کہ رات کو اٹھ
حصول امور مشککہ کر شرائط مذکورہ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھے جس

قدر ممکن ہو، پھر داہنی طرف یَسْحٰی کی ضرب لگاوے، اور بائیں طرف یَا دَهَابُ
 کی، اسی طرح ہزار بار کرے،

النشراح خاطر کے لئے یہ طریقہ ہے، کہ یہ جس نفس اللہ
النشراح خاطر کی ضرب دل پر لگاوے، پھر لا اِلٰہَ اِلَّا نَاہ سے پس

پشت لیجا کر دماغ پر چھوڑ دے، پھر داہنی طرف اِلَاہِ کے، پھر بائیں طرف قلب

پر ہڈی کی ضرب دے، پھر الٹی کی ضرب دہنی طرف اور القیوٹہ کی ضرب بائیں طرف لگا دے۔

دفع امراض : بشفائے مریض، دفع جوع، کشائش رزق یا مغلوبی دشمن

منظور ہو، تو بمراد اسمائے حسنی میں سے کوئی اسم بیکر بقاعدہ دو ضربہ، اسے ضربہ، یا چہار ضربہ ذکر کرے،

مثلاً شفائے مریض کے لئے یا شانی کشائش رزق کے لئے یا مذازق

دفع جوع کے لئے یا صمد مغلوبی دشمن کے لئے یا مذل کے،

اسی طرح اسمائے حسنیہ کو اپنے مطلب کے موافق بطریق مذکور کرے،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کی

اولاد

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے ماں انچاس ^{۴۹} بچے ہوئے، جن میں سے میں لڑکے تھے اور باقی لڑکیاں تھیں،

آپ کی اولاد نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں،

(۱) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ

اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شیخ

عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ (۶)

حضرت شیخ محمد بیسی رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ تیجی رحمۃ

اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت

شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ

لے ذوات الوفیات جز ثانی ص ۱۲۰

تفصیلی حالات

مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کے صاحبزادوں کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ قلمبند کئے جائیں،

(۱) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں، آپ کی ولادت بمقام بغداد ماہ شعبان ۵۲۳ھ ہجری میں ہوئی،

تحصیل علوم اپنے زیادہ تر اپنے والد ماجد کو حدیث سنائی اور انہیں سے نفقہ حاصل کیا، علاوہ ازیں آپ نے ابن الحسین و ابن الرضوی و ابوغالب ابن النباؤغیرہ شیوخ کو بھی حدیث سنائی، تحصیل علوم کے لئے اپنے ہم کے دور دراز بلاد کا بھی سفر کیا،

درس و تدریس الغرض تحصیل علوم کے بعد اپنے بیس سال کی عمر میں ۵۴۲ھ ہجری کے اندر اپنے والد ماجد کے سامنے انہی کے مدرسہ میں نہایت سرگرمی اور جدوجہد کے ساتھ درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، پھر اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی فتوے دیئے،

آپ وعظ گوئی میں یدِ طولی رکھتے تھے، آپکا وعظ دلچسپ اور ظرافت آمیز ہوتا کرتا تھا، شیریں کلام کے لقب سے آپ مشہور تھے،

بہت سے لوگوں نے آپ سے علم و فضل حاصل کیا، چنانچہ شریف حبیبی بغدادی اور احمد بن عبدالواسع بن امیر کار و غیر علماء آپہی کے تلامذہ میں سے ہیں

اخلاق و عادات آپ نہایت بامروت، کریم النفس، حلیم الطبع، منکسر المزاج، صاف گو اور صاحب جو و سخی شخص تھے

خلیفہ ناصر الدین نے ستم رسیدہ مظلوموں کی امداد و مدد و منتہی ان کی فریادری

پہر آپ کو مامور کیا تھا،

آپ نے بغداد کے اندر پچیس سوال ۵۹۲ ہجری میں شب کے وقت وفات پائی، اور وہیں مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے،

آپ کی اولاد میں سے مشہور شیخ عبد السلام ہیں، اللہ ذی الجلال ۵۴۸ ہجری کو آپ تولد ہوئے، اور تین رجب المرجب ۱۱۳۰ ہجری کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے،

آپ قبلی المذہب تھے، اپنے اپنے والد ماجد اور اپنے جد امجد حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا، پھر آپ نے مدت تک درس و تدریس کے کام کو سر انجام دیا، متعدد امور مذہبی کے آپ متونی رہے چنانچہ کسوت بیت اللہ شریف کے بھی آپ متونی رہے، اس اثنا میں آپ نے حج بھی ادا کیا،

(۲) حضرت شیخ حافظ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صاحبزادوں میں سے قدوة العارفين عمدة الکاملین حضرت ولادت شیخ حافظ عبد الرزاق ہیں، آپ ۱۸۰ ذی قعد ۲۰۰ ہجری کو تولد ہوئے

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث آپ کا علم و فضل سنی، علاوہ ازیں آپ نے ابو الحسن محمد بن الصائغ رحمہ،

قاضی ابو الفضل محمد الارموی، ابو القاسم سعید بن النبی، حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر، ابو بکر محمد بن الزاغوانی، ابو المنظر محمد الباشمی، ابو المعانی احمد بن علی بن السین اور ابو الفتح محمد بن البطرز وغیرہ سے بھی حدیث سنی،

آپ حافظ حدیث و فقیہ قبلی المذہب تھے، آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی، آپ درس و تدریس اور بحث مباحثہ کا شغل بھی رکھتے تھے،

آپ نے بہت سے لوگوں کو اجازت حدیث دی، چنانچہ شیخ شمس الدین عبد الرحمن، شیخ کمال عبد الرحیم، شیخ احمد بن شیبان، اور اسمعیل العسقلانی وغیرہ

لہ جیسا کہ ذہبی بن خلیل وغیرہ دیگر بہت سے لوگوں سے مروی ہے، اور ابن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے ۱۲۰ منہ رحمہ

نئے آپ سے اجازت حدیث حاصل کی ،

آپ ثقاہت و صداقت تواضع و انکسار، عصمت و عفاف
اخلاقِ حسنہ اور صبر و شکر میں مشہور تھے، آپ عموماً عوام الناس سے

کناہ کش رہتے، اور ضروریات دینی کے سوا تھوڑا کئے کبھی باہر نہ نکلتے، باوجود
عسرت کے بھی آپ مجتہد سخاوت تھے، طلباء سے نہایت انس رکھتے تھے

آپ نے ۶ شوال ۳۳ھ ہجری کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں وفات
وفات پائی، اور وہیں بابِ حرب میں آپ مدفون ہوئے،

ابنِ نجار نے بیان کیا ہے کہ آپ کے جنازہ کی نماز پر اسقدر خلقت جمع ہو گئی
تھی، کہ مجبوراً بیرون شہر میں آپ کا جنازہ بیجا کر نماز پڑھی گئی، لیکن پھر بھی ہزار اشتاقان
محروم رہ گئے، اس لئے کثرتِ ہجوم کی وجہ سے آپ کے جنازہ کو جامعِ رُصافہ،
بابِ تریۃ الخلفاء، بابِ الحرمین، مقبرہ امام احمد بن حنبل وغیرہ مختلف مقامات
میں لے جا کر کئی بار نماز پڑھی گئی،

آپ کے جنازہ میں اسقدر لوگ شریک تھے کہ کبھی جمعہ وعیدین میں بھی
نہیں ہوئے تھے،

حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

کی

اولاد

آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ سلیمانؒ ہیں ۲۵ھ
(۱) شیخ سلیمانؒ ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی، اور ۹۰ھ جادی الآخر

۳۱ھ ہجری کو آپ داعیِ اہل کو بلیک کہ کردار ابزی کی جانب کوچ کر گئے، اور
اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہِ علیہ میں مدفون ہوئے، آپ نے بہت سے شیوخ
سے حدیث سنی، آپ اپنے وقت کے قطب تھے،

نجلہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ عبد الرحیمؒ ہیں، آپ
(۲) شیخ عبد الرحیمؒ نے حدیث شہرہ بنت الأبری اور خدیجہ بنت احمد النہروالی

دیگرہ سے سنی، آپ کا تولد ۱۴ ذیقعد ۵۳۲ ہجری کو ہوا، اور بغداد ہی میں ۶۶۶
 ہجری کو اپنے وفات پائی، اور باب حرب میں مدفون ہوئے

(۳) شیخ اسمعیل رحمہ اللہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ اسمعیل میں، آپ نے بہت سے لوگوں سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی اور بیان کی، آپ زہد و تقویٰ اور فقر و تصوف سے آراستہ تھے، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے، گوشہ نشینی آپ کا شیوہ تھا،

بغداد ہی میں آپ کا انتقال ہوا، اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے، آپ کی تاریخ تولد یا سن وفات کے متعلق کچھ پتہ نہیں

(۴) شیخ ابوالحسن فضل اللہ رحمہ اللہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں میں، اپنے اپنے والد ماجد، اپنے عم بزرگ، اور دیگر بہت سے شیوخ سے حدیث سنی، ماہ سفر ۳۲۲ ہجری کو بغداد ہی میں آپ تاتاریوں کے ہاتھ شہید ہوئے،

(۵) شیخ ابوصالح نصر رحمہ اللہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کی ولادت ۴ ربیع الاول ۵۳۴ ہجری کو ہوئی، اپنے اپنے والد و عم بزرگوار سے بالخصوص اور فضلانے وقت سے بالعموم حدیث سنی، آپ جنسلی المذہب تھے، درس و تدریس اور بحث و مباحثہ کا بھی مشغلہ کیا کرتے تھے،

۶۲۲ ذیقعد ۶۲۲ ہجری کو آپ خلیفۃ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاة مقرر ہوئے، اور خلیفہ موصوف کی حیات تک آپ منصب قضا پر مامور ہوئے، آپ خیابانہ میں سے پہلے شخص ہیں، جو قاضی القضاة کے لقب سے پکارے گئے، خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت سے چار ماہ کے بعد آپ کو منصب خلافت سے معزول کر دیا تھا، باوجود اس کے کہ آپ منصب قضا پر مامور تھے، لیکن آپ کے اخلاق و عادات، آپ کے علم و عفو، اور آپ کی تواضع و انکساری میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا تھا،

آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عارف، نقیب، مناظر، محدث، عابد، زاہد، مقرر، محرم،

واعظ، شہری کلام، خوش طبع اور متین تھے، فروعات مذہبیہ میں آپ کے معلومات
نہایت وسیع تھے،

جب آپ کو خلیفہ المستنصر باللہ نے منصب قضا سے معزول کیا تو آپ نے اس
بارگراں کے سر سے اتر جانے پر حسب ذیل اشعار میں شکر تیر ادا کیا ہے

حَمَدُ تِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا
قَضَى لِي بِالْحَلَا حِ مِنْ الْقَضَا
وَالْمُسْتَنْصِرِ الْمَنْصُورِ أَشْكُرُ
فَادْعُوا فَوْقَ مُقْتَادِ الدُّعَاءِ

ترجمہ

(۱) میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ اُس نے قضا سے نجات پانا
میرے لئے مقرر کیا تھا،

(۲) میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی مشکور ہوں، اور اُس کے لئے معمول
سے زیادہ دعا لئے خیر کرتا ہوں،

معزول ہونے کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ میں درس و تدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے
فقہ میں آپ کے کتاب اِدْشَادُ الْمُتَبَدِّلِينَ تصنیف کی، جماعت کثیرہ نے آپ سے
تفقہ حاصل کیا، انہی امور کا بیان کرتے ہوئے مصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ
لاہیہ لکھا، جس کا ایک شعر ذیل میں درج ہے

وَفِي عَصْرِنَا قَدْ كَانَ فِي الْفِقْهِ تَدَدٌ
أَبُو صَاءٍ لَمْ نَصُرْهُ بِكُلِّ مَوْجِلٍ

یعنی اس وقت فقہ میں حضرت شیخ ابو صلح نصر امام وقت ہیں، وہ ہر
ایک امیدوار کے لئے معین و مددگار ہیں،

معزولی کے کچھ عرصہ بعد خلیفہ مستنصر نے آپ کو اپنے مسافر خانہ کا جو دیبر روم کے
نام سے مشہور تھا، متوی کر دیا تھا، گو آپ کو اُس نے منصب قضا سے معزول کر
دیا تھا تاہم اُس کی نظروں میں آپ کی ویسی ہی عزت و وقعت تھی،

۶ شوال ۶۶۳ ہجری کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور باب حرب میں

دفن ہوئے

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو دونوں کے دونوں اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، انکسار و نیستی اور وجد و جذبہ میں ایک دوسرے پر سبقت لے گئے ہوئے تھے، درس و تدریس اور افتاء کا شغل رکھتے تھے،

آپ کی ایک صاحبزادی تھی، جس کا نام زینب تھا، خوش سیرت، کریم النفس و جیہ، متواضع اور نہایت متین تھیں،

(۳) حضرت شیخ ابو بکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے صاحبزادوں میں سے
ولادت حضرت شیخ ابو بکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ۲۷۱ یا ۲۸۱
 شوال ۵۲۲ ہجری میں آپ کا تولد ہوا،

آپ نے اپنے والد ماجد اور ابن منصور عبد الرحمن بن محمد القزازی
علم و فضل وغیرہ سے حدیث سنی، اور تفسیر حاصل کیا، تحصیل علوم کے
 بعد آپ نے وعظ بھی کیا، درس و تدریس کا کام بھی انجام دیا، بہت سے علماء و فضلاء
 آپ سے مستفید ہوئے،

آپ نہایت ہی متقی، متدین، صلح، مشرع، پرہیزگار اور صاحب ریاضت
 و مجاہدہ تھے، انکسار و افتقار اور غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے،
 ۲۸۵ ہجری میں آپ بغداد کو خیرباد کہہ کر جہاں چلے گئے، اور وہیں آپ نے
 سکونت اختیار کی،

۸ ربيع الاول ۳۱۵ ہجری کو جہاں میں آپ نے وفات پائی اور
وفات وہیں مدفون ہوئے،

گپ کی اولاد آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ محمد میں آپکا انتقال ہی جبال میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے آپ جید عالم، مستقیم، حوال، قائم العیال، صاحب نام انہداتے، آپ سے لوگوں کو باطنی علوم کے بہت کچھ فوائد پہنچے، آپ کے ایک صاحبزادہ تھا جسکا نام شیخ صالح شمشیق تھا،
حضرت شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام شیخۃ النساء زہرہ تھا۔

(۴) حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

تحصیل علوم اور درس و تدریس آپ اپنے والد بزرگوار اور ابو الحسن بن خرماد سے حدیث سنی، اور فقہ حاصل کیا، پھر اپنے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، حدیث بیان کی افق دینے، وعظا کما، اور تصوف میں جو اہل اسرار اور لطائف الانوار وغیرہ کتب تصنیف کیں،

پھر آپ مصر چلے گئے، اور وہاں جا کر بھی آپ نے کمال فصاحت و بلاغت و عطف گوئی کی، اور حدیث بھی بیان کی،

الیساں مصر میں سے ابو تراب، ربیعہ بن الحسن، مسافر بن یحییٰ المصری، حامد بن احمد الارماحی، محمد بن محمد الفقیہ المحدث، عبد الحاق بن صالح القرظی الاسوی المصری وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی،

مذاق شعر و سخن آپ کو شعر و سخن کا بھی مذاق تھا، چند نغمہ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں،

تَحْمَلُ سَلَامِي نَحْوَ اَرْضِ اَجَبِي
وَقَدْ لَمُرَّ اِنَّ الْعَرَبِيَّ مَشُوقًا

تم میرے اجباب کی طرف جاؤ تو ان سے میرا سلام عرض کر کے یہ کہدینا، کہ وہ
غریب انوطن تمہارے، اثقیاق محبت سے مبرا ہوا ہے،

فَاِنَّ سَلُوْا كُم كَيْفَ حَالِي بَعْدَهُمْ
فَمَوْلُوْا اِيْتِيْرَانِ الْفِرَاقِ حَرِيْقُ

پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ مال دریافت کریں، تو کہدینا، کہ وہ بس تمہاری
آتش فراق سے سوزاں ہے،

فَنَيْسَ لَهٗ الْفَيْسِيْرُ يَفْرِيْهِمْ
وَلَيْسَ لَهٗ فُحُوْرُ الرَّجُوْعِ طَيْرِيْقُ

اُس کا کوئی بھی ایسا رفیق نہیں ہے، جو اُس کے اجباب کے پاس
پہنچا دے، غرض اُس کے تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے،

غَرِيْبٌ يُقَاسِيْ اَنْهَمُ فِي كُلِّ بَلَدٍ
وَمَنْ يَغْرِيْبُ فِي الْبِلَادِ صَدِيْقُ

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے، مصائب جھیلتا ہے، اور ظاہر
ہے، کہ بلاد اجنبیہ میں سفر کا کون غمخوار بنتا ہے،

تاریخ وفات سے متعلق ابن تیمیہ کی تاریخ میں بیان کرتے ہیں، کہ
وفات آپ نے آپ کے مزار مبارک پر لکھا دیکھا، کہ بارہویں رمضان
البارک ۷۷۵ ہجری کو آپ نے وفات پائی،

آپ کی ذریت | بلاد حلب خصوصاً قریہ یا غویں کئی قبیلے ایسے ہیں

جو اپنے آپ کو حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ کی ذریت سے ثابت کہتے ہیں، اور عام
وخاص بھی ان کی عزت و وقعت کہتے ہیں، مگر ان کی نسبت تحقیق معلوم نہیں
کہ آیاتی الحقیقت وہ حضرت شیخ عیسیٰ طیبہ رحمۃ کی اولاد سے ہیں، یا کسی اور
کی ذریت سے،

(۵) حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ

حضور غوثیت آب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عبد الجبار
رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

تحصیل علم | آپ نے اپنے والد بزرگوار سے فقہ حاصل کیا، اور شیخ ابو منصور
اور قرآن وغیرہ سے حدیث سنی، آپ خوشنویس تھے، آپ صوفی
منش اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، اشترع و اتباع، تہل و انقطاع، فقر و قناعت
اور انکسار مسکنت میں یکگانہ وقت تھے،

وفات | آپ کی وفات عین عالم شباب میں مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ ہجری کو ہوئی
اور بغداد کے اندر ہی محلہ جنبہ میں اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں
دفن ہوئے،

(۶) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں،
ولادت | آپ کی ولادت ۵۷۵ ہجری میں ہوئی،

علم و فضل | آپ نے اپنے والد ماجد اور شیخ محمد عبد الباقی سے فقہ حاصل کیا
اور حدیث سنی، آپ حسن سیرت و مکارم اخلاق میں یکگانہ و انکسار

و ایشاہ نفس میں منفرد وقت تھے، بہت لمے لوگوں کو آپ سے استفادہ ہوا،
آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چوٹے تھے، آپ اپنے سفرین سے
ہی صرچے گئے تھے، اور وہیں پر آپ کے فرزند تو لد ہوا، جس کا آپ نے عبد القادر نام
رکھا تھا، پھر آپ اپنی کبر سنی میں مع فرزند بغداد واپس آئے، اور تادم حیات میں پر
تقیم رہے،

بشارت و ولادت | شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک
دفعہ ہمارے والد بزرگوار سخت طویل ہو گئے، حتیٰ کہ

نصیب اعدا اپنے نچنے تک کی کوئی امید باقی نہ رہی اسلئے ہم سب آپ کے ارد گرد

نیٹھے ہوئے آبدیدہ ہو رہے تھے، کہ استہ میں آپ کو کسی قدر آفاقہ ہوا، آپ نے فرمایا، کہ میں ابھی مر ڈنگا نہیں، تم گریہ وزاری نہ کرو، میری پشت میں ابھی بچی باقی ہے، اسکا تولد ہونا ضروری ہے،

ہم نے خیال کیا، کہ شاید آپ بیہوشی کی حالت میں فرما رہے ہیں، غرض پھر آپ کو صحت ہو گئی، اور آپ ایک جیشید لوٹڈی سے ہم بستر ہوئے، جس کے بطن سے ایک فرزند تولد ہوا، جسکا نام آپ نے یحییٰ رکھا،

آپ نے سنتہ ہجری میں وفات پائی، اور اپنے والد بزرگوار کے **وفات** مسافر خانہ میں اپنے برادر کرم شیخ عبد الوہاب کے ہم پہلو مدفون ہوئے

(۷) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی ولادت ذیح الاول ۵۲۵ ھ ہجری میں ہوئی،

آپ نے اپنے والد بزرگوار اور شیخ سعید بن النہاس سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سننی، احباب دمشق میں پلے گئے تھے، اور وہیں

اپنے وطن بھی اختیار کیا، آپ وہاں آقاہ و افاضہ طالبین میں مشغول رہے، آپ کثیر الشکوت اور طویل المراقبہ تھے، انکسار و انتعار سے متصف تھے، مذہب آپ کا حنبلی تھا

اخیر عمر میں آپ امراض کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے، شروع جمادی **وفات** الاخریٰ ۶۱۸ ھ ہجری محلہ عقبیہ دمشق میں اپنے وفات پائی، مدینہ

مجاہد میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی، اور جبل کاسیون میں آپ مدفون ہوئے، آپ نے اپنے برادران میں سب سے اخیر وفات پائی،

(۸) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے صرف اپنے والد بزرگوار ہی سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سننی، آپ صاحب اذواق و مواجید اور صاحب سرور و دلولہ تھے، رات کا وقت اکثر طور پر توبہ و استغفار اور گریہ وزاری میں گزارا کرتے تھے، غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف

تھے، بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے نناؤ بقا حاصل ہو ڈا،
 آپ واسطاطے گئے، اور ۵۹۲ ہجری میں وہیں پر آپ نے وفات
 پائی،

(۹) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپنے اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا، اور سعید بن النبیاء و ابو الوقت وغیرہ
 شیوخ سے حدیث سنی، بہت سے لوگ آپ سے استفید و مستفیض ہوئے،
 پچیس ذی قعدتہ ہجری کو بغداد میں آپ کا انتقال ہوا، اور وہیں بقرہ
 طیبہ میں آپ مدفون ہوئے،

(۱۰) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

تپنے بھی اپنے والد ماجد اور سعید بن النبیاء سے حدیث سنی، آپ ظاہری و باطنی
 علوم کے جامع اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، بکثرت لوگوں نے آپ سے فیوض
 و برکات حاصل کئے،

آپ کی ولادت ۵۷۵ ہجری کو ہوئی، اور ۵۸۹ ہجری کو بغداد کے
 اندر آپ نے انتقال فرمایا،

شایر خفاء

جن علماء نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شریعت و طریقت کا ترقہ
 پہنا، اور خلافت و اجازت حاصل کی، ان کی تعداد تو بہت ہے، مگر یہاں صرف شایر
 کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں،

(۱) امام ابو عمر و عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلاست قرنیؒ (۲) فخر الفقہاء
 تاجی ابو علیؒ (۳) حضرت ابو الفتح نصر بن فیان بن مطر متنیؒ (۴) حضرت
 شیخ امام ابو محمد محمود بن عثمان جو تہ فردشؒ (۵) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ

بن خشاب (۶) حافظ ابو الخیر عبد المعبث بن زہر بن زرارہ بن علوی حریمی
 (۷) امام ابو عمر عثمان بن اسمعیل بن ابراہیم سعدی مقببہ شافعی زمان
 ۸ حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن ثابت المعروف ابن الکیرانی
 ۹ حضرت شیخ ابو محمد رسلان بن عبد اللہ بن شعبان (۱۰) شیخ العارفین
 ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی طار (۱۱) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن
 ابی المعالی آدانی (۱۲) حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن سنان (۱۳) حضرت
 شیخ ابو علی حسن بن عبد اللہ بن رافع انصاری (۱۴) حضرت شیخ محمد
 ابو طلحہ بن مظفر (۱۵) حضرت شیخ ابو الخلیل احمد بن سعد بن دہب
 بن علی بغدادی (۱۶) تاج العلماء حضرت شیخ ابو البقار محمد ازہری (۱۷)
 حضرت علامہ ابو الحسن علی بن احمد بن دہب ازہری القضاة حضرت
 ابو الحسن علی (۱۹) قاضی القضاة علامہ ابو القاسم عبد الملک بن عیسیٰ بن
 اوریس ماروینی شافعی (۲۰) حضرت قاضی ابو طالب عبد الرحمن مفتی عراق
 (۲۱) شیخ امام ابو اسحق ابراہیم بن مرہیل بن نصر بخزومی (۲۲) حضرت شیخ
 ابو عبد اللہ محمد بن رسلان بن عبد اللہ نقیہ شافعی (۲۳) علامہ ابو بکر
 عبد اللہ بن نصر بن حمزہ تمیمی بکری صدیقی بغدادی مفتی عراق (۲۴)
 حضرت شیخ ابو محمد عبد الجبار بن ابی الفضل بن فرج بن حمزہ ازہری نقضی
 حصری (۲۵) حضرت علامہ فقیہ ابو الحسن علی بن ابی طاہر بن ابراہیم (۲۶)
 امام ابو عبد اللہ عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی (۲۷) امام ابو عمر محمد بن احمد
 بن محمد قدامہ مقدسی (۲۸) امام ابو اسحق ابراہیم بن عبد الواحد مقدسی (۲۹)
 شیخ امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی (۳۰)

اپنے حضور غوثیت تابتے علم حاصل کیا اور خیر پہنچا، حضور کی وفات کے بعد اپنے حضور کی پاک زندگی کے
 تقدیرات ایک کتابی صورت میں قلمبند کئے، جس کا نام "انوار الناظرین معروفة اخبار الشیخ عبد القادر رکا
 آپ عراق کے مفتی تھے، حضرت شیخ عبد القادر حبیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں سب سے قبل جو
 کتاب میدان تفسیر میں نکلی، وہ یہی انوار الناظرین ۱۷ مندرج

قاضی القضاة حضرت شیخ ابو الفتح محمد بن قاضی ابو العیاس احمد (۳۱)
 حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل جبائی (۳۲) فخر القواد
 والفقہا حضرت شیخ ابو القاسم خلف بن عیاش بن عبدالعزیز مصری (۳۳)
 رأس المتکلمین حضرت شیخ امام نجم الدین ابو الفرج عبد المنعم بن علی بن
 نصیر بن میقل حرانی (۳۴) استاد الفقہا حضرت شیخ ابو الحسن علی بن
 ابراہیم بن حدادینی (۳۵) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ اسدی (۳۶)
 حضرت شیخ ابو حفص عمر بن احمد بنی (۳۷) حضرت شیخ ابو محمد مدافع بن
 احمد (۳۸) حضرت شیخ ابو اسحق ابراہیم بن بشارہ بن یعقوب عدنی
 (۳۹) حضرت شیخ ابو القاسم عمر بن سعود بن ابی العزیز بغدادی (۴۰)
 حضرت شیخ صالح ابو عبداللہ شاہ میر بن محمد بن نعمان حبیلانی (۴۱)
 حضرت شیخ ابو عبداللہ بطائی بعلبکی (۴۲) حضرت شیخ علامہ امام ابو محمد ابراہیم
 بن محمود بعلبکی (۴۳) حضرت شیخ امام ابو الحرم کتی بن امام ابو عمر عثمان
 بن اسمعیل بن ابراہیم سعدی (۴۴) حضرت شیخ ابو البقا صلح بہاؤ الدین
 نورالاسلام (۴۵) حضرت شیخ امام ابو البقا عبداللہ بن حسین بن عبداللہ
 عکبری بصری تابی (۴۶) حضرت شیخ ابو محمد عبدالرحمن ابن امام ابو حفص
 عمر بن غزال واعظ (۴۷) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام ابو محمد
 محمود جوہ فرزندش (۴۸) حضرت شیخ ابو العیاس احمد بن شیخ ابو بکر احمد (۴۹)
 حضرت شیخ ابو بکر عتیق بن ابی الفضل (۵۰) امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن

انہوں نے حضور غوثیت ناب علیہ الرحمۃ سے حج کے موقع پر خرقہ لیا تھا ۱۲ منہ ۷ لہ آپ فقہا
 غویوں، فریبیوں، لغویوں، اصولیوں کے سردار مختلف علوم کے امام اور متعدد تصانیف کے مصنف تھے جب
 آپ حضور غوثیت ناب کی مجلس میں پہلی دفعہ گئے تو آپ نے دل میں کہا کہ میں اس علمی کے کلام کو کیا سونگا
 ابھی آپ کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضور غوثیت ناب نے اپنا کلام قطع کر کے فرمایا کہ سنے
 دل اور آنکھ کے اندر تو اس علمی کے کلام کو کیا سنے گا، بس اس کے سننے ہی آپ نہ
 رہ سکے، اور صبر کے پاس جا کر حضور کے قدموں پر گر پڑے، حضور نے کچھ دیر توجہ دی پھر
 آپکے خلعت خرقہ سے سر فراز فرمایا، ۱۲ منہ ۷

ابی نصر محمود بن المبارک جہانزی معروف تلح الحافظ (۵۱) حضرت شیخ
 حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی المنکرم فضل بن بختیار بن ابی نصر یعقوبی
 (۵۲) حضرت علامہ ابو عبد الملک ذیال بن ابی المعالی بن راشد بن بنان
 عراقی (۵۳) حضرت شیخ امام ابو احمد (۵۴) حضرت شیخ امام ابو الفرج
 عبد الرحمن بن شیخ ابو العلی نجم بن شرف الاسلام ابو البرکات عبد الوہاب
 (۵۵) حضرت شیخ ابو المجد مینسی بن امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن
 احمد بن محمد قدامہ مقدسی (۵۶) حضرت شیخ ابو موسیٰ عبد اللہ بن حافظ
 ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی (۵۷) حافظ ابو عبد اللہ محمد بن
 عبد الواحد بن عبد الرحمن مقدسی (۵۸) حضرت شیخ ابو الفتوح یحییٰ
 بن شیخ ابو السعادت سعد اللہ بن حسین (۵۹) حضرت شیخ ابو الفتوح
 نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی (۶۰) حضرت شیخ ابو محمد یوسف
 بن المنظر بن شجاع عاقوی از جی صہارہ (۶۱) حضرت شیخ ابو العباس
 احمد بن اسمعیل بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن حسین بن از جی
 (۶۲) حضرت شیخ فقیہ ابو الفضل الحق بن احمد (۶۳) حضرت شیخ امام
 ابو القاسم ہیثمہ اللہ بن احمد (۶۴) حضرت شیخ عبد اللہ محمد بن سکویہ
 صریضینی (۶۵) حضرت شیخ علامہ الحق بن احمد بن سعداری علی
 ضیلی (۶۶) حضرت شیخ ابو طاہر بن شیخ ابو الباقی احمد بن علی بن
 خلیل بن ابراہیم بن خلیل جو سنی مرمری (۶۷) حضرت شیخ ابو بکر محمد بن
 عمر بن ابی بکر بن عبد اللہ از جی (۶۸) حضرت شیخ ابو محمد عبد القادر بن
 عثمان بن ابی البرکات (۶۹) حضرت شیخ ابو محمد عبد العزیز بن دلف بن
 ابی طالب بغدادی (۷۰) حضرت شیخ ابو محمد عبد العظیم بن شیخ ابو محمد
 عبد الکرم بن محمد مصری (۷۱) حضرت شیخ امام حافظ ابو منصور عبد اللہ بن
 محمد بن ولید بغدادی (۷۲) حضرت شیخ ابو الفرج عبد الحسن (۷۳)
 حضرت شیخ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود بن جوہر بلخی (۷۴) حضرت
 شیخ فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن ابی الرجال

یونینی بعلبکی (۱۵۷۷) حضرت شیخ صوفی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الصمد بن
ابی عبد اللہ بن حائل بن خلیل بن راشد نصاریٰ،

بعض اکابر مشائخ کا تذکرہ

اور

آپ کی عظمت و بزرگی کا زبردست ثبوت

اب آخر میں میں ضروری سمجھتا ہوں، کہ ان اکابر مشائخ میں سے صرف چند
ایک کے مناقب و حالات ذرا تفصیل کے ساتھ قلمبند کروں، جنہوں نے آپ
کے ظہور کے متعلق بشارات دی تھیں، یا جن سے آپ نے علم طریقت حاصل کیا
تھا، یا جنہوں نے آپ کی حیات میں آپ کے کمالات اور آپ کی بزرگی و عظمت
کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی مدح سرائی کی تھی، تاکہ کم از کم اتنا تو معلوم ہو جائے
کہ آپ کا مرتبہ اور پایہ کس قدر بلند ہے۔

من سب اکابر مشائخ کے اسمائے گرامی سیرت میں جا بجا ذکر چکے ہیں، اب
ان کے قدرے تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار بطائنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ گرووں کے ایک قبیلہ ہوار میں سے تھے، آپ عراق کے پہلے شیخ ہیں
جنہوں نے عراق میں شیخیت کی بنیاد قائم و مضبوط کی،
آپ نہایت خلیق، متواضع، بیع شمرع اور صاحب کرامات تھے، حقائق و
معارف اور علوم موار د میں آپ کا قدم راسخ تھا،

آپ کے ابتدائی حالات | کہتے ہیں، کہ ابتدا میں آپ لوٹ مار کیا
کرتے تھے، آپ کے ساتھ اور بھی

ان سب مشائخ کے حالات بیچ ۱۳۰۰ ہجری کے آخری حصہ میں مذکور ہیں ۱۲ منہ ۲۱

بہت سے لوگ اس کام میں شریک تھے، ایک رات اپنے ایک عورت کو اپنے شوہر سے کہتے ہوئے سنا، کہ تم میں اتز جاؤ، ایسا نہ ہو، کہ آگے جا کر ابن ہوار اور اس کے ساتھی ہمیں پکڑیں، اس آواز کا آپ کے کان میں پڑنا ہی تھا، کہ بے اختیار ٹپ ٹپ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے، اور اپنے زار زار رونا شروع کر دیا اور فرمانے لگے، کہ افسوس! لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں، اور میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا،

غرض یہ آواز آپ کے لئے اکیر ہو گئی، آپ معاف مانگے ہو گئے، اور آپ کے رفقاء نے بھی توبہ کی،

پھر آپ کسی ایسے عارف اعظم کسی ایسے صالح ابر اور کسی ایسے شیخ طریقت کی جستجو میں نکلے، جو نفس کی سرکشی کو مٹا کر اس کی خواہشات کو معدوم کر کے اس کی اصلاح کرے، جو مسحابین کو روحانی بیماریوں کا علاج کرے، اور جو شیطان سے ہٹا کر حرمین تک پہنچا دے،

مگر عراق میں اس وقت کوئی ایسا شیخ طریقت مشہور و معروف نہ تھا، جو آپ کے عقیدہ کو عمل اور آپ کے مقصد کو پورا کرتا،

الغرض آپ اسی جستجو اور تلاش میں تھے، کہ اچانک ایک **خرقہ ولایت** رات خواب میں کیا دیکھتے ہیں، کہ حضور سرور کائنات

علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں، آپ نے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے خرقہ پہنائیے، حضور نے آپ سے فرمایا، کہ ابن ہوار! میں تمہارا بی بی ہوں، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تمہارے شیخ ہیں، تم اپنے ہمنام سے خرقہ پہن لو،

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک چادر اور ٹوپی پہنائی، اور آپ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا، کہ خدا سے تعالیٰ تمہیں برکت دے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا، کہ ابو بکر! تم عراق میں اپنی طریقت کی سنت زندہ کرو گے

رجوع خلق | جب آپ بیدار ہوئے تو بعینہ اپنے وہی چادر اپنے منہ پر اور وہی ٹوپی اپنے سر پر پائی، بس پھر کیا تھا، تمام عراق میں چرچا ہو گیا، کہ ابن ہواز مولانا کا قرب حاصل کر چکے ہیں، چاروں طرف سے خلقت آپ پر ٹوٹ پڑی، ہزار ہا شاہنشاہ اور اہل سلوک آپ کی صحبت میں رہ کر مستفید ہونے لگے،

آپ کا کلام | حقائق و معارف کے متعلق آپ کا کلام مشہور و معروف ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا ہے، کہ حکمت عارفوں کے قلوب میں لسان تصدیق سے زائدوں کے قلوب میں لسان تعظیم سے، نیک لوگوں کے قلوب میں لسان توفیق سے، مریدوں کے قلوب میں لسان ذکر سے اور محبتوں کے قلوب میں لسان شوق سے ناطق ہوا کرتی ہے،

نیز آپ نے فرمایا، کہ خدائے تعالیٰ سے نو لگانا غیر سے جدائی اور غیر سے نو لگانا خدائے تعالیٰ سے جدائی کرنا ہے، جبکہ خدائے تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں واحد ہے، تو طالب کو چاہیے، کہ یہ بھی سب سے تنہا ہو کر واحد ہو جائے، شتاق کی یہ شان ہے، کہ سب کو چھوڑ کر محبوب کو اختیار کرے، تاکہ اس پر حقائق و معارف کے در کھل جائیں، اور لسان ازل غیب سے اپنی طرف بلائے،

آپ کی کرامات | آپ کی کرامات مشہور اور زبان زد خلائق ہیں، چنانچہ کہتے ہیں، کہ آپ کے آپ کے مزار پر گوشت کا نہ گلنا

سے بالکل نہیں گلنا، بھجیہ الاسرار میں لکھا ہے، کہ یہ آپ کی دعا کا اثر ہے،
شیر سے ہم کلامی | حضرت شیخ ابو محمد ثنبلکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک زمانہ میں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، آپ تن تنہا جنگل میں تشریف رکھا کرتے تھے، اور شیر آپ کے قدموں پر نواتے تھے،

ایک دفعہ میں نے آپ کے سامنے ایک بہت بڑا شیر مشا کہا، ایر ما معلوم ہوتا تھا، کہ گویا یہ آپ سے کچھ کہ رہا ہے، اور آپ اسے جواب دے رہے ہیں،

جب شیر اٹھ کر چلا گیا، تو میں نے آپ سے دریافت کیا، کہ وہ کیا کہہ رہا تھا، آپ نے فرمایا، کہ اُس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ تین روز سے مجھے غذا نہیں ملی، اس نے میں بھوکا ہوں، آج صبح کو میں نے خدا سے تعاضل سے فریاد کی، تو مجھے بتلایا گیا، کہ تیری عداوت یہ کامیہ میں ہے، جسے تو مشقت کے بعد حاصل کرے گا، اس نے میں میں تکلیف سے خائف ہوں، تو اس وقت میں نے اُسے جواب دیا، کہ تیری دہری جانب تجھے زخم پہنچا، جو ایک ہفتہ کے بعد اچھا ہو جائیگا،

شیخ شنگی فرماتے ہیں، کہ میں یہ سنتے ہی کامیہ گیا، جب وہاں پہنچا، تو کیا دیکھا ہوں، کہ شیر وہاں موجود ہے، اُس کے دائیں بازو میں زخم ہے اور وہ بکری کو کھینچے ہوئے ہے جا رہا ہے، پھر ایک ہفتہ بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے دیکھا کہ شیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، اور اُس کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا،

کنوئیں کا پانی نیز شہور ہے، کہ ایک دفعہ آپ نے ایک کھاری کنوئیں میں وضو کیا، تو آپ کے وضو کرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا، اور اُس میں بکثرت پانی آنے لگا،

اجیائے موتی حضرت شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ آپ کے پاس جنگل میں سے ایک عورت آئی اور کہنے لگی، کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا، وہ آج دجلہ میں غرق ہو گیا ہے، میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں، کہ آپ کو خدا نے تعاضل سے اتنی طاقت دی ہے، کہ میرے بیٹے کو میرے پاس ٹوٹا دیں، اگر آپ ایسا نہ کریں گے، تو میں قیامت کے دن خدا اور اس کے رسول سے شکایت کروں گی،

اس عورت کا کلام سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا، کہ چل! بچھو تبتلا، کس جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا ہے، وہ آپ کو لے کر دجلہ کے کنارے پر آئی، جب آپ قریب پہنچے، دیکھا، کہ اس کا بیٹا پانی پر مردہ تیر رہا ہے، آپ تیرتے ہوئے اُس کی لاش تک گئے، اور اُسے اپنے کندھے پر اٹھالائے، اور اُس کی ماں کو دیکر فرمایا، کہ لو اسے جاؤ، میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے، یہ عورت اپنے لڑکے

کو لیکر چلی آئی، اور وہ اس کے ساتھ اس طرح چلا آیا، کہ گویا اس پر کوئی واقعہ گزرا ہی
 نہ تھا،
آپ کی وفات | بطاح میں آپ سکونت پذیر تھے، اور وہیں پر آپ نے
 وفات پائی،

کہتے ہیں، کہ جب آپ کا انتقال ہوا، تو اطراف جنگل سے رونے اور چلانے کی آواز
 آتی تھی، مگر رونے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا، کہا جاتا ہے، کہ یہ جنات کی آواز تھی
حضور غوثیت مآب کے | حضرت شیخ ابو محمد شنبلی رحمۃ اللہ علیہ
متعلق آپ کی بشارت | فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ
 ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ سے
 سنا، وہ فرماتے تھے، کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں،

(۱) معروف کرخی (۲) احمد بن حنبل (۳) بشرحانی (۴) منصور بن عمار (۵) جنید

(۶) تری (۷) اہل بن عبد اللہ تری (۸) عبد القادر جیلانی

، تم نے عرض کیا، کہ حضور عبد القادر کو حق بزرگ ہیں، فرمایا، کہ ایک عجمی شریف
 ہوگا، جو بغداد میں رہے گا، اور اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا

(۲) حضرت شیخ ابو محمد شنبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین اور ائمہ محققین میں اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے، مگر وہ
 کے ایک قبیلہ شنا بلکہ میں سے تھے، حد او یہ نام ایک گاؤں میں سکونت پذیر تھے
مسند خلافت | آپ اپنے پیر طریقت حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ
 علیہ کے ہمد مسند سلوک و ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے
 آپ اعلیٰ درجہ کے وافر عقل، کمال ایمان، قمع شرع، بلند ہمت، عالی مرتبہ اور کرامات
 خارقہ افعال ظاہرہ، اشارات نورانیہ، ائمہ ارقدسیہ، انھاس ملکوتیہ کے صاحب
 تھے،

ابتدائی حالات | ابتدا میں آپ بھی لوٹ مار کیا کرتے تھے، ایک
 روز اپنے اپنے رفقاء کی معیت میں حضرت شیخ

ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے قریب کے قریب ایک قافلہ کو ٹوٹا، اور مال تقسیم کر کے روانہ ہوئے، جب آپ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار کے حجرے کے قریب پہنچے، تو اچانک شیخ کی توجہ سے آپ پر خشیت الہی طاری ہو گئی، بے اختیار آپ کی آنکھوں سے سیل اشک جاری ہو گئے، اور آپ اپنے رفقاء کو مخاطب ہو کر کہنے لگے، کہ تم لوگوں کو اختیار ہے، جہاں چاہو چلے جاؤ، مجھے اب اپنے دل پر قابو نہیں، میرے دل پر تو شیخ ابو بکر بن ہوار نے قبضہ کر لیا ہے،

آپ کے سب رفقاء نے یکر زبان ہو کر کہا، کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں اور جو کچھ مان ان کے پاس تھا، وہ سب زمین پر ڈال دیا، پھر سب نے حضرت ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سچی توبہ کی،

وصول الی اللہ پھر آپ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین روز رہے، پہلے روز اپنے دنیا کو ترک کیا، دوسرے روز آپ نے آخرت کی طرف رجوع کیا، تیسرے روز اپنے ماسوائے روگردان ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کو طلب کیا، سوائے ہی پایا، یہ سب کچھ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار کی توجہ تھی، کہ آپ نے تین ہی روز میں منازل سلوک طے کر لئے۔

آنانکہ مس قیب نہ از نظر کیما کنند
آیا بود کہ گوشہ چشے با کنند

قبولیت عامہ منازل سلوک طے کرنے کے بعد آنا فانا اطراف دجوانب میں آپ کی شہرت ہو گئی، جو ق درجوق لوگ آپ کے پاس آئے شروع ہو گئے، مثل غنے نے آپ کی صحبت میں رہ کر فیض اٹھانا شروع کر دیا۔

کرامت کرامات کرامات و خرق عادات اور آثار قرب الہی بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے، آپ کی دعا سے بہرہ و من، مجنون اور نابینا تندرست ہو جاتے تھے،

اچھا دوا دانت طیب | ایک روز کا واقعہ ہے، کہ آپ جنگل میں پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، کہ اچانک قریباً سو

سے زائید پرندے آپ کے ارد گرد آئیے، اور مختلف آوازوں میں چہانے لگے، آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا، کہ اے پروردگار! یہ میرے قلب میں تشویش پیدا کرتے ہیں، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ تمام پرندے مر گئے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا، کہ اے پروردگار! مجھے خوب معلوم ہے، کہ میں نے ان کے مر جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا، ابھی آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے، کہ سب پرندے زندہ ہو گئے اور اڑ کر چلے گئے،

شراب کا پانی ہو جانا | اسی طرح ایک مرتبہ آپ کا ایک ایسی شخص پر گزرا ہوا جسمیں شراب کے دور چل رہے تھے، اور

سرودوراک کے آلات اس میں بہت تھے، آپ نے ان لوگوں کا حال دیکھ کر بارہتعالے کی درگاہ میں عرض کی، اے سولایا تو ان کا حال درست کر دے، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ انکی شراب صاف و شیریں پانی ہوگئی یہ دیکھتے ہی اہل مجلس پر خشیت الہی طاری ہوگئی سب نے بے اختیار ہو کر جینا پلانا شروع کر دیا، ہر ایک نے اپنے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے، اور آلات سرودوراک توڑ ڈالے، کچھ دیر بعد جب سکون ہوا، تو سب نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

ادرا دغیبی | ایک دفعہ آپ کی خدمت میں آپ کا ایک حلقہ بگوش آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضور! مجھے ضروریات نے تنگ کر رکھا ہے، آپ کسی آدمی کو بادشاہ کے پاس بھیجئے، تاکہ ضروریات کو پورا کرنے کیلئے وہ مجھے تھوڑا سا مال دیدے، آپ خاموش رہے۔

اگلے دن وہ مرید آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضور! کیا جناب نے کسی کو سلطان کے پاس بھیجا تھا، کیونکہ ضرورت سے زیادہ بھکو کوئی ماں دے گیا ہے، تو آپ نے فرمایا ہاں! میں نے بڑے سلطان (حق تعالیٰ) کی خدمت میں عرض کیا تھا، تو وہاں سے مجھے یہ جواب ملا تھا، کہ جب تک وہ زندہ رہیگا، ہم مخلوق میں سے کسی کا اس کو محتاج نہ کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم | ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت
 میں آکر عرض کیا، کہ آپ بارگاہِ خداوندی
 کی زیارت کی بشارت سے میرا حال دریافت کریں، آپ

خوڑی دیے، ہرگز اقبہ رہے، پھر فرمانے لگے، اگر مجھ سے تمہاری نسبت کہا گیا ہے،
 بِعَمِّ الْعَبْدِ إِنَّهُ آدَابُ یہ ہمارا کیا ہی اچھا بندہ ہے، جو ہر حال میں
 ہماری طرف رجوع کرتا ہے،

پھر فرمایا، کہ آج رات تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھو گے،
 آپ بھی تمہیں اس بات کی بشارت دینگے، چنانچہ یہ شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور آپ نے ان سے فرمایا کہ شیخ بتاتے تم سے سچ
 کہا ہے، بیشک تمہاری نسبت یہی کہا گیا تھا،

وفات | آپ کی وفات کبرنی میں بطاح سے قریب صراویہ نام گاؤں میں
 ہوئی تھی، آج تک آپ کا مزار وہاں موجود ہے، جس کی زیارت کی
 جاتی ہے،

بشارت | آپ نے بھی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
 کے ظہور کی بشارت دی تھی،

(۳) حضرت شیخ عزازین مستودعی بطاحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر مشائخ عراق میں سے تھے اعلیٰ درجہ کے متبع سنت اور صاحب مجاہد
 و مراقبہ تھے، بڑے بڑے شلح، صلحا، بدلا، نجباء، عباد اور زہاد سے اپنے علم طریقت
 حاصل کیا تھا، علماء و مشائخ زمانہ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے

آپ کے ارشادات | معارف و حقائق اور حکم و دقائق کے تعلق
 آپ کا کلام عالی ہوتا تھا،

چنانچہ قلب کی نسبت آپ فرماتے ہیں، کہ قلب سلیم وہ ہے، جو نیچے کی جانب
 سے وفا کی طرف، اوپر کی جانب سے رضا کی طرف، دائیں جانب سے عطا کی طرف،
 بائیں جانب سے مقاصد حقیقت کی طرف، سامنے سے لقا کی طرف، اور پیچھے

سے بقا کی طرف اشارہ کرے ،

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ ارواح شوق و اشتیاق سے لطیف ہو جاتی ہیں ، اور حقیقت سے ٹکرا کر ہمیشہ مشاہدہ کے دامنوں سے متعلق رہتی ہیں ، پھر انہیں معلوم ہو جاتا ہے ، کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ، تصوف کے متعلق آپ فرماتے ہیں ، کہ تصوف یہ ہے ، کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بلا فکر جلوس ہو ،

آپ فرماتے ہیں ، کہ تجرید ایک بجلی ہے ، جو بقایا کو جلا دیتی ، رسوم کو مٹا دیتی اور موجودات کے مشاہدہ سے بچا دیتی ہے ،

وجد ایک نور ہے ، جو اشتیاق کی آگ کے ساتھ ملکر روشن ہوتا ہے ، اور بقایا کو جلا دیتا ہے ، جسمانی صورتوں پر اس کے آثار چمکتے ہیں ،

محبت ایک پیالہ ہے ، جس کی سوزش اور بھڑک سینوں میں ہے ، جب یہ محبت قلوب میں قرار پکڑتی ہے ، تو وہ فنا ہو جاتے ہیں ، جب نفوس میں جگہ بنتی ہے ، تو وہ لاشے ہو جاتے ہیں ، جب ارواح سے ملتی ہے ، تو وہ اڑ جاتی ہیں ، جب عقلوں سے ملتی ہے ، تو وہ بے ہوش ہو جاتی ہیں ، جب فکروں سے ملتی ہے ، تو وہ تیرن ہو جاتی ہیں ،

آپ کی کرامات

چنانچہ ایک دفعہ آپ نخلستان میں جا رہے تھے ، شاخ کا جھک جانا ، کہ اچانک آپ کو کھجور کھانے کی خواہش ہوئی ،

معا خواہش پیدا ہوتے ہی کھجور کے ایک درخت کی شاخ جھک کر آپ کے قریب ہو گئی ، آپ نے اس سے کھجور توڑ کر کھالی ، پھر وہ شاخ اونچی ہو گئی ،

ایک دفعہ آپ کا ایک ایسے شیر پر گزر ہوا ، جس نے ایک نوجوان شیر کا مر جانا ، کو شکار کرتے ہوئے اس کی پنڈلی کی بڑی توڑ ڈالی تھی ،

پنڈلی ٹوٹتے وقت یہ نوجوان اس زور سے چیخا ، کہ شیر دہشت کھا کر بھاگا ، آواز سنکر اوپر سے آپ جا پہنچے ، آپ نے اپنے سامنے ایک کنگر پڑا دیکھا ، اسی کو اٹھا کر شیر کی طرف پھینکا ، معا شیر مر گیا ، پھر آپ نے اس نوجوان کی پنڈلی کی بڑی پر اپنا دست

مبارک پھیرا، تو فوراً وہ ہڈی جڑ گئی، اور یہ نوجوان تندرست ہو کر دوڑتا ہوا اپنے گھر چلا گیا،

غیب سے طعام کا آنا

آپ کے خادم شیخ ابو المعز انھیں من برکات واسطی کا بیان ہے، کہ میں نے اپنے شیخ عزازہ سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ ابتدا میں مجھ پر ایک ایسا حال وارد ہوا، جس سے میں اتوار چالیس دن تک حالت استغراق میں رہا، اس عرصہ میں میں نے نہ ہی کچھ کھایا اور نہ پیا پھر میں ہوش میں آیا، اس کے بعد سترہ دن اور گزرنے پر میں اپنی عادت کی طرف لوٹا اس وقت میں دجلہ کے کنارہ پر تھا، کہ مجھے موجوں کے دریاں کچھ کھانے والی صورتیں نظر آئیں، جب یہ صورتیں مجھ سے قریب ہوئیں تو میں نے دیکھا، کہ یہ تین پمھلیاں تھیں، ایک مہلی کی پشت پر دو روٹیاں تھیں، اور دوسری مہلی کی پشت پر ایک برتن میں نمٹی ہوئی مہلی تھی، اور تیسری مہلی کی پشت پر سرخ برتن میں پانی بھرا ہوا تھا، یہ تینوں مہلیاں اگر انسان کی طرح اپنی اپنی پشت پر کی چیزیں سامنے آکر کر واپس چلی گئیں، میں نے کھانا کھایا، اور پانی پیا، یہ کھانا لذت میں اور یہ پانی طلاوت میں دنیا کی اشیاء کے بالکل مشابہ نہ تھا، جب میں کھاپی کر خوب سیر ہو گیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ کھانا اتنے کا اتنا ہی موجود ہے، اس میں کچھ بھی کم نہیں ہوا، پھر میں اسے ویسا ہی چھوڑ کر واپس چلا آیا،

آپ کی وفات

آپ کی وفات بطاح میں ہوئی، آج تک آپ کا مزار وہاں پر موجود ہے، جو زیارت گاہ خلائق ہے، آپ کے سن تو نہ یاسن وفات کی تاریخ معلوم نہیں،

حضور غوثیت مآب کی آمد کی خبر

آپ نے ۳۸۹ ہجری میں سرزمین بغداد میں ایک عجمی جوان داخل ہوگا، جس کا نام عبد القادر ہوگا، وہ اپنے وقت کے مشائخ سے بزرگی، عظمت اور کرامات میں سبقت لے جائیگا۔

۱۴۷ حضرت شیخ منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانہ کے محققین، عارفین اور مقربین میں اعلیٰ پایہ اور مرتبہ رکھتے تھے،
آپ صاحب کرامات، منج سنت، عجیب الدعوات اور صاحب حال تھے۔ مراتب قرب
و خلوت نشینی میں آپ کا درجہ بلند تھا،
آپ بطائخ میں سکونت پذیر تھے،

آثار و ولایت آپ پشت پدر سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو آیام حمل میں
آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شیخ ابو محمد ثنی کی رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں آیا کرتی تھیں، جب آپ آئیں، تو شیخ موصوف تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے
ہوتے،

آپ سے اسکا سبب دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ میں اس بچہ کی
تعظیم کے لئے اٹھتا ہوں، جو اس کے سکم میں ہے، کیونکہ وہ
خدا کے مقربین سے ہے،

آپ کا کلام آپ کا کلام اور آپ کے ارشادات بھی مشہور ہیں،
چنانچہ محبت کی نسبت آپ سے کسی نے دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ
اہل محبت ہمیشہ سکر میں رہتے ہیں، اور اس کی شراب پی کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں، سکر
سے نکلنے میں تو حیرت میں، اور حیرت سے نکلنے میں، تو سکر میں آگھرتے ہیں، پھر اپنے
مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ۵

(أَلْحَبُّ سُّكْرٌ حَمَادٌ أَلْتَلْفُ يَمْسُنُ يَنْبُو الذُّبُولُ وَالذُّنْفُ

محبت وہ نشہ ہے، کہ جب کاخار تلف ہو جاتا ہے، اور جس میں کہ لاغز اور ہمیشہ بیا رہنا
خوش لگتا ہے،

وَأَلْحَبُّ كَالنُّوْتِ يُعْنِي كُلَّ ذِي شَعْفِ وَمَنْ يَطْعَمُهُ أَوْ دِي بِهِ أَلْتَلْفُ

محبت موت کی طرح ہے، جو کہ ہر عاشق کو فنا کر دیتی ہے، جو شخص اس کا مزہ چکھتا ہے
وہی مر جاتا ہے،

پھر اپنے ایک بستر تو تازہ درخت کے پاس کھڑے ہو کر سانس لیا، وہ خشک
ہو گیا، اور اس کے پتے جھڑ پڑے، اس کے بعد آپ نے فرمایا، کہ محبت تو وہ ہولناک

۵۔ آپ کی والدہ اور شیخ موصوف کے درمیان قریب لاکوئی جذبی رشتہ تھا ۱۲ منہ ۷

آواز۔ کہ اگر دختوں پر گرسے تو درخت مٹ جائیں، اگر سمندروں پر پڑے تو سمندر مضطرب و مقرر ہو جائیں، اگر پہاڑوں پر پڑے تو پہاڑ ذرہ ذرہ ہو جائیں، اور اگر قلوب پر پڑے تو موجودات کا کچھہ اثر باقی نہ رہے،

آپ کی کرامات | آپ کی کرامات بھی بہت ہیں،

چنانچہ ایک دفعہ عجم کے لشکر نے آپ کی زندگی میں بغداد پر چڑھائی کی، جب دونوں لشکر مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آئے تو آپ اپنے حلقہ گوشان کی معیت میں ایک نیلے پر چڑھ گئے،

پھر اپنے اپنے دائیں ہاتھ کو بڑھایا، اور فرمایا، کہ یہ عراق کا لشکر ہے، پھر بائیں ہاتھ کو پھیلا یا، اور کہا کہ یہ عجم کا لشکر ہے، پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی، آپ کا تالی بجانا تھا، کہ مینخت دونوں لشکر بھڑ گئے، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو روک کر اسکی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا، آپ کا اس طرح کرنا تھا، کہ عراق کے لشکر پر عجم کا لشکر غالب آگیا، اور عراقی بھاگ نکلے، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو روک کر اسکی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا، آپ کے ایسا کرتے ہی عراقی بھی لشکر پر غالب آ گئے۔ اور عجیبی طرح سے پسپا ہو کر بھاگ نکلے،

آپ کی وفات | آپ کی وفات بطرح کے قریب نبرد قتلاد نام ایک گاؤں میں ہوئی،

جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کی زوجہ نے کہا، کہ اپنے فرزند کے لئے وصیت کیجئے، آپ نے کہا، نہیں میں اپنے بھانجے کے لئے وصیت کرتا ہوں، یہ سنکر آپ کی زوجہ نے اصرار کیا، آپ نے اپنے بھانجے اور بیٹے دونوں کو بلا کر کہا، کہ تم میرے پاس ایک ایک پتھر لے آؤ، یہ سنکر آپ کے صاحبزادہ تو بہت سے پتھے توڑ لائے، مگر آپ کے بھانجے ایک بھی پتھر نہ لائے، آپ نے ان سے دریافت کیا، کہ تم کیوں پتھر نہ لائے، انہوں نے کہا، کہ میں نے پتھوں کو تسلیج کرتے پایا، اس لئے میں نے نہیں چاہا، کہ میں ان میں سے کسی کو بھی توڑ کر لاؤں پھر اپنے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا، کہ میں نے کئی دفعہ اپنے بیٹے کے لئے درخواست کی، مگر مجھ سے یہی کہا گیا، کہ نہیں بلکہ تم اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرو،

حضرت غوث اعظمؒ کی
بزرگی و عظمت کی بشارت

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ نے عالم
شباب میں ابھی قدم رکھا ہی تھا کہ ایک جماعت
نے حضور کے متعلق شیخ منصور سے دریافت

کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ عنقریب ایک زمانہ آئیگا ہے، کہ جس میں لوگ ان کے مخلص ہونگے
عارفین میں انکا مرتبہ بلند ہوگا، یہ ایسے حال میں فوت ہوں گے، کہ اُس وقت
زمین والوں میں سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے نزدیک ان سے زیادہ اور
کوئی بھی محبوب نہ ہوگا، پس تم میں سے جو شخص وہ وقت پائے، تو انکی عزت کرے ان

کے حکم کی تعمیل کرے،
۱۵) تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ

آپ برجی الاصل اور قبائل اکراد سے تھے عراق کے ایک گاؤں تلمینیا میں سکونت پزیر

تھے، صاحب کرامات خارقہ، صاحب احوال جلیلہ اور صاحب انبیا صادقہ تھے
قرب و تمکین میں آپ کا قدم راسخ اور حکمت و تواضع میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا
شیخ علی بن ابیہتی، شیخ بقابن بطو، شیخ عبد الرحمن الطفسوخی، شیخ مطر
شیخ ماجد الکردی اور شیخ احمد البقلی وغیرہ بہت سے مشائخ آپ سے مستفید ہوئے
آپ کے چالیس ہندام، صاحب احوال تھے، مشائخ عراق آپ کی نسبت فرمایا کرتے
تھے کہ آپ کے جھنڈے کے نیچے آپ کے مریدوں میں سترہ سلاطین ہیں،

آپ کے پیر طریقت حضرت شیخ محمد اشنبکی نے آپ
سے بیعت لی، تو بیعت لیتے ہوئے آپ نے فرمایا

کہ آج میرے جال میں ایک ایسا پرندہ پھنسا ہے، جو آج تک کسی شیخ طریقت کے
جال میں نہیں پھنسا،

آپ بھی اب تار میں ٹوٹ مار کیا کرتے تھے
آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ

گیا ہے، کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے رفقاء کی بیعت میں گائے بھنسیں وغیر مویشیوں
کے ایک ریوڑ کو ٹوٹ لیا، یہ ریوڑ آپ کے پیر طریقت حضرت شیخ محمد اشنبکی کے
قریب ہی واقع تھا، ریوڑ والوں نے شیخ مذکور کی خدمت میں شکوہ کیا، اور کہا، کہ

فلاں شیخ ہمارے موشی نکال لے گیا ہے ، اور ہم میں اتنی جرأت اور ہمت نہیں ، کہ ہم خود جا کر اُس سے اپنے موشی چھین لائیں ، شیخ موصوف نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جا کر ابو الفاس سے کہو کہ محمد اشنبکی نہیں تو بہ کرنے کے لئے جلاتے ہیں ، اور کہتے ہیں کہ تم اُن کے موشی واپس کر دو ،

جب شیخ موصوف کا خادم آپ کے پاس آیا ، اور اس پر آپ کی نظر پڑی ، تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا ، جب ہوش میں آیا ، تو اُس نے اپنا سر آپ کے زانو پر پایا ، آپ نے خادم سے فرمایا ، کہ تمہیں شیخ نے کیا کہہ کر بھیجا ہے ، خادم نے کہا ، شیخ نے فرمایا ہے ، کہ تم تو بہ کر کے تمام موشی مالکان موشی کو واپس کر دو ، آپ نے فرمایا ، بیشک میں تائب ہوتا ہوں ، پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا ، کہ مجھے تیری ذات پاک کی قسم ہے ، کہ میں اب تو بہ کرتا ہوں ، پھر اپنے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے ، اور موشی مالکان موشی کو واپس کر دیے اور خادم سے فرمایا ، کہ تم جاؤ ، اور حضرت سے کہ دو ، کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں غرض آپ شیخ محمد اشنبکی کی خدمت میں حاضر ہوئے ، شیخ نے اٹھ کر آپ سے معاف کیا ، پھر بیعت لی ، اور پھر خرقة پہنا کر فرمایا ، کہ اللہ تعالیٰ تمہارے علم کو وسیع کرے گا اور تم مخلوق خدا کو حقائق و معارف اور حکم و دقائق بتایا کرو گے ، اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے ، جب آپ بغداد پہنچے ، تو سنائی غیب نے پکار کر کہدیا ، کہ اسے اللہ کے بندو! آؤ اور انکی طرف رجوع کرو ،

اس میں اختلاف ہے ، کہ آپ حنبلی المذہب تھے ، یا شافعی المذہب ، بعض کہتے ہیں ، کہ آپ حنبلی المذہب تھے ، اور بعض کہتے ہیں ، کہ آپ شافعی المذہب تھے ،

آپ کی کرامات تو بہت ہیں ، مگر شے نونہ از خروائے صرف دو تین یہاں درج کی جاتی ہیں ،

۱) شیخ صلح ابو عمر و عثمان رحمۃ اللہ علیہم کا بیان ہے ، کہ مجھ سے میرے پیر طریقت حضرت شیخ ابو محمد عبد الرحمن طفسوئی نے ذکر کیا ، کہ ایک روز حالت جذبہ میں میری زبان سے یہ نکل گیا ، کہ جب تک میں زندہ ہوں ، ہرگز شیخ ابو الفاس کے پاس قلینیا نہ جاؤنگا ،

جب مجھے ہوش آیا، تو میں نے استنقار کیا، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا، کہ اے عبد الرحمن! کیا تم نے ایسا ایسا کہا تھا، میں نے کہا، جی ہاں! فرمایا، کہ اب کو سادقت ہے، ہمیں نے کہا، حضرت ظہر کا پھر آپ نے درمیان انگلی کو انگشت شہادت پر رکھا، اور فرمایا، کہ دیکھ اب کیا دنت سے، تو میں کیا دیکھتا ہوں، کہ چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی چھالی ہوئی ہے، میں نے عرض کیا، کہ حضور! میرے خیال میں اس وقت رات ہے، پھر اپنے اپنی انگشتی کو انگلی سے نکال کر مصلے کے کنارہ کے پٹھے پھینک دیا، اور فرمایا، کہ میرے قریب ہو کر دیکھو، کہ انگوٹھی کہاں گئی ہے! میں نے انگشتی دیکھنے کی خاطر مصلیٰ کا کنارہ جو اٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا گڑھ ہے، جس میں آگ بہت زور سے تعلقہ زن ہے، میں دیکھ کر ڈر گیا، آپ نے فرمایا، کہ اے عبد الرحمن! اگر باپ کی شفقت بیٹے پر نہ ہوتی، تو تم اس انگوٹھی کے مکان میں ہوتے،

(۲) اسی طرح ایک دفعہ دوسرا اولیاء پر جبکہ وہ منازل طریقت طے کر رہے تھے ایک شکل درپیش آئی، وہ سب کے سب جمع ہو کر تاج العارفین ابو الوفا، کی خدمت میں آئے، تاکہ اس کو حل کرائیں، جب آپ کے پاس آئے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ سو رہے ہیں، اور آپ کا ہر ایک عضو تسبیح و تہلیل اور تقدیس میں مشغول ہے،

حالت من خواب را ماند گئے خواب پرداز دھروڑا گم ہے

گفت پیغمبر کہ عینای تنامہ لاینامہ القلب عن رب الایامہ

وہ سب میٹھ کر آپ کے بیدار ہونیکا انتظار کرنے لگے، ابھی بیٹھے ہی تھے، کہ آپ کے اعضا بولنے لگے، اور وہ شکل مقام ان پر حل کر دیا، عقدہ حل ہونے کے بعد وہ آپ کے بیدار ہونے سے تباہی ہوٹ آئے،

آپ نے ۲۰ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ ہجری کو قلبیذیاب میں وفات پائی۔

بیخ عمر بزرگ کا بیان ہے، کہ وفات کے بعد جب آپ کی تسبیح کو زمین پر رکھتے تو اس کا ہر ایک دانہ زمین پر چکر لگاتا تھا،

حضرت غوث اعظم کا ادب اور بشارت ولایت

ایک روز تاج العارفين ابو الفوارح کرسی پر وعظ فرما رہے تھے، کہ اتنے میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ جو بغداد میں نو وارد تھے، آپ کی مجلس میں آئے تاج العارفين نے سلسلہ کلام قطع کر کے شیخ علیہ الرحمۃ کے نکال دینے کا حکم دیا، فوراً تعمیل کی گئی، تاج العارفين نے کلام شروع کیا، شیخ علیہ الرحمۃ پھر مجلس میں داخل ہوئے، پھر تاج العارفين نے سلسلہ کلام قطع کر کے شیخ علیہ الرحمۃ کے نکالنے کا حکم دیا، فوراً مثل سابق تعمیل کی گئی، تاج العارفين نے کلام شروع کیا، پھر تیسری بار شیخ علیہ الرحمۃ داخل ہوئے، اس دفعہ تاج العارفين کرسی سے اترے، شیخ سے معاف کیا، اور شیخ کی پیشانی پر بوسہ دیا، اور حاضرین سے فرمایا، کہ اہل بغداد! اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ، میں نے جو اس کے نکالنے کا حکم دیا تھا، وہ امانت کے لئے نہ تھا، بلکہ اس لئے کہ تم پہچان لو اعبود حقیقی کی عزت کی قسم اس کے سمر پر جھنڈے ہیں، جن کے پھریرے مشرق و مغرب سے تجاوز کر گئے ہیں، پھر اپنے فرمایا، کہ عبد القادر! اب وقت ہمارا ہے، منقریب یہ تمہارا ہو جائیگا، عبد القادر! تجھے عراق عطا ہوا ہے، عبد القادر! ہر ایک مرغ بانگ دیتا ہے، پھر چپ ہو جاتا ہے، مگر تیرا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہیگا،

پھر اپنے اپنا تجادہ، قمیص، تیسع، پیسہ اور عصا شیخ علیہ الرحمۃ کو عطا فرمایا، جب مجلس ختم ہوئی، اور تاج العارفين کرسی سے اترے، اور اخیر پایہ پر بیٹھ گئے، اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی ریش بسدک کی طرف اشارہ کر کے کہا، کہ عبد القادر! جب تیرا وقت آئے تو اس پیری کو یاد رکھنا،

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تاج العارفين کی زیارت کو اکثر قلبینیا جایا کرتے تھے، جب تاج العارفين آپ کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے، اور حاضرین سے فرمایا کرتے، کہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اور بعض دفعہ آپ کے لئے کیلئے چند قدم آگے بڑھتے، اور کبھی فرماتے، کہ جو شخص اس نوجوان کے لئے کھڑا نہ ہوا

وہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑا نہ ہوا،

جب بار بار تاج العارفین سے یہ امر ظہور میں آیا، تو آپ کے اصحاب نے سبب دریافت کیا، اپنے فرمایا، کہ اس نوجوان کا ایک وقت ہے، جب وہ آئے گا تو خاص وعام اس کے محتاج ہوں گے، میں تو گویا دیکھ رہا ہوں، کہ وہ بغداد میں علیٰ رسول لاشہاد یہ کہہ رہا ہے، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، بس اس کے وقت میں اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے آگے خم ہو جائیں گی کیونکہ وہ اپنے وقت میں ان کا قطب ہوگا، اس لئے تم میں سے جو شخص اس وقت کو پائے اسے چاہیے، کہ اس کی خدمت کو لازم سمجھے،

حضور غوثیت آپ کے معلم طریقت

(۶) حضرت شیخ حماد بن مسلم و باس رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مسکن | آپ اصل میں ملک شام کی طرف کے تھے، لیکن بغداد میں آپ نے سکونت اختیار کر لی تھی، اور محلہ مظفریہ میں رہا کرتے تھے آپ شیرہ فروخت کیا کرتے تھے، کہتے ہیں، کہ آپ کے شیرہ پر نگھیاں نہیں بیٹھا کرتی تھیں،

آپ علمائے راجحین سے تھے علوم حقائق و معارف میں رتبہ عالی رکھتے تھے اکابر مشائخ بغداد اور اعلا علم صوفیائے کرام آپ کی طرف منسوب ہیں۔

آپ کی عظمت | شمس الدین ابو النضر یوسف بن قز علی بغدادی سبط الخافظ بن الجوزی بیان کرتے ہیں، کہ حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ

زہد و عبادت، شریعت و طریقت اور کشف و مکاشفہ وغیرہ بہت سے فضائل و مناقب جن سے کہ آپ ہر موصوف تھے، اگر بالفرض نہ بھی ہوتے، تو آپ کی عظمت و وقعت کے لئے یہی ایک بات کافی ہوتی، کہ حضرت شیخ عبد القادر حیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے دیگر شیوخ کے علاوہ آپ سے بھی علم طریقت حاصل کیا، اور مدت تک آپ کی صحبت میں رہے، مشائخ بغداد آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے،

اپکا اتھا | آپ نہایت متقی اور پربہر گار تھے، آپ کے اتھا کی تو یہ حالت تھی کہ ایک روز آپ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو

جا رہے تھے کہ اٹھارے راہ میں ایک مکان سے ایک عورت کے گانے کی آواز سنی اس آواز کے کان میں پڑتے ہی اٹھا آپ پچھلے پاؤں گھر کو ٹوٹ آئے، اور گھر میں جا کر سب سے دریافت کیا، کہ آج ہم کس معصیت میں مبتلا ہوئے ہیں، کہ ہووے کبھی طرف کشش کر نیوانی آواز ہمارے کان میں پڑی ہے، آپ سے کہا گیا، کہ بجز اس کے اور تو کوئی بات معلوم نہیں ہوتی، کہ ہم نے ایک برتن خریدا ہے، جس میں ایک تصویر ہے آپ نے فوراً اس برتن کو تنگ کر اس کی تصویر مٹادی،

آپ کی کرامات | حضرت شیخ نجیب الدین عبدالقادر بہ وردی رحمۃ اللہ

علیہ نہاتے ہیں، کہ خلیفہ المسترشد کا ایک غلام آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا، ایک دفعہ اپنے اُس سے فرمایا، کہ مجھے تمہارے نصیب میں تقرب الی اللہ معلوم ہوتا ہے تم دنیا کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع کرو، مگر اس نے آپ کا حکم نہ مانا، کیونکہ خلیفہ موصوف کے ہاں اس کی بہت قدر و منزلت ہو کر تھی، اپنے اُس سے پھر دوبارہ فرمایا، لیکن اس نے پھر انکار کر دیا، تب اپنے فرمایا، کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تیرے بارہ میں حکم دیا ہے، کہ تجھ کو اُس کی طرف جس طرح چاہوں پھینچ لوں، اب میں مرض برص کو تم پر مسلط کرتا ہوں، کہ وہ تمہارے جسم پر پھیل جائے، ابھی اپنے یہ کلام پورا نہیں کیا تھا، کہ اُس کے سارے جسم پر برص پھیل گیا، یہ دیکھ کر تمام حاضرین انگشت بندوں رہ گئے، یہ غلام اٹھ کر خلیفہ موصوف کے پاس چلا گیا، خلیفہ نے اس کے معالجہ کیلئے اطباء کو جمع کیا، لیکن سب نے یزبان ہو کر ہی کہا، کہ اس کا کوئی علاج نہیں، پھر کچھ عرصہ بعد معتدین دولت نے خلیفہ کو اشارہ کیا، کہ اس کو محل سے نکال دیا جائے، تب وہ نکال دیا گیا، نکال دیئے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے دونوں پاؤں چوڑے، اور اپنی بد حالی کی شکایت کی، اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کا اقرار کیا

تب اپنے اُسکا قمیص اتار کر فرمایا، کہ اے مرض برص! جدہر سے آیا تھا، تو ادھر ہی چلا جا، آپ کے یہ فرماتے ہی اُس کا جسم تندرست اور صاف ہو کر چاندی کی طرح نکھر آیا، اگلے دن اُس کا خیال ہوا، کہ خلیفہ کے پاس چلا جائے، ابھی اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا، کہ شیخ نے اپنی انگشت مبارک سے اُس کی پیشانی پر ایک چھوٹا سا خط کھینچ دیا، جس سے اُس خط کے برابر اس کی پیشانی پر برص کا نشان ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا، کہ یہ نشان تجھ کو خلیفہ موصوف کے پاس جہن سے روکے رکھیکا، غرض بعد ازاں یہ غلام تادم حیات آپ کی ہی خدمت میں رہا،

ایک دفعہ آپ کا گزر بغداد کے ایک گاؤں پر ہوا، اُٹھائے راہ میں آپ نے مستطہر یہ حکومت کے ایک امیر کو دیکھا، جو حالت نشہ میں گھوڑے پر جا رہا تھا، اُس نے آپ کے متعلق گستاخی کے چند کلمات کہے، آپ نے جذبہ میں آکر فرمایا، کہ اے گھوڑے! اس کو پکڑ، آپکا یہ فرمانا تھا، کہ گھوڑا انا فانا اس گو ہوا کی طرح دوڑا کر لے گیا، اور کھینٹ وہ نظر سے گم ہو گیا، خلیفہ کو جب اس کی خبر ہوئی، تو اس نے اس کے پیچھے شکر دوڑایا لیکن مطلقاً اس کا کہیں پتہ نہ چلا،

حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مجھ کو عزت معبود کی قسم ہے، کہ گھوڑا اُس کو کوہ قاف کے پرے لے گیا ہے، اور قیامت کے روز وہیں سے وہ اُٹھایا جائیگا۔ آپ کی وفات بغداد محلہ مظفریہ کے اندر ۵۲۵ھ ہجری میں ہوئی اور شونیزی مقبرہ میں آپ مدفون ہوئے، آج کل آپ کا مزار زیارت گاہ خلایق ہے،

حضور غوثیت مآب کے متعلق آپ کے خیالات

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے عالم شباب میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، کہ میں دیکھتا ہوں، کہ

عبدالقادر کے سر پر ولایت کے دو نشان ہیں جو طبقہ زمین سے بیکر ملکوت اعلیٰ تک ہیں۔

ایک دفعہ جوانی کے عالم میں حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حماد بن مسلم دباس گیند مت میں گئے، جب آپ شیخ حماد کے قریب پہنچے، تو شیخ حماد تعظیم کے لئے

کھڑے ہو گئے، اور فرمایا مر جبا اے پساڑ راسخ، مر جبا اے سید العارفین،

(۷) حضرت شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمہ اللہ علیہ

آپ خراسان کے اکابر شام سے تھے اسی درجہ کے متقی، متدین، متشرق اور پیرنگار تھے، مخلوق سے متوحش، اختلاط سے دلبرداشتہ، زاویہ خموں و گوشہ نگنہی کے شائق تھے،

آپ ہمدان کے ایک قصبہ نور بجر و کے اندر شاگرد بھری میں پیدا ہوئے تھے۔

آپ کی عظمت و شان اس سے ظاہر ہوتی ہے، کہ علمائے شہر ازی اور ابو المعالی جوینی وغیرہ علاوہ ازیں مشائخ خراسان آپ کی بہت قدر و منزلت کیا کرتے تھے،

آپ کی کرامات

(۱) ایک روز آپ لوگوں کو وعظ بنا رہے تھے، کہ اتنا بے وعظ میں دو فقیروں نے آپ کو مخاطب کر کے کہا، کہ اے بدعتی! خاموش رہ، آپ نے ان سے کہا، کہ تم دونوں ابدالاً با دیکھئے خاموش ہو جاؤ، بس آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ وہ دونوں کے دونوں مقام مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے،

(۲) ایک دفعہ ہمدان کی ایک عورت کے بڑے کو فرنگیوں نے قید کر لیا تھا، وہ عورت شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں روتی ہوئی آئی، آپ نے اس کو صبر دلایا، اس نے صبر نہ کیا، پھر اپنے کہا، خداوند اس کے قیدی کو آزاد کر کے اس کو جلد خوش کر دے،

پھر اپنے اس سے فرمایا، کہ جلد اپنے گھر کی طرف لوٹ جا، وہ تیرے گھر میں آ گیا ہے، عورت بھاگی ہوئی گھر پہنچی، کیا دیکھتی ہے، کہ اس کا بڑا گھر میں موجود ہے عورت نے تعجب سے پوچھا، کہ تم کس طرح یہاں آ گئے؟ اس نے کہا، میں اس وقت قسطنطنیہ میں تھا، میرے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے، پھر ہمارے

بچھرتے تھے، میں اسی حالت میں پریشان بیٹھا تھا، کہ یکایک ایک اجنبی آدمی میرے پاس آیا، جو ایک آنکھ کی چھیک میں مجھے یہاں سے اٹھا کر لے آیا ہے، وہ بڑھیا دوڑی ہوئی شیخ یوسف کے پاس آئی، ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی، کہ اپنے پہلے ہی سے کہہ دیا، کہ اے بڑھیا! خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے،

لہکی وفات | ایک دفعہ آپ ہرات سے مرو کی طرف جا رہے تھے، کہ اثنائے راہ میں بمقام بیبا بروز پیر ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ ہجری میں یکایک موت نے آپ کو آگھیرا، اور آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دار فانی سے دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ایک مدت تک آپ بیبا میں دفن رہے، پھر آپ کی نعش مرو کی طرف لائی گئی، اور آپ سجدان کے آخری حصہ حضمیرہ میں جو آپ کی طرف منسوب ہے، مدفون ہوئے،

حضور غوثیت مآب کی آپ سے ملاقات | عبد اللہ بن ابی الحسین بن جبائی بیان کرتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ

ایک دفعہ ہمدان سے بغداد کی طرف ایک شخص آئے، جنکو یوسف ہمدانی کہتے تھے، اور یہ مشہور تھا، کہ وہ قطب ہیں، وہ سرائے میں اترے، جب میں نے سنا تو سرائے کی طرف گیا، مگر وہاں اُن کو نہ پایا، میں نے سرائے والوں سے اُن کی بابت پوچھا، تو انہوں نے کہا، کہ وہ تہ خانہ میں ہیں، میں اتر کر اُن کے پاس گیا، انہوں نے جب مجھے دیکھا، تو اٹھ کھڑے ہوئے، اور مجھ کو اپنے قریب بٹھلایا، میرے تمام احوال کا مجھ سے ذکر کیا، اور میری تمام مشکلات کو حل کر دیا، پھر مجھ سے کہا، کہ اے عبد القادر! تم لوگوں کو وعظ سناؤ، میں نے کہا، اے میرے سردار! میں ایک عجمی شخص ہوں، نصحاءے بغداد کے سامنے کیسے وعظ کروں؟

انہوں نے مجھ سے کہا، کہ تم نے اب تو فقہ، اصول، نحو، لغت، معانی، حدیث تفسیر پڑھ لی ہے، اب تم کو مناہب ہے، کہ لوگوں کو وعظ سناؤ، جاؤ! کرسی پر چڑھو اور لوگوں کے سامنے بولو، کیونکہ میں دیکھتا ہوں، کہ تمہارا پودا غنقریب

کھجور کا درخت ہو جائیگا،

(۸) حضرت شیخ عقیل منبجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شام کے اکابر مشائخ سے تھے، صاحبِ انعالِ خارقہ و کرامات ظاہرہ تھے، شیخ عدی بن مسافر، شیخ موسیٰ زولی، شیخ ابو عمر و عثمان بن مزروق قرنی، شیخ زسلان دمشقی وغیرہ چالیس بڑے بڑے مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، آپ پہلے شیخ ہیں، جو شام میں خرقہ عمر پہنے کر گئے، آپ کا لقب طیار ہے، آپ کو لوگ طیار کے لقب سے پکارا کرتے تھے کیونکہ آپ بلاد مشرق کے ایک منار سے اڑ کر منبج ہونے کی وجہ سے گئے تھے جب لوگوں کو معلوم ہوا، کہ آپ منبج

میں ہیں، تو لوگ بھاگے ہوئے آپ کے پاس گئے، اور آپ کو ملے۔

آپ کو خواص بھی کہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ شیخ مسلمۃ السردجی کے مریدوں میں ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ حج بیتہ کو گئے تھے

جب یہ لوگ دریائے فرات پر پہنچے، تو ہر ایک شخص پانی پر اپنا اپنا مصلابچھا کر پار ہو گیا، لیکن آپ پانی پر اپنا سجادہ بچھا کر بیٹھ گئے، پھر دریا میں غوطہ لگا کر پار ہوئے، تو آپ کے کپڑوں کو مطلقاً تری نہ پہنچی تھی، برن و عن خشک تھے،

شیخ مسلمۃ السردجی کے مریدوں نے حج بیتہ اللہ سے واپس آکر آپ کے آگے شیخ عقیل منبجی کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا، کہ عقیل خواصین میں سے ہیں،

آپ شام کے تھے، لیکن مقام منبج کو جو حلب سے دس سگ ہے، آپ نے اپنا مسکن بنایا، اور چالیس برس کے قریب وہیں رہے

آپ کی کرامات ایک دفعہ آپ ابتدائے حال میں حضرت شیخ مسلمۃ السردجی رحمۃ اللہ علیہ کے سترہ حلقہ بگوشوں کے ساتھ غار میں بیٹھے

ہر ایک نے اپنا اپنا عصا زمین پر رکھ دیا، ابھی یہ بیٹھے ہی تھے، کہ ہوا میں پرواز کر کے ہوئے چند رجال غیب آئے، اور اگر ہر ایک نے ایک ایک عصا اٹھایا، مگر آپ

کا عصا ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا سکا،

یہ سب شیخ مسلمہ السروجی کے پاس واپس آئے، اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا
شیخ نے فرمایا، کہ یہ لوگ اولیاء اللہ تھے، اور اُن میں سے جس نے تم میں سے جس
کا عصا اٹھایا، وہ اسی صاحب عصا کے مرتبہ کا تھا، چونکہ اُن میں شیخ عقیل کے مقام
و مرتبہ والا کوئی نہیں تھا، اس لئے عقیل کا عصا اُن سے نہیں اٹھا سکا،

اسی طرح ایک روز شیخ عقیل بیٹھے ہوئے ایک لکڑی کو تراش کر اُس کے
تراشے کو اپنے آگے جمع کر رہے تھے، کہ اتنے میں منیج کا ایک تاجر آپ کے پاس
آیا، اور کچھ سونا آپ کی نذر کیا، آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے مرد ہیں
کہ اگر وہ چاہیں، اور کہیں، کہ یہ تراشہ سونا بن جائے، تو فوراً ایسا ہو جائے بس آپ کا یہ
کہنا تھا، کہ سامنے پڑا ہوا تراشہ فوراً سونا بن گیا،

اسی طرح آپ سے کسی نے پوچھا، کہ صادق کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے
فرمایا، کہ صادق اگر اس پہاڑ سے کہدے، کہ اُسے پہاڑ، تو حرکت کر، تو وہ پہاڑ
فوراً حرکت کرنے لگے، کہتے ہیں، کہ آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ پہاڑ متمرزلزل ہو کر حرکت
کرنے لگ گیا،

پھر آپ سے کسی نے دریافت کیا، کہ متصرف کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا
کہ اگر وہ محروبر کے وحوش و طیور کو بلائے، تو وہ اُس کے پاس آجائیں، آپ کا یہ فرمانا
تھا، کہ بیک ایک آنا نانا آپ کے پاس وحوش و طیور آکر جمع ہو گئے،

پھر کسی نے پوچھا، کہ اہل برکت کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کہ اگر وہ پنی
ایڑی اس تپھر پر مارے، تو اس سے چٹھے پھوٹ نکلیں، اور پھر جیسا کہ ہے، ویسا
ہی ہو جائے، اس کے بعد اپنے اسی تپھر پر جو کہ آپ کے سامنے پڑا تھا، اپنی ایڑی
ماری، سو اُس سے چٹھے پھوٹ نکلے، اور پھر جیسا کہ تھا، ویسا ہی ہو گیا،

اپنے منیج میں ہی انتقال فرمایا، اور وہیں دفن ہوئے، کہتے
ہیں، کہ مثل حیات قبر میں آپ کا تصرف ہے،

آپ کی وفات

حضورِ نبوتِ مآبِ ﷺ
 کی ولایت کی خبر

شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اس وقت کا قطب کون ہے؟ تو اپنے فرمایا کہ اس وقت کا قطب مکہ معظمہ میں پوشیدہ ہے، اولیاء اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں، پھر عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں مغرب ایک جوان ظاہر ہوگا، جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کریگا، عوام و خواص اس کی کرامات کو پہچانیں گے، وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہیگا کہ میرا یہ قدم ہر دلی اللہ کی گزرن پر ہے، اولیاء اللہ اپنی گردنیں اس کے آگے جھکا دیں گے، اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا، تو اپنا سر اس کے آگے جھکا دیتا، جو اس کی کرامت کی تصدیق کریگا، اللہ تعالیٰ اُسکو نفع دیگا،

(۹) حضرت مسیح ابولعزی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مغرب کے عارفین و محققین اور اولیاء و اولاد سے تھے، ہمیشہ ہی صحت و مجاہدہ، سجدہ و مراقبہ میں رہتے تھے، ہر وقت نفس سے تشدد اور محاسبہ کیا کرتے تھے، بہت سے اکابر مشائخ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے، اہل مغرب خشک سالی میں آپ سے دعا کراتے تھے، تو مقبول ہوتی تھی، اسی طرح جب وہ اپنی مصیبتیں بیکر آپ کے پاس آتے تھے، تو آپ اس کے لئے دعا کرتے تھے، اور آپ کی دعا کی برکت سے ان کی مصیبتیں دور ہو جاتی تھیں،

آپ پر گنہ طاس کے ایک گاؤں العتب میں سکونت پذیر تھے
 آپ کا مسکن اور تادم حیات اسی کو اپنا مسکن بنا لے رکھا،

آپ کا لقب
 اہل مغرب آپ کو بدو یعنی پدر بزرگ کے لقب سے پکارتے تھے، چونکہ اہل مغرب کے نزدیک آپ نہایت ذی عظمت تھے اس لئے وہ آپ کو اس لقب سے پکارا کرتے تھے،

آپ کے ابتدائی حالات
 آپ نے بہت مجاہدات کئے، چنانچہ ابتدائی حالات میں پندرہ سال تک آپ جنگوں

اور بیابانوں میں پھرتے رہے، اس اثنا میں اپنے تخم جنازی کے سوا اور کچھ نہیں کھایا،

اپنی کرامات جنگلوں اور بیابانوں میں پرندے اور درندے آپ کے ارد گرد پھرتے تھے، جن مقامات پر شیر رہتے، اور ان کی وجہ سے وہاں کے تمام راستے بند ہو جاتے، تو آپ وہاں جا کر شیروں کے کان پکڑ کر فرماتے، کہ کتو! یہاں سے چلے جاؤ، پھر ادھر رخ نہ کرنا، آپ کا حکم صادر ہوتے ہی معاشرہ اس مقام سے چلے جاتے، اور پھر کبھی اس جگہ دکھائی نہ دیا کرتے تھے،

ایک دفعہ لکڑ مارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور شکایت کی، کہ حضور جس بن میں ہم لکڑیاں کاٹتے ہیں، اس میں شیر بکثرت ہیں، جن کی وجہ سے ہمیں نہایت پریشانی رہتی ہے، آپ نے اپنے خادم سے فرمایا، کہ ان کے جنگل میں جاؤ، اور باواز بلند پکار کر کہدو، کہ اے شیروں کے گروہ! ابو یعزى تم کو حکم دیتا ہے، کہ تم اس بن سے چلے جاؤ،

کہتے ہیں، کہ خادم کے کہتے ہی اس بن کے تمام شیر اپنے بچوں کو لیکر وہاں سے چلے گئے، اور اس بن میں کوئی شیر نہیں رہا، اور نہ اس کے بعد کبھی وہاں شیر دکھائی دیا اسی طرح شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت ایک بیابان میں بیٹھے ہوئے تھے، وحوش و طیور اور شیر وغیرہ درندے آپ کے ارد گرد جمع تھے، ایک دوسرے کو مطلقاً ایذا نہیں پہنچاتے تھے، ان میں سے ہر ایک یکے بعد دیگرے آپ کی خدمت میں آکر زور سے چلاتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا وہ آپ سے کسی بات کا شکوہ کر رہا ہے، آپ اس سے فرمادیتے تھے، کہ جاؤ، تمہاری روزی نکلاں جگہ پر ہے، اور وہ چلا جاتا تھا،

شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب یہ سب وحوش و طیور جا چکے تو میرے دریافت کرنے پر آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ یہ جانور میرے پاس شدت بھوک کی شکایت کرنے آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے انکی روزی پر مطلع کر دیا تھا، اس لئے میں نے ان کی روزی کے مقامات انہیں بتلا دیئے، وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے،

ایک دفعہ شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حلقہ گوش حضرت شیخ ابو یعزى رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا، کہ حضرت! میری تھوڑی سی زمین ہے جس سے میں اور میرے عیال و اطفال گزارہ کرتے ہیں، اب خشک سالی کی وجہ سے وہ سوکھی پڑی ہے، حیران ہیں کہ کیا کریں گے، جب آپ نے یہ سنا، تو اٹھ کر اُس کے ساتھ ہوئے، اور یہ اُس کی زمین کی طرف آئے، پھر اُس سے اُس کی زمین کے حدود دریافت کر کے اُس میں آپ پھر کرواپس چلے آئے، آپکا واپس آنا تھا، کہ اُسکی زمین میں خوب اچھی طرح سے بارش ہوئی، اور وہ کھیتی پیداوار میں اطراف و اکناف کی کھیتوں سے بوقت لے گئی،

کہتے ہیں، کہ جب مغرب میں قحط پڑتا، تو آپ عید گاہ میں آتے، اور بارش کی دعا مانگنے کے لئے سجدہ میں گر جاتے، اُس وقت تک سجدہ سے سر نہ اٹھاتے، جب تک کہ آپ کے کپڑے بارش کے پانی سے بالکل تر نہ ہو جاتے، پھر بارش کی یہ حالت ہوتی کہ لوگ شہر کی طرف پانی میں چلتے ہوئے آتے،

آپ کی وفات آپ کی وفات آپ کے مسکن العنتب میں ہی ہوئی، وہیں آپکا مزار ہے، جو زیارت گاہ خلاق ہے،

حضور غوثیت مآب حضرت شیخ ابو حفص عمر بن ابی عمر ضہابی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ہمارے بعض اجاب حضرت شیخ ابو یعزى رحمۃ اللہ علیہ

کی ولایت کا اعتراف کی خدمت میں آئے، اور ان سے بغداد جانے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دینے کے بعد فرمایا، کہ جب تم بغداد جاؤ، تو عبد القادر نام ایک عجمی بزرگ کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا، ان سے میرا سلام عرض کر کے دعا کی درخواست کرنا، اور یہ کہنا، کہ ابو یعزى کو فراموش نہ فرماتا،

پھر آپ نے فرمایا، کہ فی الحقیقت عرب و عجم میں ان کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی دنی، کوئی بزرگ اور کوئی شیخ نہیں،

(۱۰) حضرت شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ

مولد و مسکن آپ دمشق کے قریب بعلبک کے مضافات میں سے قریہ بیت قار میں پیدا ہوئے تھے، اوائلی ریاضات میں بغداد

کے اندر آکر عرصہ تک آپ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عقیل منبجی، حضرت شیخ ابو الوفا اور حضرت شیخ ابو النجیب ہروردی وغیرہ مشائخ کے ہم صحبت رہے، پھر اپنے جبل ہکار جا کر اپنا زاویہ بنایا، اور وہیں سکونت اختیار کی، وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی

آپ کی بزرگی آپ علم و فضل میں یگانہ تھے، طریقت کے اعلیٰ رکن تھے، سراپا خیر و برکت، نہایت متدین، متشروع اور عابد و زاہد تھے،

آپ نے شروع احوال میں ہی نہایت دشوار اور مشکل مشاہدے کئے تھے، اس لئے آپ کا سلوک اکثر مشائخ پر دشوار گذرتا تھا،

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے، اور آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ اگر نبوت مجاہدہ سے مل سکتی، تو بیشک شیخ عدی بن مسافر پالیتے،

شیخ ابو عبد اللہ بطائنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ میں شیخ عدی کے پاس پانچ سال رہا، اس عرصہ میں میں نے دیکھا، کہ جب آپ نماز پڑھتے تو شدت مجاہدہ کی وجہ سے آپ کے سر کے مغز سے ایک ایسی آواز آیا کرتی تھی، جیسے خشک کدو میں کنکروں کی آواز آتی ہے،

ابتدائی حالات سن صبی میں آپ جنگلوں، بیابانوں، پہاڑوں اور غاروں میں اکیلے تنہا پھر کر عرصہ گزار

تھیں، قسم قسم کے ریاضات اور انواع انواع کے مجاہدات کرتے رہے، بیابانوں کے درختوں، جنگلوں کے پرندوں اور زمین کے کیڑے آپ سے مانوس تھے، کثیر تعداد اولیائے کرام نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا، اور بہت سے معاصب احوال آپ سے

مستفید ہوئے،

آپ کا کلام | حقائق و معارف میں آپ کا کلام مشہور تھا،

چنانچہ اہل حقائق کے متعلق آپ نے فرمایا ہے، کہ شیخ وہ ہے، کہ اپنے حضور میں وہ تمہیں خاطر جمع رکھے، اپنی غیبت میں وہ تمہیں محفوظ رکھے، اپنے اخلاق و آداب سے وہ تمہاری تربیت کرے، اپنے اشراق سے وہ تمہارے باطن کو وہ منور کرے مرید وہ ہے، جو ہر حال میں تواضع اختیار کرے، فقر ادا کے ساتھ انیت سے سو فیاضی کے ساتھ ادب و حسن اخلاق سے، علماء کے ساتھ تعمیل ارشاد سے اہل معرفت کے ساتھ سکون و وقار سے اور اہل مقامات کے ساتھ توجہ سے پیش آئے،

بہز آپ نے فرمایا، کہ ابدال خورد و نوش اور نوم و راحت سے نہیں ہوتے، بلکہ عبادات و ریاضات اور مجاہدات سے ہوتے ہیں، کیونکہ جو شخص مجاہدات و ریاضات کی مشقت کو برداشت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو خود بخود اپنا راستہ بتلا دیتا ہے،

کہتے ہیں، کہ حضرت شیخ ابو اسرائیل یعقوب بن عبدالمقصد **آپ کی کرامات** بن احمد حمیدی اہل بیساح رحمۃ اللہ علیہ متواتر تین سال تک تنہا عراق و عجم کے پہاڑوں پر برہنہ پھرتے رہے، حتیٰ کہ آپ کے جسم پر سب کی ایک اور کھال پیدا ہو گئی، اس کے بعد آپ کے پاس ایک بھیڑیا آیا، اور آپ کے جسم کو اس نے چاٹ کر صاف کر دیا، اس سے آپ کے دل میں ایک قسم کا عجب پیدا ہو گیا، بس عجب کا پیدا ہونا تھا، کہ مٹا اس بھیڑیے نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا، اور پھر چلا گیا، آپ نے ایک چشمہ پر جا کر غسل کیا، اور پہاڑ کے ایک قبتہ میں داخل ہو گئے

آپ کے دل میں اس وقت خیال پیدا ہوا، کہ کاش! اللہ تعالیٰ میرے پاس کسی دلی کو بھیجے، ابھی آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا، کہ کیا دیکھتے ہیں، کہ حضرت شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس موجود ہیں، شیخ عدی نے آپ کو سلام نہ کیا، بلکہ فرمایا، کہ جس پر بھیڑیا بول کر جائے، ہم سلام کے ساتھ اس

سے ملاقات نہیں کرتے، اس کے بعد اپنے شیخ عدیؒ سے اپنے تمام واقعات بیان کیے، اور کہا، کہ میرے سردار! میں چاہتا ہوں، کہ دنیا سے قطع تعلق کر کے اس قبۃ میں بیٹھا ہوں، اس نے ضروری ہے، کہ میرے پاس پانی کا ایک چشمہ ہو، جس سے میں پانی پیا کروں، اور اگر کچھ کھانے کو ہو جائے، تو کھالیا کروں، یہ سن کر شیخ عدیؒ اٹھے، شیخ کے سامنے دو پتھر پڑے تھے، ایک پر شیخ نے پیر مارا، تو اس سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا، اسی طرح دوسرے پتھر پر پیر مارا، تو اس سے انار کا ایک درخت پھوٹ پڑا، شیخ نے اس درخت سے فرمایا، کہ اے درخت! میں عدی بن مسافر ہوں، تو باذن اللہ ایک روز شیریں اور ایک روز ترش انار نکلا کر، پھر شیخ نے آپ سے فرمایا، کہ اے ابوسرائیل! تم یہاں رہو، اس درخت سے کھایا کرو، اور اس چشمہ سے پیا کرو، اور جب مجھ سے ملنا چاہو، تو مجھے یاد کیا کرو، میں تمہارے پاس آجایا کرونگا، پھر شیخ عدیؒ ان کو چوڑا کر واپس چلے آئے، اور آپ مدت تک اسی حال میں رہے،

ابو اسرائیل موصوف بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں نے شیخ عدیؒ سے پوچھا وہاں جانے کی اجازت طلب کی، تو اپنے مجھے سفر کی اجازت دیکر فرمایا، کہ جو اسرائیل! اگر اٹھانے واہ میں تم ایسے درندوں کو دیکھو، جن سے تمہیں خوف ہو، تو تم ان سے کہدینا، کہ عدی تم سے کہتا ہے، کہ تم یہاں سے چلے جاؤ، وہ تمہارے پاس سے چلے جائیں گے، اور اگر تم دریا کی موجوں سے خائف ہو جاؤ، تو ان سے بھی تم کہدینا، کہ اے دریا کی متلاطم موجو! تم کو عدی بن مسافر کہتا ہے، کہ ٹھیر جاؤ، شیخ ابو اسرائیل کا بیان ہے، جب میں درندوں وغیرہ کو دیکھتا، تو جو کچھ اپنے فرمایا، ان سے کہتا، تو وہ میرے پاس سے چلے جاتے، پھر میں سمندر میں جہاز پر سوار ہوا، جب کبھی سمندر جوش میں آتا، اور ہم غرق ہونے کو ہوتے، تو میں کہتا، کہ اے سمندر کی متلاطم موجو! تم سے شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ ٹھیر جاؤ، میں ابی کلام پورا کرنے نہ پاتا تھا، کہ ہوا ساکن ہو جاتی، اور سمندر کی موجیں موقوف ہو جاتی تھیں،

شیخ رجاہ الباریستی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک روز حضرت شیخ عدیؒ

بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ ایک کھیت کی طرف جا رہے تھے کہ آپ کی مجھ پر نظر پڑی ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا، اور کہا، کہ رجا! سنتے ہو یہ صاحب قبر مجھ سے درخواست دعا کر رہا ہے، جب میں نے اس قبر کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں، کہ اُس قبر کے اندر سے دہواں نکل رہا ہے،

آپ اُس قبر کے پاس جا کر ٹھہر گئے، اور بہت دیر تک نہایت تضرع و زاری سے دعا مانگتے رہے، حتیٰ کہ میں نے دیکھا، کہ اُس قبر سے دہواں نکلنا موقوف ہو گیا ہے، پھر آپ نے فرمایا، کہ رجا! دعا مقبول ہو گئی ہے، اب یہ بخش دیا گیا ہے، اس کا عذاب موقوف ہو گیا ہے، پھر آپ نے قبر سے بالکل نزدیک ہو کر پکارا، کہ گردی خوشا خوشا، یعنی اب تم خوش ہو، تو صاحب قبر نے جواب دیا، کہ ہاں! اب میں خوش ہوں، شیخ رجا کہتے ہیں، کہ میں نے یہ آواز سنی، پھر ہم بوٹ آئے،

ایک دفعہ آپ کے ایک خادم نے نعت قرآن کا ارادہ ظاہر کیا، اس کو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کے علاوہ اور کچھ یاد نہ تھا، آپ نے اُس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا، تو ایک دم میں اُس کو تمام قرآن شریف ازبر ہو گیا،

ایک دفعہ کردوں کے قبیلہ سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی، آپ نے اُس جماعت کے سب آدمیوں کو کہا، کہ تم سب میرے ساتھ چلو، تاکہ ہم سب پتھر لالا کر اس باغ کی دیوار کھڑی کر دیں، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ تمام لوگ آپ کے ہمراہ پہاڑ پر گئے، آپ پہاڑ پر پہنچ کر پتھر کاٹ کاٹ کر انہیں نیچے پھینکتے جاتے تھے اور یہ لوگ انہیں لالا کر دیوار بناتے جاتے تھے، اتفاقاً ایک پتھر ایک شخص پر اُڑا جس کے نتیجے میں وہ دب کر مر گیا، آپ کو اس امر کی اطلاع دی گئی، آپ فوراً اس پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر آئے، اور اُس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے، آپ کا دعا مانگنا تھا، کہ باذنہ تعالیٰ یہ شخص زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا،

۵۵۵ ہجری میں نوے برس کی عمر پا کر بلدہ ہجرت میں آپ نے وفات پائی، آپ کا مزار بھی زیارت گاہ

مخلوق ہے،

شیخ ابوالقاسم عمر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ
کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر شیخ عدی

بن مسافر کی تعریف کیا کرتے تھے، اس لئے مجھے انکی زیارت کا اشتیاق و انگیزہ
ہوا، میں نے حضور علیہ الرحمۃ سے ان کی زیارت کی اجازت طلب کی، حضور
نے اجازت دیدی، میں سفر طے کر کے کوبکار میں آیا، میں شیخ عدی کو پاس
کے اندر اپنے زاویہ میں کھڑے پایا، مجھے دیکھ کر شیخ عدی فرمانے لگے، کہ عمر! تو سمندر
کو چھوڑ کر نہر کے پاس آیا ہے، شیخ عبدالقادر تو اس وقت تمام مجین کی
سواریوں کے قائد ہیں، ادبیا کی عنان ان کے ہاتھ میں ہے،

(۱۱) حضرت شیخ علی بن ابیہتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ، مشہور عارفین اور ائمہ محققین میں سے تھے، اگر اہل
ظاہرہ، افعال خارقہ، احوال جلیلہ، اخلاق پسندیدہ اور مقامات عالیہ کے مجتہد تھے
آپ نہر الملک کے قریہ زریران میں سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر
مسکن یہیں رہے،

کہتے ہیں، کہ اسی سال کی عمر تک آپ نے اپنا کوئی خلوت خانہ نہیں
آپ کی بزرگی بنایا تھا، بلکہ آپ دیگر فقراء کے درمیان ہی سو جایا کرتے تھے
آپ کو قبولیت عامہ نصیب تھی، مخلوقات کے قلوب میں آپ کی ہیبت و محبت کو
کوٹ کر بھری ہوئی تھی،

حضور غوثیت مآب علیہ الرحمۃ آپ سے بہت خلوص رکھتے، اور آپ کی نہایت
تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے، اور بسا اوقات آپ کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے، کہ جس
قدر ادبیا، اللہ بغداد میں آئیں، وہ ہمارے مہمان ہیں، اور ہم سب شیخ علی بن ابیہتی
کے مہمان ہیں،

لیکن باوجود اس بزرگی و عظمت کے آپ کے انکسار کی یہ کیفیت تھی، کہ جب
آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لانا چاہتے

تو پہلے دجلہ میں آکر غسل فرماتے، اور اپنے اصحاب کو بھی غسل کرنے کا حکم دیتے، جب آپ کے اصحاب غسل سے فلح ہو جاتے، تو آپ اُن سے فرماتے، آپ تم اپنے قلوب کو خطرات سے صاف کرو، کیونکہ ہم سلطان الا و نیا دیکھتے ہیں جہلے میں، پھر جب آپ حضرت شیخ بسداقہ درجیلانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ پر پہنچے تو مدرسہ کے اندر جا کر حضرت کے دولت خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے، پھر شیخ علیہ الرحمۃ خود انکو بلا تے، آپ لرزتے ہوئے اندر داخل ہو کر بیٹھ جاتے، حضرت آپ سے فرماتے، کہ آپ تو عراق کے شیخ ہیں، پھر بھی اتنا لرز رہے ہیں آپ عرض کرتے، حضرت! آپ سلطان الا و نیا ہیں، اس لئے مجھے آپ کا خوف ہوتا ہے، جب آپ مجھے اپنے خوف سے امن دیدینگے، تو میں اُس وقت آپ کے خوف سے بلے خوف ہو جاؤنگا، آپ فرماتے کَاخَوْفُ عَلَیْكَ اِجھا آپ پر کوئی خوف نہیں،

الغرض آپ بلند پایہ کے بزرگ تھے، حضرت شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، اور آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، آپ کے پیر طریقت تاج العارفین حضرت شیخ ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے، اور ہمیشہ اوروں پر آپ کو ترجیح دیا کرتے تھے،

آپ کا کلام | حقائق و معارف میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا، چنانچہ آپ نے فرمایا ہے، کہ شریعت وہ ہے، کہ جس کے ساتھ تکلیف آئی ہو، اور حقیقت وہ ہے، کہ جس سے معرفت و تعریف حاصل ہو، شریعت کی تائید حقیقت سے ہوتی ہے، اور حقیقت شریعت کے ساتھ مقید ہے، شریعت افعال کا لوجہ اللہ پایا جانا ہے، اور حقیقت احوال کا اللہ عز و جل کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے،

آپ کی کرامات | کہتے ہیں، کہ ایک بہرے شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعاء مانگی، کہ اے پروردگار تو آپ کی برکت سے میرے مکان اچھے کر دے، تو اُس کی دعاء قبول ہو کر اُس کے کان اچھے ہو گئے، اور بہراپن مطلقاً جاتا رہا،

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قمری نیر الملک میں سے کسی گاؤں میں آپ کو
 شریف لے جانے کا اتفاق ہوا، وہاں پر دو گاؤں والے ایک مقتول کے پیچھے
 تلواریں نکالے ہوئے لڑنے مرنے کو تیار تھے، وجہ یہ تھی، کہ فریقین میں سے
 کسی کو قاتل معلوم نہ تھا، اور مقتول دونوں فریقوں کے درمیان پڑا ہوا تھا، آپ
 اس موقع پر مقتول کے پاس آئے، اور اس کی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے، کہ
 لے بناؤ خدا تجھ کو کس نے مار ڈالا ہے، یہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا، کہ مجھ کو
 فلاں بن فلاں نے قتل کیا ہے، پھر وہ مردہ ہو کر گر پڑا،

شیخ ابو الحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ آپ ایک کھجور
 کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، تو میں نے دیکھا، کہ اس درخت کی شاخیں
 کھجوروں سے پر ہو کر نیچے جھک گئی ہیں، اور آپ اس سے کھجوریں توڑ توڑ کر تنا دل
 فرماتے ہیں، اُس وقت عراق میں کھجور کے کسی درخت پر پھل نہ آیا تھا،

شیخ ابو الحسن جو سقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی بیان ہے، کہ میں نے ایک دن آپ
 کو ایک کنوئیں کے کنارہ پر پانی نکالنے کے لئے ڈول ڈالتے ہوئے دیکھا، جب
 آپ نے ڈول نکالا، تو اس میں سونا بھرا ہوا تھا، آپ نے کہا، اے میرے رب
 میں تو پانی چاہتا ہوں، جس سے وضو کروں، پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا، اور دوبارہ
 نکالا، تو ڈول میں پھل موجود تھے، پھر آپ نے کہا، اے رب میں تو وضو کے لئے
 پانی چاہتا ہوں، پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا، تو اس دفعہ پانی نکلا، اس سے آپ
 نے وضو کیا، پھر اپنا سر کنوئیں میں اوندھا کیا، تو اس کا پانی سر سے تک آگیا
 ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ قریب زریران میں آپ سماع کے لئے تشریف لے گئے
 جب تمام مشائخ سماع سے فارغ ہوئے، تو اس مجلس میں جس قدر فقہاء و قراء
 موجود تھے، انہوں نے باطن میں فقر او پر انکار کیا، اس وقت آپ اٹھے، اور اٹھ کر
 آپ نے ہر ایک کے سامنے جا جا کر سب کو ایک ایک نظر دیکھا، مفاد دیکھتے ہی سب
 کا علم سلب ہو گیا، حتیٰ کہ ایک ماہ تک وہ سب لوگ اسی حال میں رہے، پھر ایک ماہ
 کے بعد سب آپ کی خدمت میں آئے، اور آپ سے معافی طلب کی، آپ نے
 سب کو اپنے ہاتھ سے ایک ایک لقمہ کھلایا، جس سے ان سب کا علم واپس آگیا،

آپ کے اخلاق | آپ اعلیٰ درجہ کے ظریف اور حسین تھے، دیہاتوں کا سماہ
لباس پہنتے تھے، مکارم اخلاق و محاسن صفات کے مجسم تھے
ہاتھ کے سخی تھے، آپ کے اصحاب و مریدین آپ ہی کے سلوک پر قدم بچھتے
رہے۔

آپ کی عمر | باوجودیکہ آپ کی عمر ایک سو بیس سال سے تجاوز تھی، مگر پھر بھی آپ
کے اعضاء بالکل صحیح اور قوی تھے،

آپ کی وفات | قرعہ نبر الملک میں سے قرعہ زریران کے اندر ۵۶۲ ہجری
میں آپ نے وفات پائی، اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے، آج
تک آپ کا مزار زیارت گاہ خلایق ہے،

(۱۲) حضرت شیخ عبدالرحمن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے، صاحب کرامات تھے، اکثر اوقات
امور مخفیہ کی خبر دیا کرتے تھے،

آپ کا مسکن | آپ کا مسکن طفسونج تھا، جو بلاد عراق میں سے ایک
شہر کا نام ہے،

آپ کی بزرگی | آپ کی بزرگی اور عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو
سکتا ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ
آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبدالرحمن ایک مضبوط پہاڑ
ہے، جو حرکت نہیں کرتا،

آپ کا وعظ | آپ نہایت فصیح البیان تھے، آپ کا وعظ گرد و نواح میں مشہور
تھا، فقہاء، علماء اور مشائخ آپ کی مجلس وعظ میں شریک ہوا
کرتے تھے،

آپ کی کرامات | مشہور ہے، کہ جس امر کے متعلق آپ پیشگوئی کیا کرتے
تھے، وہ امر بعینہ اسی طرح واقع ہوا کرتا تھا،

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کہا، کہ حضرت آپ کا فلاں مرید کہتا ہے، کہ جو

مرتبہ آپ کو عطا ہوا ہے، اتنا ہی مرتبہ مجھے بھی عطا ہوا ہے، آپ نے فرمایا، جس نے مجھے عطا فرمایا ہے، اسی نے اُسکو بھی عطا فرمایا ہے، لیکن میرے برابر اُس کو عطا نہیں فرمایا، پھر آپ نے فرمایا، کہ میں اُس کو ایک تیرا مارتا ہوں، تھوڑی دیر آپ سرنگوں رہے، پھر فرمایا، میں نے اُس کو ایک تیرا مارتا ہوں، اب دوسرا مارتا ہوں پھر تھوڑی دیر سرنگوں رہے، پھر فرمایا، میں نے اُس کو دوسرا تیرا مارتا، جو اُس کو لگا ہے، اب تیسرا مارتا ہوں، اگر یہ تیر بھی اُسے لگا، تو معلوم ہو جائیگا، کہ اُسے بھی میرے برابر عطا ہوا ہے، پھر آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے، پھر فرمایا کہ دوڑو، اُسکا انتقال ہو گیا ہے، لوگ گئے، تو اُسکو فی الحقیقت مردہ پایا،

اسی طرح ایک مرتبہ ایک مرید نے آپکی خدمت میں آکر کہا، کہ حضرت! میرے کھجور کے درخت گیارہ سال سے پل نہیں دیتے، اور میری گلابیں تین سال سے بچے نہیں بنتیں، آپ نے اُس شخص کے لئے دعا کی، اسی سال اُس کے درختوں میں پھل آنے شروع ہو گئے، اور اسی سال اُس کی گلابوں نے بچے دیئے، اور کثرت کے ساتھ اُس کے گھر میں موشی ہو گئے،

حضرت غوث اعظم کی تعظیم کرنا | باوجود اس بزرگی، عظمت اور

عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے،

چنانچہ ایک روز آپ گھر سے نکلے، تاکہ خچر پر سوار ہو کر نماز جمعہ کیلئے جائیں، مگر سوار ہوتے وقت رکاب میں پاؤں رکھتے ہی گھٹنچ لیا، اور کچھ دیر توقف کر کے خچر پر سوار ہوئے، لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا، کہ اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اپنی خچر پر سوار ہونے کو تھے، اس لئے میں نے نہیں چاہا، کہ میں آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں،

طفسونچ میں ہی آپ نے وفات پائی، اور یہیں آپ مدفون ہوئے، آپکا مزار ظاہر ہے، جس کی زیارت کئے لوگ اب تک جاتے ہیں،

آپ کی آخری وصیت | صاحبزادہ شیخ ابوالحسن علی الحسینیؒ نے عرض کیا کہ حضرت! مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے، آپ نے فرمایا، کہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں، کہ تم ہمیشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت و تابعداری اور تعظیم و تکریم کرتے رہنا۔

وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آئے، حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی بہت عزت کی، ان کو خیر خواہ بنا دیا، اور اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا۔

(۱۳) حضرت شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین اور مشائخ سے تھے، صاحب کشف و کرامات تھے آپ باب نوہس میں جو کہ قریٰ ہنر الملک میں سے ایک گاؤں کا نام ہے، سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر یہیں رہے،

آپ کی کرامات | مشہور ہے، کہ باذن نفا لے آپ بیروص کو اچھا اور ناپینا کو پینا کر دیا کرتے تھے،

شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ آپ کے گاؤں میں آگ لگی، اور دور تک پھیل گئی، آپ گئے، اور آگ کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا، کہ اے آگ بس رہیں، تم رہو، معاً آگ بجھ گئی،

شیخ موصوف الصدیقی کا بیان ہے، کہ ایک دن آپ اپنی زمین کو پانی دینے کے لئے نکلے، اس وقت آپ کا کوئی مرید آپ کے پاس نہ تھا، اور آپ میں ضعف کی وجہ سے زمین میں پانی دینے کی طاقت نہ تھی، آپ نے اس وقت آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا، معاً مغرب کی جانب سے ایک بادل آیا، اور آپ کی زمین کو سیراب کر کے چلا گیا،

ایک دفعہ تین نقہا شب کو آپ کی زیارت کرنے آئے، اور عشاء کی نماز انہوں نے آپ ہی کے پیچھے پڑھی، آپ جیسا کہ چاہیے، قرأت کا پورا حق ادا،

نہ کر سکے، جس سے فقہائے موصوف کو کس قدر آپ سے بدظنی ہوئی، مگر انہوں نے آپ سے کچھ کہا نہیں، اور شب کو آپ ہی کے زاویہ میں سو رہے، رات کو انہیں امتسلام ہو گیا، اسی وقت اٹھ کر نہر پر جو کہ آپ ہی کے زاویہ کے روبرو واقع تھی، غسل کرنے گئے، جب کپڑے اتار کر غسل کے لئے نہر میں اترے، تو اچانک ان کے کپڑوں پر ایک شیر آ بیٹھا، فقہائے موصوف سردی کی وجہ سے نہایت پریشان ہوئے، اتنے میں آپ نہر پر آئے، تو شیر آپ کے پاؤں پر ٹوٹنے لگا، آپ نے اس کو کہا، کہ تو چارے بہانوں سے کیوں تعرض کرتا ہے، اگرچہ وہ ہم سے بدگمان ہیں، یہ سنتے ہی شیر چلا گیا، فقہائے موصوف پانی سے نکلے، اور آپ سے معافی مانگنے لگے آپ نے فرمایا، آپ لوگوں نے زبان کی اصلاح اور ہم لوگوں نے دل کی اصلاح کی ہے،

حضور غوثیت مآب کی تعظیم کرنا | باوجود اس بزرگی اور مرتبہ کے آپ بہ کبھی حضرت شیخ

عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جاتے، تو آپ کے دروازہ پر جھاڑو دیتے، چھڑکاؤ کرتے، اور آپ کے پاس بغیر اذن کے نہ جاتے تھے،

آپ کی وفات | آپ کی وفات باب نوٹس کے اندر ۵۵۳ ہجری میں اسی سال کی عمر میں ہوئی، آپ کا مزار اب تک ظاہر ہے لوگ

اس کی زیارت کو جاتے ہیں،

(۱۴) حضرت شیخ ابو سعید قبیلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مفتی زمانہ اور فقہائے معتبرین میں سے تھے، شیخ ابوالحسن علی نصری، شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد المدینی، شیخ مبارک بن علی الجبلی اور شیخ محمد علی قیدی وغیرہ اکابر شام، آپ کی صحبت میں رہے،

آپ کا مسکن | آپ قرعہ نہر الملک میں سے قریہ قبیلویہ میں سکونت پذیر تھے، اور حیات کے آخری لمحات تک یہیں رہے،

آپ کی کرامات | شیخ ابوالحسن علی قمری کا بیان ہے، کہ ایک دن آپ

تضائے حاجت کے لئے نکلے، میں پانی کا بھرا ہوا ٹوٹا
بیکرا آپ کے پیچھے پیچھے گیا، اثنائے راہ میں اچانک میرے ہاتھ سے ٹوٹا گر کر ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا، آپ نے تضائے حاجت سے فارغ ہو کر اس ٹوٹے کو اٹھایا، تو وہ
درست ہو کر جیسا کہ تھا، ویسا ہی پانی سے لبریز ہو گیا،

ایک دفعہ اپنے قیلوئیہ کے میدان میں ایک چٹان پر کھڑے ہو کر آذان کہی
آذان کہتے ہوئے جب آپ نے اللہ اکبر کہا، تو آپ کی تکبیر کی ہیبت سے زمین
لرز گئی، اور چٹان کے پارخ ٹکڑے ہو گئے،

آپ کا لباس | آپ علماء کا لباس زیب تن فرمایا کرتے، اور خچر پر سواری کیا
کرتے تھے،

حضرت غوث اعظم کی تعظیم کرنا | آپ جب کبھی بغداد میں آتے،
تو پہلے حضرت غوث اعظم رحمۃ

اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے، جب مدرسہ کے دروازہ پر یا سراسے
کے دروازہ پر پہنچتے، تو چوکھٹ کو چومتے،

آپ کی وفات | آپ کی وفات قیلوئیہ کے اندر ۵۵۵ ہجری میں ہوئی، آپ کی
قبر اب تک ظاہر ہے،

آپ کی آخری وصیت | جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کے
اصحاب نے فرمایا، کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں، کہ تم حضرت

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و تکریم کرتے رہنا، انہوں نے عرض
کیا، کہ آپ مجھے ان کے حال سے آگاہ کیجئے، تو آپ نے فرمایا، کہ شیخ عبد القادر
جیلانی کا قدم تو اس وقت تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، وہ سب سے
زیادہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب ہیں،

(۱۵) حضرت شیخ منظر الباذرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، صاحب کرامات تھے شیخ ابو الکریم تمیم
 حلاوی اور شیخ ابو العزہر ملکی وغیرہ مشائخ عظام نے آپ سے تخریج کی،
 آپ قرنی عراق کے ایک قریہ باذران میں سکونت پذیر تھے
آپ کا مسکن اور مدت العمر یہیں رہے،

باذران کو مسکن بنانے کی وجہ یہ ہوئی، کہ ایک دفعہ عالم رویا میں آپ نے
 ایک عظیم الشان درخت دیکھا، جس کی شاخیں بکثرت اور قریہ باذران سے
 متصل تھیں، آپ نے صبح یہ خواب اپنے پیڑ پر وقت حضرت شیخ یحییٰ العارفین سے
 بیان کی، آپ نے فرمایا، مطر! اس درخت سے میری ذات مراد ہے، تم جا کر
 قریہ باذران میں سکونت اختیار کرو،

کہتے ہیں، کہ میں یہودی یا نصرانی پر آپ کی نظر پڑ جایا
آپ کی کرامات کرتی تھی، وہ بے اختیار کلمہ شہادت پکارتے ہوئے
 حلقہ اسلام میں داخل ہو جایا کرتا تھا، جس بخیر زمین پر آپ کا گزر ہو جاتا تھا، وہ
 سر بہر و شاداب ہو جاتی تھی،

ایک دفعہ چھ شخص آپ کی خدمت میں آئے، آپ نے ایک برتن نکالا، جس میں
 قریباً ڈیڑھ سیر دودھ تھا، وہ ان کو دیا، سب نے سیر ہو کر پیا، مگر دودھ ویسے
 کا ویسا ہی باقی رہا، اس میں مطلقاً کچھ بھی کمی واقع نہ ہوئی،
آپ کی وفات قریہ باذران میں آپ نے وفات پائی، جہاں آپ کا
 مزار اب تک موجود ہے،

جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کے
آپ کی آخری وصیت صاحبزادہ نے کہا، کہ حضرت! مجھے وصیت
 فرمائیے، کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں، آپ نے فرمایا، حضرت شیخ عبد القادر
 جیلانی علیہ الرحمۃ کی، صاحبزادہ نے گمان کیا، کہ شاید آپ غلبہ مرض میں کہہ رہے ہیں
 اس لئے پھر کہا، کہ حضرت! مجھے وصیت فرمائیں، کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں
 اپنے پھر فرمایا، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی، پھر ایک گھڑی کے

بعد صاحبزادہ نے یہی بات دریافت کی، آپ نے فرمایا، بیٹا! منقریب وہ زمانہ آجیو والا ہے جب سوائے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے اور کسی کی اتباع نہ کی جائیگی،

(۱۶) حضرت شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین سے تھے، کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ تھے،
آپ کا مسکن | آپ عراق کے ایک قریہ قوسان میں سکونت پذیر تھے،
 اور مدت العمر یہیں رہے،

آپ کی کرامات | آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ سلیمان بیان کرتے ہیں، کہ
 ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھا، اُس
 وقت آپ کی خدمت میں دس بارہ شخص آئے، آپ نے مجھ سے فرمایا، جاؤ، خلوت خانہ
 سے کھانا نکال لاؤ، خلوت خانہ میں اُس وقت کھانے پینے کی مطلقاً کوئی چیز نہ تھی، مگر میں
 امتثال امر کے لئے خلوت خانہ میں گیا، تو مجھے وہاں انواع و اقسام کے کھانے
 ملے،

اسی طرح ایک دفعہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اور کہنے لگا، کہ میں حج کیلئے
 بیت اللہ شریف جا رہا ہوں، آپ نے اُس کو اپنا ایک پیالہ دیکر فرمایا، کہ اگر تم وضو کرنا
 چاہو، تو یہ تمہارے لئے پانی ہے، اگر نہیں پیاس لگے، تو یہ تمہارے لئے دودھ
 ہے، اور اگر تم پر بھوک کا غلبہ ہو، تو یہ تمہارے لئے ستوہیں، اُس شخص کا بیان
 ہے، کہ یہ عطیہ اُس کو مندرجہ بالا ضرورتوں کیلئے کافی و ودانی ہوا،

حضور غوثیت آپ کی تعظیم کرنا | آپ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی

بہت تعریف کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، شیخ محی الدین اہلبیان ارض
 کے امام اور پیشوا ہیں، اولیسا کی گردنیں اُن کے آگے خم ہیں، انہی کے نور سے
 اہل دل اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں،

آپ کی وفات | آپ کی وفات ۷۶۱ھ ہجری میں عراق کے ایک پہاڑ
 حدین پر ہوئی، آپ کا مزار آج تک وہاں موجود ہے

(۱۱) حضرت شیخ جاگیر الکریمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے مشہور شائخ سے تھے، کثیر التعداد علماء و صلحاء آپ کی محبت
بابرکت سے مستفید ہوئے، آپ اتباع شریعت میں مشہور تھے، ہر قول، ہر فعل
ہر حرکت اور ہر سکون میں آداب شریعت و قانون عبودیت کو مرعی رکھتے تھے

عراق کے ایک جنگل میں قنطرة الرصاص کے پاس آپ
آپ کا مسکن سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر وہیں رہے،

کہتے ہیں آپ کو محض غیب سے روزی آتی تھی،
آپ کی کرامات شیخ ابوالحسن بن شیخ ابو محمد الحسن الحمیدی کا بیان ہے

کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اس وقت آپ کے سامنے سے کئی گائیں
نکلیں، آپ نے ایک گائے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اس کے شکم میں سرخ پھڑا
ہے، جسکو یہ فلاں ماہ میں فلاں دن جنے گی، یہ پھڑا مجھے نذرانہ دیا جائیگا، اس
کے بعد ایک اور گائے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اس کے پیٹ میں بھپیا
ہے، جسکو یہ فلاں وقت جنے گی، یہ بھپیا بھی میری نظر کیجائے گی،

شیخ ابوالحسن بن شیخ ابو محمد الحسن الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ راوی مذکور بیان کرتے
ہیں، کہ میں اسکا انتظار کرنے لگا، پھر آپ نے فرمایا، کہ فلاں شخص اسکو ذبح
کرے گا، اور فلاں فلاں شخص اس کو کھائیں گے، ایک سرخ کتابھی اس میں سے
کچھ گوشت اٹھایا جائیگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور ایک سرخ کتابھی ذبح کرنے کے بعد
ایک رات اٹھا لے گیا،

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا، اور کہنے لگا، کہ آپ
مجھے ہرن کا گوشت کھلایئے، آپ نے سر نہ بچا کیا، مگر ایک ہرن آکر آپ کے
سامنے کھڑا ہو گیا، آپ نے اس نے ذبح کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ذبح کرنے کے بعد
اسکا گوشت پکوا کر اس شخص کو کھلایا گیا،

حضور غوثیت مآب کی عظمت کا اعتراف

آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ تلج العارفين حضرت شیخ ابو الوفاء رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے پایہ اود مرتبہ کا کوئی بزرگ دیکھنے میں نہیں آیا، فی الحقیقت انکا طریقہ دیگر طرق سے اعلیٰ ہے، اور سارا اللہ اسی مندر کی نہریں ہیں،

آپ کی وفات نظرۃ الرصاص کے پاس اپنے زاویہ میں ہی اپنے کبیرین ہو کر وفات پائی، اور وہیں مدفون ہوئے،

(۱۸) حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، شریعت و طریقت کے جامع تھے، مذہباً مالکی تھے، اپنے علاقہ کے متفق تھے، کثیر التعداد صاحبان احوال نے آپ سے ارادت حاصل کی، آپ کے وعظ میں علماء و مشائخ بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے، بصرہ میں آپ سکونت پذیر تھے، اور تادم آخر یہیں آپ کا مسکن رہا،

آپ کی کرامات مشہور ہے، کہ آپ صاحب کرامات ظاہرہ و احوال نفیہ تھے،

چنانچہ شیخ الصوفیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردی فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی زیارت کرنے کے لئے بصرہ گیا، اثنائے راہ میں میرا گزر بہت سے ایسے باغات میں سے ہوا، جو آپ کی ملکیت میں تھے، یہ دیکھ کر میرے قلب میں خطرہ گزرا، کہ یہ تو امیرانہ شان ہے،

پھر میں سورہ انعام پڑھتا ہوا بصرہ میں داخل ہوا، میں نے اپنے دل میں خیال کیا، کہ دیکھو، کوئی آیت پر میں آپ کے دولت خانہ میں داخل ہوتا ہوں

یہ ابن جلد نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، بہروردی بصرہ میں پہلے دسکون ٹاٹے ہوز و فخر رہے پہلے دسکون ٹاٹے ثانیہ دور آخری دہائی عراقی علم میں زنجان کے ایک شہر کا نام ہے، ۱۲۰۱ ہجری

آپ کے حق میں اس آیت کو میں قال تصور کرونگا، غرض میں پڑتا ہوا آیا،
 اور ذیل کی آیت پر میں آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر پہنچا،
 اُولَئِكَ الَّذِينَ هَذَا لَهُمْ
 یہ وہ لوگ ہیں، جنکو خدائے تعالیٰ نے
 اَللَّهُ يَهْدِي لَهُمُ اقْتِدَاءَ
 ہدایت کی تم ان کی ہدایت کی پیروی

کرتا رہو،

میں یہ آیت پڑھتا ہوا آپ کے دروازہ میں کھڑا ہو گیا، میں آپ کا خادم
 مجھے اندر بلا لے گیا، جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا،
 عمر! جو کچھ زمین پر ہے، وہ زمین ہی پر ہے، اس کی محبت اور وقعت میرے قلب
 کے اندر ذرہ بھر بھی نہیں ہے، آپ کے یہ فرمانے سے میں انگشت بندھاں ہو گیا
 اسی طرح شیخ ابو الحسن علی تائبانی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں بصرہ کے
 اندر بعض اجباب کے ہمراہ ایک باغ میں تھا، تو ہمارے پاس ایک غبارا آلودہ
 پرانڈہ حال فقیر آیا، اور مالک باغ کو مخاطب کر کے کہنے لگا، کہ انجیر کھلا کر میرا
 پیٹ بھردو، مالک باغ نے آدھ سیر کے قریب انجیر لا کر اس کو دیئے، اس نے
 کھا کر کہا، کہ اوردو، اس نے اور لا کر دیئے، اسی طرح وہ بار بار مانگتا رہا، حتیٰ
 کہ چار پارچہ من کے قریب انجیر کھا گیا، پھر اس نے نہر پر جا کر بہت سا پانی پیا
 شیخ ابو الحسن موصوف الصدر کا بیان ہے، کہ ایک عرصہ کے بعد مالک
 باغ نے مجھ سے بیان کیا، کہ اس سال سے میرے کھیت اور باغات کی
 پیداوار ڈگنی ہو گئی،

آگے چل کر شیخ ابو الحسن فرماتے ہیں کہ میں سال مالک باغ نے مجھے ڈگنی
 پیداوار کی خبر دی، اسی سال مجھے حج کی غرض سے بیت اشد کی حاضری کا اتفاق
 ہوا، اثنائے راہ میں مجھے اس فقیر کی کھیت کا اشتیاق مالا یطاق ہوا، جسے
 میں نے انجیر کھاتے ہوئے دیکھا تھا، ابھی مجھے یہ خیال گزرا ہی تھا، تو اچانک میں
 نے کیا دیکھا، کہ وہ فقیر میری داہنی جانب جا رہا ہے، یہ دیکھتے ہی مجھ پر خوف طاری
 ہو گیا، مگر بہت اور جرأت سے کام لیکر میں ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، جب
 یہ فقیر چلتا، تو اس کے ساتھ ساتھ قافلہ بھی چلتا، جب یہ ٹھیر جاتا، تو قافلہ بھی

اگر پڑتا، اتنا نہ راہ میں یہ فقیر ایک ایسے تالاب کے پاس اُترا، جسکا پانی خشک ہو گیا
 کو تھا، اس فقیر نے اُس تالاب کے تیچے کی مٹی نکال نکال کر کھانی شروع کی، اور ذرا
 سی ہی مٹی اُس نے مجھے بھی کھلائی، جو ذائقہ میں حلوائے خشکا تک کیطرح اور خوشبو
 میں مشک کیطرح معلوم ہوئی، مٹی کھا کر پھر اُس نے بہت سا پانی پیا، اور پانی پی کر
 مجھ سے کہا، کہ انجیریں کھانے کے بعد آج میں یہ مٹی کھائی ہے، اس کے درمیانی
 عرصہ میں نہ میں نے کچھ کھایا، اور نہ پیا، میں نے عرض کیا، کہ آپ کو یہ قوت کہاں
 سے حاصل ہوئی، تو انہوں نے فرمایا، کہ ایک دن حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن
 عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر توجہ کی، جس سے میرا قلب محبت سے بھر
 گیا، اور میں بجز احکام بشریت باقی رکھنے کے اکثر اوقات خورد و نوش سے مستغنی
 ہو گیا،

اسی طرح شیخ ابو عبد اللہ محمد طہی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک سال میں
 حرم مکہ تشریف لائے، وہاں پر ایک روز حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن
 عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، آپ کی معیت میں چار شخص تھے، آپ
 نے نماز ادا کی، پھر سات دفعہ طواف کیا، جب طواف کر چکے، تو چاروں آدمیوں کو
 لیکر باب نبی شیبہ کی طرف نکلے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا، آپ کے ہمراہیوں
 نے مجھے آپ کے ساتھ ہونے سے روکا، آپ نے انہیں روکنے سے منع کیا، پھر
 اپنے سب کو مخاطب کر کے فرمایا، کہ سب میرے پیچھے، پیچھے کے بعد دیگرے میرے قدموں
 پر قدم رکھتے چلے آؤ، غرض ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلے، ابھی تھوڑی دیر گزری
 تھی، کہ مدینہ شریف میں جا پہنچے، وہاں ہم نے زیارت کے بعد ظہر کی نماز پڑھی،
 پھر وہاں سے آپ کے پیچھے پیچھے چلے، اسی عرصہ کے بعد کیا دیکھتے ہیں، کہ
 ہم سب بیت المقدس میں موجود ہیں، نماز عصر پڑھنے کے بعد پھر وہاں سے نکلے،
 اور مغرب کی نماز سنا یا جوج ماجوج میں جا کر ادا کی، اور عشا جبل تانہ پر پڑھی، پھر
 آپ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گئے، اور ہم سب آپ کے گرد گرد دوزانو ہو کر بیٹھ
 گئے، غیب سے لوگ اُن آنکر آپ کو سلام کرنے لگے، اُن لوگوں کے چہرے چاند
 اور سورج سے زیادہ روشن اور منور تھے، پھر جو میں سے بہت سے لوگ نمودار

ہوے، جو اٹنا فائنٹے اتر کر آپ کے پاس حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے، یہ لوگ آپ کا کلام سننے کے بے حد شائق تھے، آپ نے کلام شروع کیا، آپ کا کلام شروع کرنا ہی تھا، کہ سب پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہو گئی، بعض لرزے، بعض کاپنے، بعض رونے اور بعض جو میں دوڑنے لگ گئے، حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح ہو گئی سب نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی، پھر آپ واپس ہوتے ہوئے ایک ایسے مقام پر اترے، جس کی زمین دنیا کی زمینوں کے مشابہ نہ تھی، اس زمین سے مشک کی خوشبو آتی تھی، یہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہمہ تن مشغول تھے، آپ پر وجدانہ کیفیت طاری تھی، کبھی آپ فضا میں اڑنے لگ جاتے تھے کبھی یہ کہتے تھے، کہ تیرا شوق مجھے بے قرار کرتا ہے، تیرا بعد مجھے قتل کرتا ہے، تیرا خوف مجھے تلف کرتا ہے، تیری امید مجھے زندہ کرتی ہے، تیرا اعراض مجھے مار ڈالتا ہے، تیری محبت مجھے خوش کرتی ہے، تیرا مشاہدہ مجھے سکڑاتا اور پھیلاتا، پس اسے پروردگار جن لوگوں کا تو ذمہ وار اور کفیل ہے، ان پر تو اپنا فضل و

کرم کر،

پھر ہم ایک ایسے شہر میں آئے، جو فی الحقیقت بلا مبالغہ گویا سونے چاندی سے بنایا ہوا تھا، جس میں نہریں اور باغات بکثرت تھے، ہم نے آکر یہاں پر کچھ میوے کھائے، اور نہروں سے پانی پیا، آپ نے فرمایا، کہ یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے، اس میں بجز اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں آسکتا، پھر مکہ معظمہ میں آکر ہم نے ظہر کی نماز پڑھی،

آپ کی وفات | ہم بحری میں بصرہ کے اندر آپ نے وفات پائی، اور شہر کے باہر آپ کو دفن کیا گیا، کہتے ہیں، کہ خلا میں رجال غیب نے بھی آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی، لوگوں نے انکو دیکھا، اور ان کی آوازیں سنیں، آپ کی قبر آج تک ظاہر ہے، لوگ اس کی زیارت کے لئے جاتے ہیں، حضور غوثیت مآب رح | ہجرت الاسرار میں لکھا ہے، کہ ایک دفعہ آپ کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دوران ملاقات میں آپ نے حضرت خضر کی عظمت و بزرگی

علیہ السلام سے دریافت کیا، کہ کیا اس وقت کوئی ایسا کامل مرد خدا ہے جس سے
میں آٹھ سو سالوں میں جو مشکلات مجھے پیش آجاتی ہیں، ان کو حل کر لیا کروں؟
تو حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا، کہ موجودہ وقت میں کامل مرد خدا حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں، آپ نے حیرانی سے دریافت کیا، کہ کیا
آپ کا پایہ اور مرتبہ بہت بلند ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، کہ شیخ
عبدالقادر تو اس وقت کے اولیاء کے سردار ہیں، اللہ تعالیٰ کے محب و مقرب
ہیں، اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے اسرار میں سے وہ بتو دیا ہے، جس سے وہ جمہور
اولیاء پر سبقت لے گئے ہیں،

(۱۹) حضرت شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوق قرظی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے اکابر مشائخ سے تھے، صاحب کشف و کرامات تھے، شریعت
و طریقت کے جامع تھے، نہایت منکسر المزاج اور حلیم الطبع تھے، مراقبہ گوشہ
نشینی اور قطع علائق میں آپ شہرہ تھے،

آپ کا مسکن | آپ مصر میں سکونت پذیر تھے، اور مدت اربعین
رہے،

آپ کا کلام | معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا،

آپ فرمایا کرتے تھے، کہ فکر معرفت الہی کا راستہ ہے، عقول و اذنان کو اس
کی ذات کی حقیقت دریافت کرنے کی مطلقاً طاقت نہیں، کیونکہ اگر خدائی حکمتیں
حد اذیان و افہام تک فہمی ہوتیں، یا قدرت ربانیہ ادراک علوم میں منحصر ہوتی، تو یہ
اُس کی حکمت و قدرت میں ایک بڑا نقصان ہوتا، تَعَالَى اللهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا
اسی لئے اسرار ازلی و اسرار جلالی آنکھوں سے پوشیدہ رہے،

یہ آپ فرمایا کرتے تھے، کہ فرش سے لیکر عرش تک تمام مخلوق اُس کی
معرفت کے راستے اور اُس کی ازلیت پر چھتیں ہیں، تمام موجودات اپنی زبان
حال سے اُس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے،

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ
تَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ وَاحِدٌ

بسا اوقات آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے، کہ جس دل میں محبت نہیں، وہ
دل خراب و ویران ہے، جس فہم میں آب معرفت نہیں، وہ فہم گویا بے آب
بدلی ہے، مخلوق سے متوحش ہونا اپنے مومنوں سے ہونے کی دلیل ہے۔
آپ سے کثرت کے ساتھ خارق عادت امور اور

آپ کی کرامات

کرامات ظہور میں آئیں،

چنانچہ شیخ ابو اسحق ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ دریائے نیل کا پانی
اس قدر چڑھ آیا، کہ قریب تھا، کہ مصر کے بہت سارے بلاد غرق ہو جاتے، تمام
گرد و نواح کی زمینوں پر پانی ہی پانی تھا، کھیتی کا وقت بھی فوت ہونے کو تھا،
لوگ آپ کی خدمت میں آئے، اور دعا کی درخواست کی، آپ نیل کے کنارے
پر آئے، اور اس سے وضو کیا، معاً وضو کرتے ہی پانی زمین سے اتر گیا،
اسی طرح ایک دفعہ نیل میں پانی بہت کم ہو گیا تھا، لوگوں کے درخواست
کرنے پر آپ نے اُس کے کنارہ پر جا کر وضو کیا، معاً دریا کا پانی بڑھنا شروع ہو
گیا، حتیٰ کہ تھوڑی ہی دیر میں دریا کے کنارہ تک پہنچ گیا،

آپ کی وفات ۵۶۴ھ ہجری میں مصر کے اندر ہوئی، وفات

آپ کی وفات

کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز تھی، آپ حضرت
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے پاس مشرق کی جانب مدفون ہوئے
حضرت نبوت اعظمؐ کا احترام کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت

شیخ ابو عمر و عثمان بن مرزوقؒ کو بار بار یہ کہتے ہوئے سنا، کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ
اس زمانہ کے امام اور سردار ہیں، آپ طریقت میں سب اولیاء اللہ پر سبقت
لے گئے ہیں،

(۲۰) حضرت شیخ سوید بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ دیار بکر کے اکابر مشائخ سے تھے، آپ کرامات ظاہرہ، احوال فاخرہ
اور مقامات رفیعہ رکھتے تھے، جامع شریعت و طریقت تھے، بخاری میں قبولیت

عامہ آپ کو نصیب تھی ،

شیخ حسن التلعفزیؒ اور شیخ عثمان بن عاثر السجاریؒ وغیرہ جیسے اکابر شلخ
آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے ، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
آپ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے ،

آپ فرمایا کرتے تھے ، کہ آنکھیں تین قسم کی ہیں (۱) بصر کی آنکھ (۲)
آپ کا کلام بصیرت کی آنکھ (۳) روح کی آنکھ

بصر کی آنکھ تو محسوسات کو معلوم کرتی ہے ، بصیرت کی آنکھ معنویات کو اور
روح کی آنکھ پوشیدہ چیزوں کو ۔

شیخ ابو الجعد سالم بن احمد بن عبد اللہ تلعفزیؒ بیان کرتے ہیں
کہلی کرامات کہ سجاریں ایک شخص تھا ، جو سلف صالحین کی بلاوجہ بدگوئی

کیا کرتا تھا ، جب وہ شخص بیمار ہو کر قریب المرگ ہو ، تو سب باتیں کرتا تھا ، مگر کلمہ
شہادت اُس کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا ، باوجود لوگوں کے بار بار پڑھکر سنانے
کے کسی طرح سے بھی وہ اُسے نہیں پڑھ سکتا تھا ، لوگ پریشان ہو کر شیخ سوید
سجاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلالائے ، آپ اس شخص کے پاس آکر مراقبہ میں بیٹھ گئے
پھر کچھ دیر کے بعد سہراٹھا کر فرمایا ، کہ اے شخص ! کہہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ
آپ کا یہ فرمانا تھا ، کہ وہ بار بار کلمہ شہادت پڑھنے لگ گیا ،

پھر اپنے فرمایا ، چونکہ یہ شخص سلف صالحین کی بدگوئی کیا کرتا تھا ، اس لئے
اس وقت کلمہ شہادت پڑھنے سے اس کی زبان روک دی گئی تھی ، میں نے اس
وقت باری تعالیٰ کی درگاہ میں اس کی سفارش کی ، تو مجھے کہا گیا ، کہ ہم نے تمہاری
سفارش قبول کی ، بشرطیکہ ہمارے اولیاء بھی اس سے راضی ہو جائیں ، پھر میں
درگاہ شریف میں داخل ہوا ، تو حضرت شیخ معروف کرخیؒ ، حضرت شیخ سہری سقطنیؒ
حضرت شیخ جنید بغدادیؒ ، حضرت شیخ شبلیؒ ، حضرت شیخ ابو بکر بسطامیؒ سے میں نے
اُس کی طرف سے معافی چاہی ، انہوں نے معاف کر دیا ، تب اُس کی زبان پر
کلمہ شہادت جاری ہوا ،

پھر اُس شخص نے بیان کیا ، کہ جب میں کلمہ شہادت پڑھنا چاہتا تھا ، تو ایک

سیاہ چیز آکر میری زبان کو پکڑ لیتی تھی، اور کہتی تھی، کہ میں تیری بدزبانی ہوں، پھر اس کے بعد ایک چمکنا ہوا نور آیا، اُس نے اُس کو دفعہ کر دیا، اور کہا میں اولیاء اللہ کی رضا مندی ہوں،

اسی طرح حجۃ السالکین عارف کامل حضرت شیخ ابو متعمہ سلامہ بن نافع مغربیؒ بیان کرتے ہیں، کہ کسی نے بدوں قصاص کے ایک شخص کی ناک کاٹ ڈالی، جب آپ کو اس کی خبر پہنچی، تو اپنے آکر اس کی کٹی ہوئی ناک بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کر جوڑی، تو باز نہ تعالیٰ اُس کی ناک جڑ کر جیسی تھی، ویسی ہو گئی،

اسی طرح شیخ ابو عمر و عثمان بن عاشور اسنجاریؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز ہم مسجد میں تھے، کہ ایک نابینا آیا، اور غیر قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، آپ نے اُس کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کہ اے پروردگار! تو اس کو بینا کر دے، چنانچہ آپ کی دعا سے وہ بینا ہو گیا، اس کے بعد وہ بیس برس تک زندہ رہا، اور بدستور بینا ہی رہا،

اسی طرح ایک دفعہ آپ نے ایک مجذوم کے حق میں دعا کی، جس کے بدن سے کیڑے پھٹتے تھے، پیپ و خون بہتا تھا، آپ کا دعا کرنا تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے مٹا اُس مجذوم کو تندرست کر دیا،

اسی طرح ایک دفعہ آپ حج کو جا رہے تھے، کہ اثنائے راہ میں آپ کے ہمراہیوں کو پانی کی اشد ضرورت محسوس ہوئی، آپ نے دور کعت نماز پڑھ کر ایک پتھر پر ہاتھ مارا، مٹا پتھر سے شیرین چشمہ پھوٹ نکلا

آپ کی وفات | آپ کی وفات آپ کے مسکن سنجا رہی میں ہوئی، اور یہیں مدفون ہوئے، آج کل آپ کا مزار زیارت گاہ قلاتی

حضور غوثیت مآب کے متعلق آپ کا فرمان

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ سردار، امام اور پیشوا ہیں، وہ

حضرت قدس کے اہل کے صدر ہیں،

(۲۱) حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حران کے مشائخ عظام میں سے تھے، بڑے عارف اور مشہور محقق تھے، کثیر التعداد صاحبان احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، ہر خاص و عام، کیا عالم، کیا جاہل، کیا پیر، کیا مرید، کیا امیر، کیا غریب سب آپ کے مراتب و مناصب کے معترف تھے، بسا اوقات ایمان حران آپ کی دعا کی برکت سے باران طلب کرتے تھے،

آپ کا کلام عالی ہوتا تھا، چنانچہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ **اپکا کلام** چھلکوں کی قیمت ان کے مغز سے، مردوں کی قیمت ان کی عقل سے، مکانوں کی قیمت ان کے کینوں سے ہو کرتی ہے، اجباب کی عزت اجباب سے ہوتی ہے،

آپ کے ہاتھ پر بہت سے عجائبات و خوارق عادات کا ظہور ہوا تھا، **آپ کی کرامات**

چنانچہ شیخ نجم الدین عبد المنعم بن علی الحرانی الصیقلی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ ہمیں حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی کے ساتھ حج کرنے کا اتفاق ہوا، اثنائے راہ میں ایک جگہ سب قافلہ اُترا، شیخ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بول کے ایک درخت کے سایہ تلے بیٹھ گئے، اسوقت آپ کے خادم نے آپ سے عرض کیا، کہ حضرت! اس وقت میرا جی کھجور کھانے کو چاہتا ہے، آپ نے فرمایا اچھا، اس درخت کو بلاؤ، آپ کے خادم نے عرض کیا، کہ حضرت! یہ تو بول کا درخت ہے، آپ نے فرمایا، تم اسے بلاؤ تو یہی، آپ کے خادم نے اُسے بلایا، تو تروتانہ کھجوریں اُس درخت سے پٹکنے لگیں، اور سب نے اس قدر کھائیں، کہ سیر ہو گئے اسی طرح شیخ عبد اللطیف بن ابی الفرج الحرانی المعروف بابن البقیطی بیان کرتے ہیں، کہ حران میں ایک مسجد حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی کی زندگی میں بنائی گئی، جب لوگوں نے اُس کے محراب رکھنے کا ارادہ کیا، تو ریاضی دان

نے کہا، کہ قبلہ کا رخ یہ ہے، حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی بھی وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا، انہیں قبلہ کا رخ یہ ہے، رہا ضی دان لے کہا، نہیں، آپ نے اُس کو اپنے بتائے ہوئے رخ کھڑا کر کے فرمایا، کہ دیکھ! کعبہ تیرے سامنے ہے اُس نے دیکھا، تو قبلہ شریف اُس کے سامنے تھا، یہ دیکھتے ہی وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا

آپ کی وفات | آپ حران میں سکونت پذیر تھے، اور یہیں بدھ کی رات آخر ماہ جمادی الاخریٰ ۱۷۷ھ ہجری میں فوت

ہوئے، اور یہیں مدفون ہوئے،

حضرت غوث اعظم | شیخ ابو الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

علیہ الرحمۃ اس زمانہ کے سلطان العارفین ہیں،

شیخ ابو العباس احمد یحییٰ بن برکت بغدادی مشہور ابن الدیلمی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے کئی مرتبہ حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی کو فرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ اس وقت شیخ عبد القادر جیلانی کی وجہ سے تھنوں میں دودھ دیتا اور بارش اتارتا اور بلاؤں کو مٹاتا ہے، وہ اس وقت اولیاء و مقربین کے سردار ہیں،

(۲۲) حضرت شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، دمشق آپ کا سکن تھا، آپ سالکین کے امام اور عارفین کے سردار تھے، آپ کو قبولیت عامہ نصیب تھی، شام میں تربیت فرمیدیں آپ ہی کی طرف منہ تھی،

آپ کی کرامات | آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں،

چنانچہ ایک دفعہ پندرہ شخص آپ کے ہاں سہان آگئے اس وقت آپ کے پاس پانچ روٹیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا، آپ نے بسم اللہ کہہ کر

اُن پانچ روٹیوں کو اُن کے سامنے رکھ دیا، اور دعا کی، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا
رَزَقْتَنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ اے مولا! تو ہماری روزی میں برکت دے،
تو ہی سب کو بہتر روزی دینے والا ہے، آپ کی دعا کی برکت سے سب روٹیوں کو
کھایا، اور سب کے سب خوب سیر ہو گئے، اور جتنی روٹی پخت رہی، اُسے اپنے
ٹکڑے کر کے سب کو ایک ٹکڑا دیدیا، پھر یہ لوگ بغداد چلے گئے، اور اُس
ایک ٹکڑے میں سے کئی روز تک کھاتے رہے،

شیخ ابو احمد محمد الکردی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو ہوا
میں اڑتے ہوئے دیکھا، یسج کے نئے بیت اللہ جارہا تھا، جب وہاں پہنچا،
تو عرفات اور حج کے تمام موقعوں پر میں نے آپ کو دیکھا، اس کے بعد آپ
مجھ سے غائب ہو گئے، جب میں دمشق میں آیا، اور لوگوں سے آپکا حال دریافت کیا
تو انہوں نے کہا، کہ بجز عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق کے اور کسی روز آپ پوئے دن ہم
سے غائب نہیں ہوئے،

ابو احمد مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز میں نے دمشق کے ایک میدان میں
آپ کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا، میں نے آپ سے اسکا سبب دریافت کیا، تو
آپ نے فرمایا، کہ اس وقت فرنگیوں کا لشکر ساحل کی طرف نکلا ہے، اور اسلامی
لشکر نے اُن کا تعاقب کیا ہے، یہ کنکریاں میں فرنگیوں کے لشکر کو مار رہا ہوں، بعد
ازاں مسلمانوں کے لشکر نے بیان کیا، کہ ہم فرنگیوں کے لشکر میں اُن کے سردوں پر
آسمان سے کنکریاں گرتی ہوئی دیکھتے تھے، جو کنکری جس سوار پر گرتی تھی، وہ
اُس سوار کو اُس کے گھوڑے سمیت ہلاک کر دیتی تھی، یہاں تک کہ انہیں کنکریوں
سے اُن کا بہت سا لشکر ہلاک ہو گیا، اور وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے،

دشقی میں آپ سکونت پذیر تھے، اور یہیں پر آپ نے وفات
پائی اور یہیں مدفون ہوئے،

کہتے ہیں، کہ تکفین کے بعد جب آپ کے جنازہ کو اٹھا کر قبرستان لے جانے
لئے، تو اُٹھائے راہ میں بہر پرندے آئے، اور آپ کی نعش کے ارد گرد پھرتے
رہے، اور سفید گھوڑوں پر بہت سے سوار دکھائی دیئے، جنہوں نے جنازہ کو گھیرا

ہوا تھا ان سواروں کو نہ تو اس سے قبل کسی نے دیکھا تھا اور نہ ہی بعد میں کسی نے انہیں دیکھا۔

حضرت غوث اعظم کا احترام

شیخ الشیوخ ابو الحسن عبدالطیف
سلطان دمشق رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا، کہ شیخ عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ شیوخ حضوری کے صدر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
نائب ہیں، سالکین کے سردار اور عارفین کے امام ہیں، ان کے آگے سب ادیبان
کی گردنیں خم ہیں،

(۲۳) حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے بڑے شیخ اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم
تھے،

حضور غوثیت مآب علیہ الرحمۃ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ عمر! تم مشاہیر
عراق سے ہو گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا،

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل تابع سنت نبوی اور جامع شریعت و طریقت
تھے، طریقت میں آپ کے مراتب عالی تھے، چنانچہ نجم الدین نقلیسی جو کہ آپ کے
مردین سے تھے، بیان کرتے ہیں، کہ جب میں آپ کے خلوت خانہ کے اندر چلہ کشتی
کے لئے بیٹھا، تو اخیر چلہ میں عالمیوں روز مجھے مشاہدہ ہوا، کہ آپ ایک پہاڑ پر بیٹھے
ہوئے صلح بھر بھر کر لوگوں کو جو اہرات تقسیم کر رہے ہیں، جب یہ جو اہرات کم ہو جاتے
ہیں، تو پھر یہ خود بخود بڑھ جاتے ہیں، جب میں چلہ کا یہ چالیسواں دن پورا کر کے خلوت
خانہ سے نکل کر آپ کی خدمت میں آیا، تو بات کرنے سے قبل آپ نے فرمایا،
کہ جو کچھ تم نے اپنے مشاہدہ میں دیکھا ہے، ٹھیک دیکھا ہے، اور سب کچھ حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی برکت سے ہے،

آپ کے ابتدائی حالات
آپ نے اولاً علوم دینیہ کی تحصیل کی، اور پھر
ابھی سنی، اس کے بعد آپ عزمہ تک خلوت

گزین رہے، اور ذکر و اشغال کرتے رہے، چونکہ آپ کو علم کلام کا زیادہ شوق تھا اس لئے خلوت میں بھی اس فن کی بہت سی کتابیں مطالعہ کرتے رہے، آپ کے علم بزرگ آپ کو اس میں مشغول رہنے سے منع کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک روز آپ کے علم بزرگ آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے، اور فرمایا کہ یہ میرے بھتیجے شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے ہیں، اور میں انہیں منع کیا کرتا ہوں، مگر یہ نہیں مانتے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ کی، جس سے آپ کا سینہ علم کلام سے بالکل صاف ہو گیا، اور بجائے اس کے آپ کے سینہ میں حقائق بھر گئے،

اس کے بعد اپنے اپنے علم بزرگ کے مدرسہ میں مجلس و عطا منفذ کی، اور خلقت کثیر آپ کے وعظ میں آ لے لگی، دور و دراز بلاد تک آپ کی شہرت ہو گئی عوام و خواص دونوں میں آپ کو قبولیت نصیب ہوئی،

قاضی القضاة بجز الدین عبدالرحمن نے اپنی کتاب تاریخ المعبرین لکھے ہیں، کہ شہاب الدین آپ کا لقب تھا، اور آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا تھا، آپ شافعی المذہب تھے،

آپ نے سلوک میں عمدہ کتابیں لکھیں، چنانچہ

آپ کی تصانیف | تصوف کی مشہور کتاب عوارف المعارف

آپ کی تصنیف ہے،

آپ کی وفات بغداد میں ہوئی، آخر عمر میں آپ کا بغداد

آپ کی وفات | میں کوئی نظیر نہیں تھا،

حضرت غوثیت مآب | آپ بسا اوقات حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے،

کے متعلق ارشاد | کہ شیخ عبدالقادر، پیشوا سے سائیکین،

حجۃ العارفین، امام الصدفین اور صدر المقربین ہیں،

(۲۴) حضرت شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہی عطا نے اولیائے کرام سے تھے، احوال و مقامات فاخرہ و کرامات عالیہ رکھتے تھے،

ابتدائی حالات | آپ اصل میں طرابلس کے رہنے والے تھے، اور آپ کے والد عیسائی تھے، اور خود اپنے اپنی صغریٰ

ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد سب سے قبل اپنے کلام اللہ ازبر کیا، پھر علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے بغداد آئے، اور حضرت شیخ عبدالقادر جمیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت ہا برکت سے مستفید ہوئے اور آپ سے تفقہ حاصل کیا، اور قاضی ابوالفضل محمد بن عمر الارموی، شیخ ابوالعباس احمد بن ابی غالب بن الطلائیہ، شیخ ابو بکر محمد بن الزراغونی، ابن النبی، شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر الحافظ وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی،

تحصیل علوم کے بعد مدت تک آپ بغداد میں حدیث پڑھاتے رہے، بعد ازاں آپ اصہبان چلے آئے، اور مدت العمر یہیں رہے

آپ کی وفات | آپ کی وفات اصہبان میں ہوئی، اور یہیں آپ کو دفن کیا گیا،

حضور غوثیت مآب کا احترام | حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ

شیخ عبدالقادر جمیلانی، اصفیاء، اقیاء، بدلا، نجبا اور اوتاد و اقطاب کے امام، پیشوا اور معلم ہیں، آپ شرافت، عظمت، بزرگی، علم، تقویٰ، طہارت، پاکدامنی، عفت، احسان،

صمت، عفاف، کرم، جود، سخاوت، علم اور عس میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں،

(۲۵) حضرت شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے معنی تھے، شریعت و حقیقت کے عالم تھے، علماء و مشائخ دونوں فریق میں مقتدا، و پیشوا مانے جاتے تھے،

تدریس | اپنے مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدتوں درس تدریس کی، اور فتوے دیئے، دور و دراز مقامات کے طلباء بغداد آکر آپ سے مستفید ہونے،

تعلق و معارف میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا،

آپ کا کلام | چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے، کہ تصوف کی ابتداء علم، اسکا وسط عمل اور اس کی انتہا بخشش ہے، کیونکہ علم سے مقصود منکشف ہوتا، عمل طلب میں معین بنتا، اور بخشش فایت مقصود تک پہنچاتی ہے،

آپ کی کرامات | شیخ محمد عبداللہ بن ابروہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں بغداد کے سوق الشیاطین میں سے گذرتا ہوا آپ

کے ہمراہ جارہا تھا، کہ اثنائے راہ میں ایک معلق بکری پر جسے قصاب بنا رہا تھا آپ کی نظر پڑی، آپ نے اس قصاب سے فرمایا، کہ یہ بکری نہ مجھے کہہ رہی ہے، کہ میں مردار ہوں، قصاب آپ کا یہ فرمان سن کر بے ہوش ہو گیا، جب ہوش میں آیا، تو اقرار کیا، کہ فی الحقیقت یہ بکری مردار تھی، اور آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا،

شیخ مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ میں آپ کے ہمراہ بغداد کے محلہ کرخ میں جارہا تھا، کہ راستہ میں ہمیں ایک مکان سے شراب خوروں کی آواز سنائی دی، آپ آواز سن کر اس مکان کی طرف آئے اور دہلیز کے پاس نماز پڑھنی شروع کی، معاودہ شرب پانی بن گئی، وہ لوگ باہر آئے، اور آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے،

اسی طرح شیخ شہاب الدین عمر السہروردی بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، کہ ایک شخص گلابے کلاچہ آپ کی خدمت میں نذرانہ دے گیا، جب نذرانہ دیکر وہ شخص چلا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ یہ گلابے کلاچہ مجھ سے کہتا ہے، کہ میں شیخ علی بن ابیہتیق کے نذرانہ میں دیا گیا ہوں، آپ کے نذرانہ میں جو بچہ دیا گیا ہے، وہ دوسرا ہے، چنانچہ قہوڑی دیر کے بعد وہ شخص دوسرا بچہ لیکر آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضرت! یہ دونوں بچے مجھ پر مشتبہ ہو گئے تھے، اس لئے مجھ سے غلطی ہو گئی، دراصل آپ کے نذرانہ میں دیا ہوا یہ بچہ ہے، آپ نے یہ لے لیا، اور پہلا واپس کر دیا،

آپ کی وفات | آپ بغداد میں رہتے تھے، اور یہیں ۳۵۴ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا اور اپنے مدرسہ میں دفن ہوئے،

حضرت غوث اعظم کی تعظیم | حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردی

ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی کے ساتھ ۶۰۰ ہجری میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا، آپ نے حضور غوثیت مآب کا حد سے زیادہ ادب کیا، جب ہم وہاں سے لوٹے تو میں نے آپ سے اس قدر ادب کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں انکا ادب کیوں نہ کروں؟ جبکہ تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں انکے آگے خم کئے ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انکو مالک بنا دیا ہے، عالم موجودات میں وہاں سوقت فردیگانہ

۲۹۱ | حضرت شیخ ابوالحق برہمہیم بن علی ملقب بہ اعرب رحمۃ اللہ علیہ

آپ بطائغ کے اکابر مشائخ سے تھے، عارفین اور محققین کے پیشوا تھے، نہایت کرم الاخلاق، متواضع اور علم دوست تھے، شافعی المذہب تھے،

تحصیل علم اور مجاہدہ | علاوہ تحصیل علوم دینیہ کے اپنے اپنے ناموں شیخ احمد بن ابوالحسن الرفاعی سے علم طریقت حاصل کیا

کثیر التعداد علماء و فقہاء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا،

آپ ہمیشہ خشوع خضوع اور مراقبہ میں رہا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ بوجہ حیا کے چالیس برس تک اپنے آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھائی،

آپ کی کرامات | آپ صاحب کرامات و خوارق تھے،

چنانچہ شیخ معمر ابوالمظفر منصور بن المبارک بن فضل و اعظیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ کے ہمراہ ایک ایسے شخص کی عیادت کو گیا، جو خارش کی بیماری میں مبتلا تھا، آپ نے اس کی حالت زار دیکھ کر اپنے خادم سے فرمایا کہ تم اس کی بیماری اٹھاؤ، خادم کا ہاں کرنا تھا کہ معاً اس مریض سے بیماری اٹھ گئی، اور خادم کو آگئی، جب آپ واپس ہوئے، تو راستہ میں آپ کو ایک خنزیر دکھائی دیا، آپ نے اپنے خادم سے فرمایا، لو! میں نے تمہاری خارش کو اس خنزیر پر منتقل کر دیا ہے، معاً آپ کے فرباتے ہی وہ خارش خنزیر پر منتقل ہو گئی، اور آپ کا خادم تندرست ہو گیا

اسی طرح شیخ احمد بن ابی الحسن علی ابیطالحی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو موسم گرما میں چھت پر سوتے ہوئے دیکھا، اُس روز گرمی نہایت شدت کی تھی، اور اُس پر طرہ یہ کہ ہو ابھی نہایت گرم چل رہی تھی، میں نے اُس وقت دیکھا کہ ایک ساتھ منہ میں نرگس کے پتے لئے ہوئے آپ کے پاس بیٹھا اُن پتوں کو آپ پر نیکھے کی طرح جھل رہا ہے،

شیخ احمد مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اُس وقت آپ کے پاس ایک شخص ایک نوجوان کو لیکر آیا، اور شکایت کرنے لگا، کہ حضرت! یہ میرا بیٹا ہے، لیکن میرا سخت نافرمان ہے، آپ نے اس کی طرف توجہ کی، تو معادہ بیہوش ہو کر کپڑے چاک کرتا ہوا جنگل کی طرف نکل گیا، اور متواتر چالیس روز تک اسی بیہوشی کے عالم میں جنگل کے اندر پھرتا رہا، پھر اُس کے بعد اُس کے والد نے آپ کے پاس اُس کی بد حالی کی شکایت کی، تو آپ نے اس کو ایک کپڑا دیا، اور فرمایا کہ اسے لے جا کر اس کے منہ پر مل دو، اس کے والد نے ایسا ہی کیا، بس کپڑا کا منہ پر لٹا تھا، کہ اُس کی حالت درست ہو گئی، اور وہ اگر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا،

آپ قریہ اُمّ عبیدہ میں جو بطن نخ کی سر زمین میں واقع ہے، سکونت پذیر تھے، اور یہیں پر ستر ہجرت میں اپنے انتقال فرمایا

تہ کی وفات | **حضرت غوث اعظم کی تعظیم** | شیخ نجم الدین ابو العباس احمد بن شیخ ابو الحسن علی بطالحی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے

اکثر اوقات شیخ ابو اسحق ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ ہمارے سردار اور ہمارے شیخ ہیں، سید المحققین اور امام الصدیقین ہیں، حجۃ العارفین اور پیشواے سالکین ہیں، آسمان بھی ایک سورج دکھتا ہے، لیکن اس وقت زمین کے سورج آپ ہیں

(۲۷) **حضرت شیخ ابو الحسن علی بن اوربیس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ**

آپ بھی عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، آپ حضرت شیخ عبدالقادر جنیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین تھے اور حضرت شیخ علی بن ابی بنی کی صحبت بابرکت سے بھی مستفید ہوئے، اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔

آپ کا مجاہدہ | آپ فرمایا کرتے تھے، کہ دس برس تک میں نے اپنے نفس کی خواہشوں سے، پھر دس برس تک قلب کے نفس سے اور پھر

دس برس تک قلب کے سر سے محافظت، اس کے بعد مجہد پر مقام رجوع الی اللہ وارو ہوا، اور اس نے میری سر سے پیر تک حفاظت کی، وَاللّٰهُ خَيْرٌ مِّنْ حَافِظِيْنَ،

آپ کی کرامات | ایک دفعہ بعض لوگوں نے ایک ظالم حاکم کی کہ جس نے اپنے ظلم کیا تھا شکایت کی، تو آپ نے ایک درخت پر اپنا

قدم مار کر فرمایا، کہ ہم نے اُسے مار ڈالا، چنانچہ اسی وقت معلوم ہوا، کہ اُس کا انتقال ہو گیا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ نے ایک بچہ کو جو مرض وجع المفاصل میں مبتلا تھا، ایک

نازکی ماری، معانازگی لگتے ہی وہ بچہ تندرست ہو کر دوڑنے لگا،

آپ کی وفات | آپ کی وفات ۳۱۱ھ ہجری میں یعقوب نام ایک گاؤں کے اندر ہوئی،

آپ بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنا سردار، امام اور پیشوا تصور کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب اور دین کے مجدد ہیں،

(۲۸) حضرت شیخ قاضی لبان موصلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی مشاہیر علماء و شائخ سے گذرے ہیں، شہر موصل آپ کا مسکن

تھا، بہت سے علماء اور شائخ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے،

آپ کا مجاہدہ | آپ مجاہدہ اور تزکیہ نفس میں مشہور تھے، چنانچہ شیخ ابوالبرکات صخرین صخرین مسافر بیان کرتے ہیں، کہ آپ قریباً ایک ماہ

تک، ہمارے زاویہ کے قریب ٹھہرے رہے، آپ اس عرصہ میں ہمیشہ استغراق میں

رہے، ان ایام میں ہم نے آپ کو کھاتے، پیتے یا سوتے بیٹھے کبھی نہیں دیکھا، جب

یہاں پر آپ کے پاس شیخ عدی بن مسافر آتے، تو بے اختیار یہ فرماتے، کہ اے
تضیب البان! مبارک ہو، تمہیں شہود الہی نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے، اور وجود
ربانی نے تمہیں مستغرق کیا ہے،

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خضر بن عبد اللہ حسینی نوصلی بیان کرتے
ہیں، کہ میں نے قاضی موصل سے سنا، وہ کہتے تھے، کہ میں

آپ کی کرامات

شیخ تضیب البان سے ان کی کرامات سن سن کر کسی قدر بدظن تھا، یہاں تک کہ
میں نے کئی دفعہ اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا، کہ میں سلطان سے کہہ کر انہیں شہر بدر
کرادوں، مگر ابھی میں نے کسی پر اسکا اظہار نہیں کیا تھا، کہ موصل کے ایک کوچہ
میں سے میں نے آپ کو دور سے آتے دیکھا، مجھے اُس وقت خیال ہوا، کہ اگر میرے
ساتھ کوئی اور شخص ہوتا، تو میں اُسکو حکم دیتا، کہ اسکو پکڑ لو، اسوقت میں نے آپ کو
اپنی اصلی شکل میں دیکھا، پھر ایک کردی کی، پھر ایک بدوی کی، اور پھر ایک فقیر و
عالم کی صورتیں دیکھا پھر اپنے قریب آنکر فرمایا، کہ تہلاؤ ان چاروں میں سے کس
کس کو تضیب البان کہو گے، اور اُس کے شہر بدر کر دینے کیلئے کوشش کر دو گے
میں یہ دیکھ کر فوراً آپ کے پاؤں پر گر گیا، اور آپ سے معافی مانگی،

اسی طرح شیخ ابو الحسن علی القرشی بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا، تو اسوقت میں نے دیکھا، کہ آپ کا جسم خلاف عادت حد سے بڑھ گیا
ہے، میں ڈر کر واپس چلا آیا، اس کے بعد پھر میں آپ کے زاویہ میں آیا، تو اسوقت
میں نے آپ کے جسم کو اس قدر چوڑا دیکھا، کہ چڑیا کے برابر ہو گیا، اسوقت بھی میں
چلا آیا، پھر تیسری دفعہ آیا، تو میں نے آپ کو اصلی حالت پر دیکھا، اس دفعہ میں نے
آپ سے اُن دونوں حالتوں کی نسبت دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ پہلی حالت مشابہ
جمال کی اور دوسری حالت مشابہہ جلال کی تھی،

آپ کی وفات

آپ کی وفات شہر موصل میں سنہ ۶۰۰ ہجری کے
اندر ہوئی،

حضرت غوث اعظم کا احترام

آپ حضرت غوثیت ماب علیہ الرحمۃ
کے تعلق فرمایا کرتے تھے، کہ آپ مقربین

کے صدر مالکین کے پیشوا ہندوؤں کے امام، عارفین کے سردار اور دنیا کے شریعت
و طریقت کے منور آفتاب ہیں،

(۲۹) حضرت شیخ مکارم بن دریس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہی عراق کے اکابر شائخ سے تھے، بلکہ نہر الخالص میں آپ سکونت پذیر
تھے، شیخ علی بن ابیہتی آپ کے شیخ تھے، وہ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ
مکارم ایک بلال ہیں، جو عنقریب بدر ہو کر چلینگے، آپ کو بہت قبولیت عامہ نصیب ہوئی،
بلاد نہر خالص اور اطراف و کناف میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی،

اپنے فرمایا کہ مرید صادق وہ ہے جو اپنے قلب میں ملاوت عدم
اپکا کلام | اپنے، اور اپنے نفس سے مصائب آلام کو دور کرے، اور تقوا و قدر پر

راضی رہے،

فقیر وہ شخص ہے جو صابر اور باادب ہو، مراقبہ الہی میں رہے، کسی پر افسانے رازتہ
کرے، اور حق تعالیٰ سے خائف رہے،

زاہد وہ شخص ہے جو رحمت نفس اور ریاست و امارت کو خیر باد کہہ کر نفس کو زبرد توغ
کرتا رہے، اور شہوت و خواہش سے روکے،

شاکر وہ ہے جو اپنے حوائج اور ضروریات پر صبر کر کے حق تعالیٰ کیساتھ رہے، اور خاموش
نام میں کسی کی طرف رجوع نہ کرے، اور اپنے قلب کو تدبیر و اہتمام سے خالی رکھے،

شیخ ابو الحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ جہنم
آپ کی کرامات | کے عذابوں کا بیان کر رہے تھے، کہ آپ کے اس بیان سے لوگوں کو

دل دہل گئے، اور انکی چشموں سے سیل اشک جاری ہونے لگے، ایک بد عقیدہ شخص نے
اپنے جی میں کہا، کہ وہاں آگ کہاں ہوگی، یہ سب ڈرانے کی باتیں ہیں، اس کے دلیں

اس خیال کا آنا ہی تھا، کہ آپ خاموش ہو گئے، مگر آپ کے خاموش ہوتے ہی یہ شخص
چلا چلا کر انھیٹ انھیٹ کرنے لگا، اور نہایت بے چین ہو گیا، سخت بد بودار دہواں اس

کی ناک سے نکلنے لگا، اس کے بعد اپنے توجہ کی، تو مگر اس پر سے یہ عذاب اٹھ گیا، پھر وہ
آپ کے دست مبارک پر اس بد عقیدہ سے تائب ہوا،

آپ کی وفات | آپ کے مسکن بلدہ نہر خالص میں ہی آپ کی وفات ہوئی
آپ حضرت نبوتِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، میری آنکھوں نے
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی شخص دنیا میں نہیں دیکھا،

(۳) حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہرملکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عراق کے مشائخ نظام سے تھے، نہر الملک میں سکونت پذیر تھے، اہل
سلوک سے کثیر التعداد صاحبِ حال و احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے
شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شیخ تھے، جو بسا اوقات آپ کی بہت تعریف
کیا کرتے تھے،

آپ کی کرامات | کہتے ہیں، کہ ابن قوتا کے ایک مرید نے خدا تعالیٰ سے عہد

کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کرونگا، چنانچہ وہ اسی وقت جامعِ رضافہ میں آکر بیٹھ گیا، اور تین
روز تک متواتر بغیر کھانے پینے کے بیٹھا رہا، حتیٰ کہ شدت بھوک کی وجہ سے وہ نہایت عاجز ہو
گیا، اور کھانا حاصل کرنے کی ترکیب سوچنے لگا، جب اسکی حالت بہت خراب ہو گئی
تو کیا دیکھتا ہے، کہ دیوار شق ہو گئی ہے، اور اسی سے ایک سیاہ شخص نکل کر کپڑے
میں لپیٹا ہوا کھانا اس کے سامنے رکھ کر چلا گیا ہے، اور اس کو کہہ گیا ہے، کہ شیخ
خلیفہ بن موسیٰ نہرملکیؒ فرماتے ہیں، کہ یہ کھانا کھا کر اپنی خواہش پوری کر لو، اور یہاں
سے نکل جاؤ، کیونکہ تم ہر باب توکل سے نہیں ہو،

آپ کی وفات | آپ کی وفات بھی نہر الملک میں ہوئی،

جب آپ قریبِ اوفات ہوئے تو تسبیح و تہلیل میں مشغول
ہو گئے، آپ کے چہرہ پر خوشنوی کے آثار نمایاں ہوتے جاتے تھے، اسثناء میں
آپ نے فرمایا، کہ یہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کبار میں
مجھے رضائے انبی کی خوشخبری سنارہے میں، پھر آپ نے فرمایا، یہ فرشتے ہیں، جو مجھے
پروردگار کے پاس لے جانے کے لئے نہایت عجلت کر رہے ہیں، پھر آپ مسکرائے
اور مسکرا کر فرمایا، کہ بندہ کی روح پرواز ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی تہلی

کرتا ہے، تو وہ خوش و محترم ہو جاتا ہے، پھر اپنے یہ آیت شریف پڑھی، **يَا أَيُّهَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اذْجَبِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاحِيَةً مُّرْفِئَةً**

ابھی آپ یہ آیت شریف پوری نہ کرنے پائے تھے، کہ آپ کی روح پر فتوح
نفس عنصری سے پرواز کر گئی،

حضور غوثیت مآب کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبد القادر

حیلانی علیہ الرحمۃ اولیسا را قطاب، ابدال و انجناب اور

اصفیاء و اتقیاء کے حاکم ہیں۔

حضرت غوث اعظم کا ایک شعر

أَفَلَا تَشْمُونَ الْأَدْلِينَ دُشْمَنَا أَبَدًا عَلَىٰ أُنُقِ الْعُلَىٰ كَالْتَّوَرِبِ

اس شعر کی شرح باسن الوجہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات
میں کی ہے، چونکہ اس باب بقیدت کیلئے اسکا پڑھنا نہایت ضروری ہے، اسلئے بطور
اختصار اسکا ترجمہ ذیل کیا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:-

اللہ تعالیٰ کی طرف لیجاتیوںے دورستے میں، ایک تو قرب بنوت کا ہے، جو انبیاء
اور انکے اصحاب کیساتھ متعلق ہے، اور دوسرا قرب ولایت کا، تمام قطاب، اوتاد،
ابدال، بچا اور عام اولیاء اللہ ای راستہ سے حاصل ہوئے ہیں، راہ سلوک سے مراد
یہی راستہ ہے، اس راہ میں توسل اور ذریعہ ثابت ہے، اس راہ کے واصلین کے
پیشوا اور سرگروہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میں، اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے
ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نوقدم مبارک
حضرت علی مرتضیٰ کے سر مبارک پر ہیں، اور حضرت فاطمہؑ اور حضرات حسنین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں، جس کسی کو اس راہ فیض
پہنچتا ہے، انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، کیونکہ آپ ہی اس راستہ کے آخری نقطہ
ہیں، اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے،

جب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا دورہ ختم ہوا، تو یہ عظیم الشان منصب ترتیب
حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے سپرد ہوا، اور انکے بعد ہی منصب عالی ترتیب وار بارہ

اماموں میں سے ہر ایک کے متعلق ہوا، ان بزرگوں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان کے انتقال کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچا رہا، انہی بزرگوں کے وسیلہ اور ذریعہ سے ہی پہنچا رہا، اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے اقطاب و نخبایاں کیوں نہ ہوسے ہوں، حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک نوبت آپہنچی، اور یہ عظیم الشان منصب اس کے سپرد ہوا، مذکورہ بالا بارہ اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر دکھائی نہیں پڑتا، اس راستہ میں تمام اقطاب و نخباء کو فیوض و برکات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ہی کے وسیلہ سے پہنچتے ہیں، کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہ کے سوا کسی کو مستر نہیں ہوا، اسی وجہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے

أَفَلَتِ شَمْسُ الْأَدْلِينَ دُشْمَسْنَا أَيْدًا عَلَىٰ أُنْبِيَّ الْعَلِيِّ الْأَعْزَبِ

یعنی پہلے لوگوں کا آفتاب تو غروب ہو گیا، لیکن ہمارا آفتاب ویسے ہی نصف النہار پر ہے، وہ کبھی غروب نہ ہوگا،

آفتاب سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے، اور اس کے غروب سے مراد فیضان مذکور کا نہ موجود ہونا ہے، چونکہ حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا، شیخ قدس سرہ کے سپرد ہوا، اور آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا وسیلہ ہوئے، جیسے کہ آپ سے پہلے بزرگوں کو رہے ہیں، اور نیز جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، وہ حضرت شیخ قدس سرہ کے توسل اور توسط ہی سے ہے، اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہوا، کہ أَفَلَتِ شَمْسُ الْأَدْلِينَ دُشْمَسْنَا الخ سوال :- یہ قانون مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب چہارم میں مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں اس طرح لکھا ہے کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض بھی امتوں کو پہنچتا ہے، اسی مجدد کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، خواہ اقطاب و اولیاء اور ابدال و انجباب وقت ہی کیوں نہ ہو،

جواب :- میں کہتا ہوں، کہ اس مقام میں مجدد الف ثانی حضرت شیخ قدس سرہ کا نام مقام ہے، اور حضرت شیخ کی نیابت اور قائم مقامی سے یہ معاملہ مجدد الف ثانی کے ساتھ وابستہ ہے، جیسے کہتے ہیں، نُورُ الْقَمَرِ مُسْتَعَادٌ مِّنْ نُورِ الشَّمْسِ، لہذا نور کا نور سورج کے نور ہی سے حاصل ہوتا ہے، لہذا دونوں حکموں میں کسی قسم کا اختلاف

باقی نہیں رہا، اتہی (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)
 اس سے یہ ثابت ہوا، کہ حضرت غوث الاعظم کا فیضان حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو پہنچا اور
 اب جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، فیضانِ غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ
 کے توسط اور توسط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے،

نغمہ محبت

بہر وہ ہے جس میں کہ سودا ترا آباد ہے
 دور بغدادے گرشائق بغداد رہے
 گزنین و صف قد حضرت غوث الثقلین
 خواہش غلبہ برین سے نہ طلب حوروں کی
 آپکا بندہ ہوں بیکس ہوں ثنا گز ہوں نہیں
 میں ہوں شیدائے قد حضرت غوث الثقلین
 سینکڑوں شائق بغداد تو پہنچے بغداد
 اب تو بند بلا لہجے بھگو بھی حضور
 بچھریں آپ کے پیچین ہوں غوث الاعظم
 دل وہ ہے دل کہ سدا جس میں ی یاد ہے
 سو بلاؤں میں پھنسے مفت میں برباد ہے
 دہریں نہرو ہے، سکتہ میں شمشاد رہے
 یا خدا پیش نظر و ضری بغداد ہے
 مہر کی مجھ پہ نظر وانی بغداد رہے
 بعد مردن مرا لاشہ تہ شمشاد رہے
 اور مٹی مری یوں ہند میں برباد رہے
 دور کب تک در اقدس سے نا شاد ہے
 روز و شب لب پہ نہ کیوں نالہ و فریاد ہے

ترا نہ عقیدت

مجھے اپنے در پر بلا غوث اعظم
 میں ہوں بتلائے بلا غوث اعظم
 جمال سنور دکھا غوث اعظم
 مجھے قیدِ غم سے چھڑا غوث اعظم
 شرابِ محبت پلا غوث اعظم
 مجھے مست و بخود بنا غوث اعظم
 دہا کر تو آئینہ رخ کو اپنے
 پلا ساغ عشق تو مجھ کو ایسا
 مجھے جو حیرت بنا غوث اعظم
 کہ تیرا رہوں بتلا غوث اعظم
 شرفِ مجھ کو حاصل ہو دیا حق کا
 جو پاؤں میں تیرا تھا غوث اعظم

تصور سے تیرے نہ کیوں ل ہو روشن
تو ہے نورِ ذاتِ خدا غوثِ اعظم

اُتر آئے اس خانہ دل میں گر تو
تو ہو جاؤں میں با خدا غوثِ اعظم

یہ ناچیز دل میرا ہو تجھ پہ قربان
تو چاہے تو پہنچائے دم میں خدا تک

ہو جاں میری تجھ پہ فدا غوثِ اعظم
تو ہے قوتِ کبریا غوثِ اعظم

تو ہے نظرِ ہمتِ مصطفائی
تیرا عشق عشقِ حبیبِ خدا ہے

رضائیری حق کی رضا غوثِ اعظم

منقبت

کسی مقبول کی تم سے سو اکیا دلربائی ہو
کہ محبوبِ خدا ہو اور مقبولِ خدائی ہو

کرم میں فیض میں، جو دو سخا میں دلربائی ہو
غرض ہر آن میں محبوبِ شانِ کبریائی ہو

یہ سحر ہو یا الہی اور ہو "بفدا" کا رستہ
یہ دل ہو اور اسمیں انکی الفت کی سمائی ہو

تہاری چاہ ہو خواہش ہو الفت ہو تمنا ہو
جگر ہو سوز ہو آتش ہو دل ہو مینوائی ہو

غلاموں میں اگر احقر کو اپنے لیجئے شام
بھلا اس سے بھلی پھر کون سی سکو بھلائی ہو

غلاموں میں اگر احقر کو اپنے لیجئے شام
بھلا اس سے بھلی پھر کون سی سکو بھلائی ہو

زمرہ شوق

خدا کے عشق میں سہ سار یا محبوبِ سبحانی
ہے تم پر رحمتِ غفار یا محبوبِ سبحانی

منور تم سے ہے گھر بار یا محبوبِ سبحانی
مستور ہو ہمیں دیدار یا محبوبِ سبحانی

گل باغِ حسن ہو شمرہ نخلِ حسینی ہو
علی کے ہو درِ شہوار یا محبوبِ سبحانی

تہا کے رہتہ عالی کی کیا تعریف لکھو نہیں
بیخِ خواں ساتھ ہیں ابرار یا محبوبِ سبحانی

قطعات

الطباع کتاب مستطاب سیرت غوث اعظم

از ملک جواہر سلک مخور شہر خیاب ابوالقاسم میر کرامت احمد صاحب میر سکریٹری انجمن ترقی الاسلام

وسابق پروفیسر سینٹ پل یونیورسٹی لکھنؤ صاحب جناب میر احمد صاحب گوم انگریزی مجسٹریٹ امرتسر

طبع گردیدہ کتابے مستطابے بے بہا	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَیَّامٌ بِنِعْمَتِ الرَّحْمٰنِ
نور چشم، نور احمد، منظر نور خدا	از تصانیف شیخ ابوالسید سعید زکریا
از خرد چشم کئے کردہ، بگفتا لافلا	سیرت پاک جناب غوث اعظم اینچنین
باحوالہ در نظر منضبط شد جا بجا	قول انصار و مهاجر، اصفیاء تابعین
سعی تو مشکور بادا! مر جبا صدم جبا	لے مصنف ابینیات حکمات اور
تلفہ در تعمیر و تخریب - کردہ ندا	چوں نمود ستر بچیب فکر ہر سال میر
سیرت غوث اعظم آمد بان حج ڈائیں بر ملا	بے مثال و بے نظیر و بے عدیل و لا جواب

ل (۱۲ + ۱۱۴ + ۱۱۶۰ + ۵۷۱) - (۱۲ + ۳۱۸۷)

= ۳۲۰۱ - ۱۸۵۷

= ۱۳۴۴

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا بِتِهَارَتِنَا وَاقْضِ حَوَائِجَنَا وَتَبِّرْنَا بِأَمْنًا

۲۔ حضرت مجدد رحمة اللہ علیہ اور انکے ناقدین

مؤلفہ

حضرت شاہ ابوالحسن زبید فاروقی مدظلہ

(زیر طبع) قیمت ۲۲۱ روپے

چند ضروری گزارشات

برائے

تاجران و خریداران کتب مکتبہ سراجیہ

۱۔ مکتبہ سراجیہ اپنے مستقل خریدار کو ۳۳ روپیہ فی صد کی رعایت دیتا ہے۔
مستقل خریدار بننے کیلئے ۵۰ روپے پیشگی جمع کرنا ضروری ہے جسکی مطبوعہ رسالہ
دی جاتی ہے۔ جب بھی مستقل خریدار اپنی رعایت ختم کرنا چاہے رسید جمع کرانے پر
زر ضمانت واپس کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ ہر کتاب کے طبع ہوتے ہی مستقل خریدار کو فوراً اطلاع دی جاتی ہے اور سیدرہ روز بہ
کتاب کی پی کر دی جاتی ہے، وی پی نہ چھڑانے کی صورت میں وی پی اور پکننگ کا تہہ
مستقل خریدار کے زر ضمانت سے مجرا کیا جاتا ہے۔

۳۔ تاجران کتب خط و کتابت کر کے معاملہ طے فرمائیں، معاملہ طے ہونے کے بعد ایک
ثلث (۱/۳) رقم کا پیشگی انا ضروری ہے۔

۴۔ ایک ساتھ سو روپے کی کتابیں سگرنے پر ہر خریدار کو ۳۳ فی صد اور مستقل خریدار کو
۴۴ فی صد رعایت دی جاتی ہے۔ غیر مستقل خریدار کو ایک ثلث رقم بھیجنا ضروری ہے۔

۵۔ تبلیغی مقصد کیلئے کتب تقسیم کرنے والے افراد مساجد کے خطباء و ائمہ اسلامی مدارس، سرکاری
سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کرام اور طلباء کو خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔ ایک

پوسٹ کارڈ (جو ابی) ارسال کرنے پر خصوصی رعایت کی شرح معلوم کی جاسکتی ہے۔
۶۔ ہر قسم کی کاروباری پیچیدگیوں اور نزاع و خلاف کی صورت میں پورے سہ ماہیوں کی عدالتیں
اسی مفصل ہونگی۔

المخلص:

خاکسار محمد سعد سراجی عرف مرشد بابا

از رسالہ

سلوک و تصوف پر ایک ہم دستاویز

تالیف

حضرت مولانا یعقوب چرخمی قدس سرہ العزیز

تصحیح و ترجمہ مقدمہ

محمد نذیر رانجھا

مکتبہ شریعہ خانقاہ احمدیہ سید محمد موسیٰ زئی تالیف

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

قیمت - ۲۱ روپے

فہرست مطبوعات مکتبہ سرسراجیہ

● اثبات المولد والقیام (عکس عربی)

عکس عربی بر خود نوشتہ نسخہ خطی مصنف مخزنہ
در کتابخانہ خانقاہ موسیٰ بنی شریف تصنیف حضرت
قبلہ شاہ احمد سعید مجددی دہلوی شہدنی ۲۰۰۰ء مقدمہ
پروفیسر محمد اقبال مجددی۔ قیمت ۳۱/- روپے

● سلسلہ الذہب یعنی سلسلہ سرسراجیہ مجددیہ
از قلم حضرت قبلہ الحاج مولانا محمد اسماعیل سرسراجی مجددی
مظاہر العالی سجادہ نشین دار عالیہ موسیٰ بنی شریف
قیمت ۴۱/- روپے

● حنا الحرمین مشتمل بر ملفوظات حضرت خواجہ
محمد مصوم سرسندی جامع طغوثا (عربی) حضرت
مرحوم الشریعت محمد عبداللہ مترجم (فارسی) محمد شاکر
سرسندی ترجمہ (اردو) ترتیب و تحقیق پروفیسر
محمد اقبال مجددی مظاہر۔ قیمت ۳۶ روپے

● مقام عثمانیہ (مختصر) محمد عثمان دہلوی تالیف
(فارسی) سید اکبر علی شاہ۔ ترتیب ترجمہ محمد سعید سرسراجی
مرشد بابا۔ قیمت ۳۱/- روپے

● الاوراد تالیف راس المحققین حضرت مولانا
شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ محمد سعید سرسراجی مرشد بابا
(ذیر طبع)

● السیہ تصنیف مولانا یعقوب چرخ
ترتیب و تحشیہ ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا
قیمت ۱۱/- روپے

● علامہ ابن تمیمیہ اور ان کے ہم عصر علما
تالیف حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید

● تذکرہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی
ترتیب تالیف مولانا محمد منظور نعمانی مظاہر
مدیر الفرقان لکھنؤ (انڈیا)

● جلیا ربانی حضرت مجدد الف ثانی
تخصیص ترجمہ مولانا نسیم احمد فریدی امر دہوی مظاہر
قیمت ۳۶ روپے، غیر جلد ۲۷ روپے
قیمت ۱۸/- روپے

● کتب با حضرت خواجہ محمد مصوم سرسندی
تخصیص ترجمہ مولانا نسیم احمد فریدی امر دہوی مظاہر
قیمت ۱۵/- روپے

● سیر نبوت اعظم (قدس سترہ)
تالیف لطیف مولانا ابوالبیان محمد داؤد
فاروقی (مرحوم) قیمت ۲۲/- روپے

● کمال احمدی ترجمہ صال احمدی
حالات صال حضرت مجدد الف ثانی تالیف
لطیف مولانا بدیع الدین سرسندی خلیفہ مجاز
حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہما)
ترتیب ترجمہ محمد سعید سرسراجی مرشد بابا (ذیر طبع)

